زرد زمانوں کا سویرا

''اے شان کون آیا ہے'' وہ تجاہل عارفانہ سے بولی حالانکہ پورچ میں کھڑی ریڈ بیوک دیکھ کر وہ اچھی طرح جان گئی تھی کہ کون آیا ہے۔ ساتویں کلاس میں زیر تعلیم ریحان بھائی کا بیٹا شان بہت تیز تھا جھٹ بولا۔

''عطیہ پھوپھو کے سسرال والے آئے ہیں۔''

''وہ گنجو بھی آیا ہے'' رباب رازداری سے منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر بولی۔

''نہیں وہ تو آج نہیں آیا پر ایک لمبے بالوں والی مخلوق بھی آئی ہے شاید مریخ سے نزول ہوا ہے'' شان سوچ میں ڈوبے ڈوبے بولا تو رباب نے ایک زوردار دھپ اس کی کمر میں لگائی وہ بلبلا گیا۔

"قسم لے لو جو آئندہ کوئی بات تمہیں بتائی" وہ ناراض ہوگیا اتنے میں تجل آپی اس طرف آگئیں۔

"یہ تم آتے ہی شروع ہوگئیں" انہوں نے شان کا پھولا پھولا منہ دیکھ لیا تھا رباب نے جھٹ بات بدل دی۔

"آپی آج گرمی کتنی زیادہ ہے" اس نے ماتھے سے نادیدہ پسینہ صاف کیا۔

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تمہارا پیپر کیسا ہوا ہے"

"فرسٹ کلاس ہوا ہے سنا ہے کہ اندر کیٹ ونسیلٹ کے سسرال والے آئے ہیں" وہ کھل کھلائی تو تجل نے اسے گھورا۔

"خبردار رباب کوئی بدتمیزی نہیں چلے گی" انہوں نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں سرزنش کی تو وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے اندر آگئی آج ہی میٹرک کا آخری پرچہ دے کر آئی تھی سوچ رہی تھی کہ جی بھر کر امتحانوں کا بوجھ اترنے کی خوشی میں سوئے گی اور انجوائے کرے گی اور انجوائے منٹ کا کیا زبردست طریقہ ہاتھ آیا تھا۔

تائی اماں کی چھوٹی صاجزادی عطیہ کے سسرال والے اسے ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے خاص طور پر اس کا تیسرے نمبر والا دیور عاقب اسے انتہائی فضول لگتا تھا جب بھی آتا تجل آپی کو گھور گھور کر دیکھتا جیسے سالم ہی نگل لے گا گزشتہ مہینے ہی اس نے سر کے بال صاف کروائے تھے اب وہ سر پر اہتمام سے پر عظر رومال باندھ کر آتا رباب نے اس کا نام "گنجو" رکھا تھا عطیہ کا نام کیٹ ونسیلٹ رکھا تھا بد قسمتی سے یا کہ خوش قسمتی سے اللہ نے انہیں سنہری بال اور گوری رنگت دی تھی وہ اس پہ بہت اکڑتی تھیں خود کو کسی ہالی وڈ کی ہیروئن سے کم تصور نہیں کرتی تھیں اس لیے رباب نے ان کا نام کیٹ ونسیلٹ رکھا ہوا تھا جبکہ عطیہ کی ساس اس عمر میں بھی جبکہ وہ نانی اور دادی بھی بن چکی تھیں خوب بنی سنوری رہتی تھیں اس لیے رباب نے انہیں "ہیروئن نمبرون" کا خطاب دیا تھا۔

ان کے گھر کا ہر فرد ہی خوب تھا۔ عطیہ کی بڑی نند ایک انگلش میڈیم اسکول چلاتی تھیں جب بھی آتیں یوں سنبھل سنبھل کر بیٹھتیں جیسے شیشے کی بنی ہوں ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جائیں گی ان کا نام رباب نے "چینی کی گڑیا" رکھا تھا حالانکہ ان کے تھل تھل کرتے بے ہنگم سراپے پہ یہ نام سوٹ نہیں کرتا تھا۔

کپڑے بدل کر کھانا کھائے بغیر ہی وہ نظر بچا کر تائی رقیہ کے ڈرائنگ روم میں گھس گئی کچن کی طرف سے بڑی زبردست خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ کھانا آخری مراحل میں

بے اسے دیکھتے ہی تائی اماں کی بڑی صاحبزادی عریشہ جو شادی شدہ تھیں کے ماتھے پر کئی بل پڑ گئے رباب بھی ایک نمبر کی ڈھیٹ تھی جھٹ بڑے ادب سے مہمانوں کو فرداً فرداً سلام کیا لمبے بالوں والی فارق کو اس نے بڑے جوش سے سلام کیا تو وہ بھی جو اسے غور سے دیکھ رہا تھا جھٹ بولا۔

''یار ادھر میرے پاس بیٹھ جاؤ'' شارٹ کٹ بالوں نیلی جینز اور سفید کرتے میں ملبوس وہ اسے کوئی نوعمر سالڑکا ہی سمجھا تھا۔

''معاف کیجئے گا میں یار نہیں یاری ہوں'' وہ عطیہ کی نند کے قریب بیٹھ گئی بے چارا عدنان کھسیانی سی ہنسی ہنسنے لگا۔ رباب اپنائیت کے تمام تر ریکارڈ توڑتے ہوئے ہیروئن نمبرون کے بی پی ہائی ہونے کی شکایت کرنے پر اس کا علاج اور مشورے بتا رہی تھی چینی کی گڑیا اسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

جب صومیہ بھابھی کھانا لگنے کا کہنے آئیں تو ''آیئے آیئے'' کہتی ڈائننگ ہال میں سب سے پہلے پہنچنے والی رباب تھی تائی امی اور عریشہ کے منہ کے زاویے بار بار بگڑ رہے تھے اور رباب سوچ رہی تھی کہ تائی' رقیہ اور عریشہ آپی کو انگلش ہارر فلموں میں زبردست رول مل سکتا ہے۔

''یہ چکن پلاؤ لیں ناں عطیہ آپی نے بنایا ہے اور یہ کوفتے چکھ کر دیکھیں ایمان سے مزا آ جائے گا'' رباب نے پلاؤ اور کوفتوں کی ڈش ہیروئن نمبرون کی طرف بڑھائی جیسے ہی انہوں نے تھوڑے سے چاول اور ایک کوفتہ پلیٹ میں ڈالا رباب نے اس کے بعد فوراً ہی اپنی پلیٹ کناروں تک بھر لی بڑی فراخدلی سے کوفتے اور کباب چاولوں پر جمائے۔ تائی اور عریشہ بڑی مشکل سے رکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر جمائے بیٹھی تھیں۔

عطیہ کے سسرالی اپنا گھر سمجھ کر بڑی بے تکلفی سے کھا رہے تھے اور وہ پوری طرح ان کا ساتھ دے رہی تھی عرصے بعد ایسا مزیدار کھانا ملا تھا اگر تجل آپی یہاں ہوتیں تو آنکھوں آنکھوں میں اسے سرزنش کرتیں اس نے شکر کیا کہ تجل آپی اس کی یہاں موجودگی سے لاعلم ہیں وہ کھانا آخری مراحل میں چھوڑ کر اپنے پورشن میں چلی گئی تھیں رباب کے برعکس وہ بڑے صبر و شکر والی تھیں کھانے پینے کے معاملے میں کبھی ندیدوں کا سا مظاہرہ نہیں کیا جو ملا کھا لیا جو دیا پہن لیا۔ رباب کا پیٹ تو بھر گیا تھا بس اب وہ ایسے ہی کھانا خراب کر رہی تھی فیرنی کا ڈونگا اس نے لبالب بھر رکھا تھا۔

''آپی یہ فروٹ ٹرائفل بھی عطیہ آپی نے بنایا ہے'' چینی کی گڑیا سے اس نے سفید جھوٹ بولا۔

''بہت مزیدار بھئی بہت مزیدار'' ہیروئن نمبرون کھاتے ہوئے بمشکل بولیں۔

''آنٹی آپ کے تو مزے آ جائیں گے عطیہ آپی روز آپ کو مزے مزے کے کھانے کھلائیں

گی ہمارا کیا بنے گا" وہ چن چن کر ٹرائفل میں سے پھلوں کے ٹکڑے کانٹے میں پھنسا کر کھا رہی تھی رقیہ کا دل چاہ رہا تھا اسے کچا چبا جائیں۔

"باقی اپنے کمرے میں جا کر کھاؤں گی" رباب نے ایک پلیٹ میں چار کوفتے اور چار ہی کباب ڈالے اور اٹھ کھڑی ہوئی اس کی اس حرکت پہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھاتے کچھ افراد کے چہرے پر غصے بھری سرخی پھیل گئی تھی۔

"بڑی دلچسپ لڑکی ہے" لمبے بالوں والے نے اس کے جانے کے بعد کہا۔

"یہ لیں آپی اور امی کھائیں مزے اڑائیں" رباب نے پلیٹ ان کے آگے دھری تو دونوں ماں بیٹی اچنبھے سے دیکھنے لگیں۔

"کہاں سے لائی ہو" عمارہ بولیں۔

"امی تائی امی نے خود دیے ہیں" اس نے نظر بچا کر جھوٹ بولا تو دونوں کو ہی یقین نہیں آیا۔

"کہیں کچن سے اڑا کر تو نہیں لائی ہو" تجل آپی نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"اڑا کر کیوں لاؤں گی اس کھانے میں میرے باپ کا بھی حصہ ہے سب کے سامنے لائی ہوں" رباب کی آواز اونچی ہوگئی اس نے خود ہی اپنا کارنامہ بتا دیا وہ دونوں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

"رباب مجھے تم سے اس حرکت کی امید نہیں تھی ویسے بھی ہم کھانا کھا چکے ہیں جاؤ یہ پلیٹ واپس کر آؤ" تجل ہمیشہ کی طرح آرام سے بولیں۔

"واپس تو نہیں ہوگی یہ" وہ مضبوطی سے بولی اور اسٹور روم کی طرف چلی گئی۔

مہمانوں کے جانے کے بعد تائی رقیہ اور عریشان کے پورشن کی طرف آئیں۔

"ماں کی عادت بیٹی میں بھی ہے بتا دیا ناں آخر سب کو کہ ہمارا تعلق بھوکے ننگے ننھیال سے ہے اے بی ذرا اپنی بیٹی کو تمیز ہی سکھا دی ہوتی اتنی بڑی ہوگئی ہے پر عقل و تمیز تو چھو کر نہیں گزری اسے خیر وہ بھی کیا کرے خون کا اثر ہوتا ہی ہے" وہ بکتی جھکتی چلی گئیں عمارہ بستر پر ڈھے سی گئیں یہ بے عزتی یہ توہین آئے دن کا معمول تھی انہیں تو بہانہ چاہیے ہوتا تھا اور رباب ایسے بہانے خوش قسمتی سے انہیں وافر مقدار میں فراہم کر دیتی تھی۔

"امی چھوڑیں بھی" تجل کی آواز انہیں ڈھارس دیتے ہوئے خود بھیگ رہی تھی۔

"تجل! یہ کیوں ایسے کرتی ہے کیوں میرا امتحان لیتی ہے اسے کہہ دو مجھ میں ایسے امتحان دینے کی سکت نہیں رہی ہے تجل اسے سمجھاؤ میرے دل سے یوں نہ کھیلے" عمارہ رو رہی تھیں۔

"امی کہوں گی میں اسے بس آپ نہ روئیں مجھے تکلیف ہوتی ہے" انہوں نے ماں کے آنسو صاف کیے۔ وہ شکر کررہی تھیں کہ رباب یہاں نہیں ہے ورنہ اس نے تو تائی کو دو بدو جواب دینے تھے اور امی کی حالت اور بھی خراب ہوجاتی تھی وہ پہلے ہی بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں اور رباب تو نبل کا الٹ تھی وہ سر جھکا کر ہر بری بھلی سن لیتی تھی پر یہ رباب تھی جو سینہ پھلا کر کہتی میں پپا کا بیٹا ہوں بیٹا سب سے بدلہ لوں گی۔ اب اسی کی وجہ سے تائی اتنی باتیں سنا گئی تھیں۔ وہ روز ہی جو بھی گھر میں پکا ہوتا تھا کھالیتی تھی ہاں جس روز تائی یا چچی کے گھر کوئی مہمان آتا اس روز رباب اپنے پورشن میں گھستی ہی نہیں۔

بڑے ابا یعنی فضل کمال نے بڑے تینوں بیٹوں کی شادیاں اپنے ہم پلہ گھرانوں میں کیں سب سے چھوٹے بیٹے اسد کی شادی انہوں نے نسبتاً کمتر گھرانے میں کی تھی ان کا خیال تھا کہ شاید مڈل کلاس سے لائی گئی بہو باقیوں سے مختلف ہو اور واقعی ایسا ہوا عمارہ نے اپنے حسن سلوک اور خدمت سے سسر اور شوہر کا دل جیت لیا تھا ان کی جیٹھانیاں جل کر کوئلہ ہوگئیں ان کا خیال تھا کہ فضل کمال ساری جائیداد چھوٹے بیٹے کے نام کریں گے اسی وجہ سے تینوں ہمہ وقت عمارہ کو یہ جتلاتیں کہ تم ہم سے کمتر ہو ہم اعلیٰ خاندانوں کی پڑھی لکھی خواتین ہیں تم نچلے درجے کی ہو مخمل میں ٹاٹ کا پیوند ہو وغیرہ وغیرہ وہ ایسی ہی دل جلانے والی باتیں کرتی رہتیں اسی دوران نبل پیدا ہوئی نبل کے ساڑھے چھ سال بعد رباب پیدا ہوئی۔ بڑے ابا دونوں پوتیوں خاص کر رباب سے بہت لاڈ کرتے تھے اور پیار سے اسے طوطا کہتے وہ باتیں جو بہت کرتی تھی۔

رباب سات سال کی تھی جب بڑے ابا نے ان کا ساتھ چھوڑا ان کے بعد اسد بھی فوت ہوگئے ادھر عمارہ کا واحد جوان بھائی بھی مارا گیا پے در پے پریشانیوں کا انبار کھڑا ہوگیا عمارہ کو احساس ہوا کہ فضل کمال اور اسد ڈھال تھے۔ ان کے نہ ہونے سے خلا سا پیدا ہوگیا تینوں جیٹھانیوں کی مخالفت بڑھتی جارہی تھی عمارہ بڑی صابر و شاکر عورت تھیں کبھی پلٹ کر جواب نہیں دیا اس لیے وہ اور بھی شیر بنی ہوئی تھیں وہ سب کے بدلتے تیور دیکھ رہی تھیں شوہروں نے بھی بیویوں کو نہیں روکا پہلے تو وہ چھپ چھپا کر ڈھکے چھپے انداز میں عمارہ کو اس کی حیثیت یاد دلاتیں پھر فضل کمال اور اسد کی موت کے بعد ان کا رہا سہا لحاظ بھی ختم ہوگیا۔

اسد کے نام فیکٹری کا انتظام پاور آف اٹارنی کے ذریعے بڑے جیٹھ زاہد کمال کے سپرد کردیا گیا ان کی یہی ضد تھی کہ پاور آف اٹارنی میرے نام ہونی چاہیے عمارہ بری طرح مجبور تھیں انکار کرکے یہاں سے دربدر نہیں ہونا چاہتی تھیں۔ زاہد ہر ماہ انہیں لگی بندھی قلیل سی رقم دیتے جو

جوں تجل اور رباب بڑی ہو رہی تھیں یہ رقم کم ہوتی جا رہی تھی ان کا کہنا تھا کہ فیکٹری خسارے میں جا رہی ہے میں اپنا سرمایہ لگا کر اسے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پھر وہ فائلیں اور حسابات کے موٹے موٹے رجسٹر اٹھا کر لے آتے کہ بھابھی پڑھ لیں جو میں نے ایک پیسے کی بھی بے ایمانی کی ہو معمولی سی پڑھی لکھی عمارہ ان پیچیدہ گورکھ دھندوں کو کہاں سمجھ سکتی تھیں الٹا شرمندہ ہو جاتیں ایسے میں رقیہ یہ کہنا نہ بھولتیں کہ

"آپ فیکٹری کے انتظامات عمارہ کو واپس کر دیں ہم ان کے نوکر نہیں ہیں محنت کر کے خون پسینہ بہائیں اور مجرم بھی ٹھہریں"۔

پھر انہیں ہی منتیں کر کے جیٹھ اور جیٹھانی کو منانا پڑتا۔ فضل کمال کی زندگی میں سب لوگوں کا کھانا ساتھ پکتا ان کی موت کے کچھ عرصہ بعد عمارہ کو ہدایت ملی کہ تم اپنا چولہا الگ کرو ساتھ ہی ان کی رہائش بھی تبدیل ہو گئی اسٹور روم کے ساتھ جو کمرا تھا وہ ان تینوں ماں بیٹیوں کے حوالے کر دیا گیا عمارہ نے اسے تقدیر کا فیصلہ جان کر قبول کر لیا تھا تجل جو پہلے ایک اچھے اور مشہور تعلیمی ادارے میں پڑھتی تھی بعد میں ایک معمولی سے اسکول میں آ گئی فیکٹری روز بروز خسارے میں جو جا رہی تھی۔ تمام کزنز کا سلوک ان دونوں بہنوں کے ساتھ غلاموں اور اچھوتوں والا تھا عمارہ تو کسی گنتی میں ہی نہیں تھیں۔

تجل اسکول سے واپس آنے کے بعد تائی کے بلاوے پر کچن میں چلی جاتی جہاں بہت سے کام اس کے منتظر ہوتے اسکول سے کالج میں آتے ہی کاموں میں اضافہ ہو گیا تائی کے ساتھ ساتھ دونوں چچیاں بھی اس پر انحصار کرنے لگی تھیں باورچی خانے کا تمام نظام تجل کے سپرد تھا بڑے تینوں بھائیوں کے خاندان کا کھانا پہلے کی طرح ایک ہی جگہ پکتا تھا۔

☆☆

تجل باورچی خانے میں گھسی پلاؤ کو دم دے رہی تھی جانے رباب کو کس نے بتایا کہ چکن پلاؤ پک رہا ہے وہ سیدھی کچن میں چلی آئی تجل پلاؤ کو دم دینے کے بعد چلی گئی تھی رباب نے اسٹول اٹھا کر کچن کاؤنٹر کے قریب رکھا اور اوپر چڑھ کر پتیلی کا ڈھکن اتارنے لگی اسی اثناء میں چچی کا ادھر سے گزر ہوا وہ رقیہ کو بھی بلا لائیں اندر کا منظر کچھ یوں تھا۔ آٹھ ساڑھے آٹھ سالہ رباب ادھ گلے چاول کاؤنٹر پر ہی ڈالے مزے سے اسٹول پہ چڑھے کھا رہی تھی رقیہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوری قوت سے رباب کو لگاتار کئی طمانچے مارے اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیوں ہو رہا ہے وہ تو اپنے پسندیدہ چاول کھا رہی تھی اور جی ہی جی میں اپنی اس شرارت پر خوش ہو رہی تھی

کاؤنٹر کی دیوار سے اس کا سر ٹکرایا تو سر سے خون کا فوارہ چھوٹ گیا عمارہ رباب کی چیخیں سن کی بھاگی بھاگی آئیں پیچھے تجل کا گھبرایا ہوا چہرہ تھا۔

''اٹھاؤ اس حرام خور کو یہاں بھی بے برکتی دکھانے آ گئی کل سے اگر اسے کچن میں یا آس پاس بھی دیکھا تو خیر نہیں ہے'' رقیہ غیض وغضب میں بھری ہوئی تھیں عمارہ اور تجل دونوں رباب کو لے کر آ گئیں اس روز تجل نے رات کو پہلی بار تایا سے پیسے مانگے جھوٹ بول کر۔

''تایا ابا میں نے شوز لینے ہیں بالکل پھٹ گئے ہیں اب وہ کالج میں پہننے کے لائق نہیں رہے ہیں'' تجل کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اسے بے حد شرمندگی اور خوف محسوس ہو رہا تھا کیونکہ عمارہ نے اسے سچ بولنے کی تلقین بچپن سے ہی کی تھی۔

''تو کوئی اور پہن جاؤ کالج میں سب چلتا ہے'' وہ بے نیازی سے سامنے رکھے اخبار کو ادھر ادھر کرنے لگے۔

''تایا ابا نئی پرنسپل آئی ہیں بہت سخت اور نظم وضبط کی پابند ہیں'' کہتے کہتے تجل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کیونکہ یہ واقعی سچ تھا۔

''اچھا یہ رونا دھونا بند کرو اور سیل سے شوز خرید لینا'' انہوں نے ایک سو بیس روپے اس کے ہاتھ پر رکھ ہی دیئے تجل آنکھوں میں ڈھیروں جگنو چھپائے پیسے مٹھی میں دبائے اپنے کمرے میں آ گئی کل پانچ تاریخ تھی عمارہ کو گھر کا سودا سلف خریدنے بازار جانا تھا ان کے پاس صرف اتنے پیسے ہوتے تھے کہ وہ دال مرچیں، چینی پتی ہی بمشکل خرید پاتیں۔ گوشت مرغی خریدنے کی استطاعت ہی نہیں تھی۔ عمارہ جب اسٹور سے باہر نکلی تو تجل نے وہ پیسے ماں کی مٹھی میں تھما دیے۔

''امی کل میں نے تایا ابا سے لیے تھے ان روپوں کی ایک کلو مرغی اور چاول خرید لیتے ہیں رباب کو اچھے جو لگتے ہیں'' اس کے لہجے میں بہن کے لیے بے پناہ محبت تھی۔

''کیسے دے دیے ہیں انہوں نے یہ پیسے'' عمارہ زاہد کی فطرت سے آشنا تھیں اس لیے ان کا سوال بھی فطری تھا۔

''امی جھوٹ بول کر لیے تھے'' تجل کی پیشانی بوندوں سے چمکنے لگی۔

''کب تک جھوٹ بول بول کر اس کی خواہشوں کو پورا کرو گی'' انہوں نے سخت لہجہ اپنایا۔ یہ اچھا ہوا کہ اس سے ناراض ہونے کے باوجود انہوں نے مرغی اور چاول خرید لیے پر رباب نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا بینڈیج کیے ہوئے سر کے ساتھ وہ چپ چاپ بستر پر لیٹی رہی دونوں نے کتنی منتیں کیں تھوڑے سے کھا لو تمہاری پسند کا لیگ پیس بھی ہے مگر رباب نے کروٹ بدل کر

آنکھیں بند کرلیں عمارہ کو اس کی خاموشی سے بڑا خوف آیا۔
اب وہ سمجھ دار ہو رہی تھی اور نویں کلاس میں آ گئی تھی اس کی سوچوں میں انقلاب آ گیا تھا ایک روز بے خیالی میں عمارہ کے منہ سے نکل گیا۔
"کاش ایک بیٹا ہی ہوتا" یہ جملہ یہ خواہش یہ حسرت نیزے کی انی کی طرح رباب کے دل میں پیوست ہو گئی وہ شام کو مسز سجانی کی بہو سے اپنے بال کٹوا آئی تجل اور عمارہ کو اس کا شارٹ باب کٹ اسٹائل بالکل ہضم نہیں ہو رہا تھا اتنے خوبصورت بال تھے اس کے لمبے چمکدار ریشم سے شزاء اور رحمہ تو تاک میں رہتی تھیں کہ جانے وہ کیا استعمال کرتی ہے جو اس کے بال ایسے ہیں اس کے بال بڑھتے بھی تو بہت جلدی تھے چھ چار ماہ بعد تجل اس کے بال تھوڑے تھوڑے کاٹ کر برابر کر دیتی جب اس کے بال کھلے ہوتے اور جب وہ چلتی تو ہر قدم کے ساتھ جب وہ ہلکورے لیتے تو نہایت حسین لگتے اسد کو تو رباب کے بال بہت پسند تھے عمارہ کو سختی سے کہا تھا کہ اس کے بال مت کٹوانا اور آج وہ خود ہی کٹوا کر آ گئی تھی ذرا دیر میں اس نے پہناوا بھی بدل لیا سفید کرتا اور نیوی کی نیلی جینز جسے وہ ٹھکرا چکا تھا رباب کے جسم پر نظر آ رہی تھی ایک دم ہی وہ لڑکی سے لڑکا لگنے لگی تھی
گھر بھر کو اس تبدیلی کی خبر ہو گئی سب نے مذاق اڑایا مگر رباب نے کسی پر بھی توجہ نہیں دی۔
پھر اسے کراٹے سیکھنے کا شوق ہوا کئی دن عمارہ اور تجل کے آگے پیچھے گھومتی رہی کہ داخلہ دلوا دو کسی نہ کسی طرح بات زاہد تک پہنچ گئی انہوں نے اسے طلب کر لیا تمام گھر جمع تھا سب ہال کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے جب وہ نڈر انداز میں سر اٹھائے اندر داخل ہوئی۔
"کیوں رباب یہ میں کیا سن رہا ہوں تم کراٹے سیکھنا چاہتی ہو" ۔وہ اس کے اس انداز کو ہضم نہیں کر پا رہے تھے۔
"جی تایا ابا مجھے شوق ہے کراٹے سیکھنے کا' ایک ماہ کی فیس پانچ سو روپے ہے اور ایڈمیشن فیس ایک ہزار ہے" اس نے اعتماد سے بتایا تو رقیہ کھول سی گئیں۔
"کیوں تم نے چوروں ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہونا ہے جو کراٹے سیکھو گی" انہوں نے غصے سے اسے دیکھا۔
"تایا ابا چور ڈاکو کراٹے نہیں سیکھتے اس مقصد کے لیے ان کے پاس کلاشنکوف اور ریوالور ہوتے ہیں" ۔وہ سکون سے بولی تو زاہد کمال کا پارہ چڑھ گیا۔
"عمارہ عمارہ" انہوں نے آواز دی وہ ڈرتی ڈرتی آگے آئیں۔
"یہی تربیت کی ہے تم نے اس کی' بڑوں سے بات کیسے کی جاتی ہے اسے سکھاؤ" ۔انہوں نے

بات ہی ختم کر دی۔

اس میں سے وہ بدلحاظ اور ضدی ہو گئی تھی رقیہ کے آگے بولنے کی ہمت کسی میں نہیں تھی پر رباب تو ان کے آگے چیخ چیخ کر بولتی بڑی چچی اور چھوٹی چچی بھی اس کے بدلتے تیوروں سے خائف رہنے لگی تھیں وہ کالر جھاڑ کر کہتی "میں بیٹا ہوں بیٹا اپنے پپا کا"۔

نجل نے بی ایس سی کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا تھا اسے ہوم اکنامکس میں ماسٹرز کا شوق تھا تایا نے صاف صاف کہہ دیا کہ فیکٹری سے اتنی آمدنی نہیں ہوتی میں تمہیں ہوم اکنامکس جیسی مہنگی تعلیم کیسے دلاؤں؟ ہوم اکنامکس کی تعلیم اتنی مہنگی نہیں تھی کم از کم ایم بی اے سے تو مہنگی نہیں تھی انہوں نے فہد کو ایم بی اے کے لیے باہر بھیجا ہوا تھا کسی میں ہمت ہوتی تو کہتا کہ لاکھوں کروڑوں کی اکائی کی شوگر مل سے اتنی آمدنی بھی نہیں ہوتی کہ تعلیم کا خرچہ ہی پورا کر سکے پر یہ ہمت کرتا کون نجل اور عمارہ اتنی بہادر نہیں تھیں رباب اس وقت بہت چھوٹی تھی اپنے آپ میں مگن اور لاپروا رباب برستی بارش اور گرجتے بادلوں میں چوزے کی طرح ماں کی آغوش میں دبک جاتی اس کے معصوم ذہن میں بڑے ابا اور پپا کی موت کا منظر تازہ تھا۔

وہ ایک جھل تھل برسات کا روز تھا بادل گرج رہے تھے بجلی پوری شدت سے چمک رہی تھی بڑے ابا وضو کرنے نکلے رباب برآمدے میں تھی وہ واش بیسن کی طرف جاتے جاتے دوہرے ہو گئے بادل گرجے وہ زمین پر گر پڑے اس نے چیخ کر گھٹنوں میں سر چھپا لیا سب اندر سے بھاگتے ہوئے نکلے تب تک بڑے ابا ٹھنڈے ہو گئے تھے اچانک دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا تھا۔ پپا کی وفات کے دن بھی بادل گرج رہے تھے یہ دو دن پوری بدصورتیوں کے ساتھ اس کی یادداشت کے البم میں محفوظ تھے اس کے بعد جب بھی بارش ہوتی، بجلی چمکتی، بادل گرجے رباب کی حالت قابل رحم ہو گئی وہ سارا سارا دن عمارہ یا نجل سے لگی بیٹھی رہتی ایک پل کے لیے بھی پاس سے نہ ہٹنے دیتی خود بھی ڈرتی اور انہیں بھی ہولاتی۔

عمارہ بہت پریشان تھیں مسز بخاری جو ان کے پڑوس میں رہتی تھیں انہوں نے مشورہ دیا کہ رباب کو کسی ماہر نفسیات کو دکھائیں انہوں نے ایک دو بار گھریلو اخراجات کم کر کے یہ بھی کر کے دیکھا مگر مسئلہ جوں کا توں رہا جب بھی بارش ہوتی رباب آنکھیں بند کیے بستر میں دبک جاتی۔ عمارہ نے ایک بار دبی زبان سے زاہد سے کہا کہ اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں انہوں نے ہمیشہ کی طرح اخراجات کی زیادتی کا رونا رویا فیکٹری کے خسارے کا بتایا ساتھ اپنا احسان جتایا کہ میں نے اپنے شیئرز نکال کر فیکٹری میں لگا دیے ہیں تاکہ اس کی ڈوبتی ساکھ کو کچھ تو سہارا ہو۔ عمارہ

چپ ہو گئیں۔ اس روز وہ بہت روئیں بیٹی کا معاملہ تھا اس کی شادی بھی کرلی تھی ادھر تینوں جیٹھانیوں نے رباب کو ''نفسیاتی مریضہ'' کہنا شروع کر دیا تھا جو بھی گھر میں آتا عمارہ کو ہمدردانہ مشورے دیتا اور تاسف کا اظہار کرتا۔

گھر میں سب لوگوں کو علم تھا کہ رباب کے ساتھ یہ مسئلہ ہے اس کے بعد تو سب رشتہ داروں کو بھی علم ہو گیا کہ رباب کے ساتھ نفسیاتی مسئلہ ہے خود عمارہ کے بہن بھائی اس واقعے کے بعد رباب سے کترانے لگے تھے کم فہمی اور لاعلمی کے باعث ان کا خیال تھا کہ یہ بیماری ان کے بچوں کو بھی لگ جائے گی حالانکہ یہ خالصتاً ذہنی مسئلہ تھا۔ عمارہ نے خود ہی آہستہ آہستہ ہر جگہ آنا جانا کم کر دیا تجل اور رباب کو تو ساتھ لے کر جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا بھائی کی موت کے بعد انہوں نے بھابھی کے گھر جانا بھی ختم کر دیا اگر رباب بھی ان کے ساتھ جاتی تو وہ فوراً اپنے بچوں کو ادھر ادھر کر دیتیں۔ دو بہنیں تھیں جو گاؤں میں اپنے ہی جیسے لوگوں میں بیاہی ہوئی تھیں ان کے سسرال والے پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ میکے والوں سے زیادہ میل جول رکھیں عمارہ کی شادی اونچے گھرانے میں ہوئی تھی اس وجہ سے وہ احساس کمتری کا شکار رہتی تھیں سسر اور شوہر کی وفات کے بعد اس اونچے گھرانے کا بھی پول کھل گیا۔ چالیسویں پر عمارہ کی جیٹھانیاں جس تحقیرانہ طریقے سے اس سے پیش آ رہی تھیں یہ عمارہ کی دونوں بہنوں کے لیے بڑا اطمانیت بخش تھا اندر لگی حسد کی آگ پر کچھ سرد پانی کے چھینٹے پڑے وہ بہن سے ملنے جلنے میں محتاط ہو گئی تھیں۔

جس مکان میں عمارہ کے سب بہن بھائی شادی سے پہلے رہتے تھے وہ فروخت کر دیا گیا رقم بھابھی اور دو بہنوں کے حصے میں آئی عمارہ کو پھوٹی کوڑی تک نہ ملی وہ سب عمارہ کے ٹھاٹ دیکھ کر اندر ہی اندر جلتی تھیں وہ اس بات کی قائل تھیں کہ جو ہمارے پاس نہیں ہے وہ کسی اور کے پاس بھی نہیں ہونا چاہیے۔ یوں وہ ہر طرف سے اکیلی ہو گئیں جو کرنا تھا خود کرنا تھا فیکٹری شوہر کے بھائی کے پاس تھی وہ خود اسٹور روم میں منتقل ہو گئی تھیں ان کی بیٹیاں عام تعلیمی اداروں میں پڑھ رہی تھیں عمارہ کو اب تعلیم کی اہمیت کا شدت سے احساس ہوا تھا تینوں جیٹھانیاں اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں بس ایک وہی تھیں جنہوں نے واجبی سی تعلیم حاصل کی تھی وہ تجل اور رباب کو...... ہر ممکن تعلیمی سہولت مہیا کرنا چاہتی تھیں۔

بی ایس سی کے بعد تجل گھر میں ہی سلائی کڑھائی کا کام کرنے لگی کاموں میں مصروف رہ کر اپنے تئیں وہ اپنی خواہشوں اور خوابوں کو مار رہی تھی مگر کاش خوابوں کو مارنا اتنا ہی آسان ہوتا تو سب خواب دیکھنا چھوڑ دیتے۔ عمارہ بھی بلڈ پریشر کی مریض بن گئی تھیں۔ پریشانیوں کی وجہ سے دوائیں

اصل عمر سے کئی گنا بڑی نظر آتی تھیں جبکہ ان کے مقابلے میں رقیہ رفعت اور آمنہ نے خود کو خاصا مین ٹین کر رکھا تھا۔قیمتی کپڑوں میں ملبوس نفیس سی جیولری پہنے بال بنائے نت نئے ہئیر سٹائلز میں نہائی وہ واقعی اس اعلیٰ خاندان کی بہوئیں لگتی تھیں جبکہ خود عمارہ تھکے تھکے پژمردہ چہرے ملگجے کپڑوں اور الجھے بالوں میں مڈل کلاس طبقے کی عام سی عورت لگتی تھیں جن کی پوری زندگی پریشانیوں اور مسائل کے خلاف لڑتے لڑتے ختم ہو جاتی ہے۔

تجل اور رباب کے کپڑے جوتے بھی سیل سے خریدے جاتے انہیں جب بھی کوئی کپڑا جوتا یا سوئیٹر شال خریدنی ہوتی تو اس کے لیے سیل کا انتظار کرنا پڑتا جبکہ کھانے پینے کی اشیاء بھی وہ دوسرے بلکہ تیسرے درجے کی لاتیں تاکہ مہینہ آرام سے گزر سکے۔اس کے باوجود بھی رقیہ رفعت اور آمنہ طعنے دینے سے باز نہیں آتی تھیں عمارہ اور ان کی بیٹیوں کا وجود انہیں گوارا نہیں تھا۔

آمنہ نے اٹھتے بیٹھتے عمارہ کو یہ طعنے دینے شروع کر دیے کہ تجل کی اتنی عمر ہو گئی ہے ابھی تک اس کا ایک رشتہ بھی نہیں آیا ہے تجل کی عمر بائیس تیئیس سال کے قریب تھی حالانکہ آمنہ کی اپنی بیٹی جو تجل سے پورے چار برس بڑی تھی اس کی شادی گزشتہ سال ہی ہوئی تھی عریشہ اور موموکا خیال تھا کہ تجل پر کوئی تو ترس کھا کر شادی کر لے گا مگر رباب پر کوئی تھوکے گا بھی نہیں یہ سن کر اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی وہ پوری طرح تیار ہو کر میدان میں اتر آتی تھی اپنی ذات کی بے عزتی اس نے برداشت کر لی تھی تجل آپی کے لیے تو اس کو ایک لفظ سننا بھی گوارا نہیں تھا۔

"میں خود ہی کسی پر نہیں تھوکوں گی کوئی شادی کی نیت سے میری طرف آنکھ اٹھا کر تو دیکھے میری آپی کے لیے شہزادہ آئے گا شہزادہ" وہ کمر پر ہاتھ رکھے لڑاکا عورتوں کی طرح زور زور سے بول رہی تھی۔

"کوئی شادی کی نیت سے تمہاری طرف جب آنکھ اٹھا کر دیکھے تو ہمیں بھی بتانا گنیز ورلڈ بک میں چھپوا دیں گے اور تجل صاحبہ کے لیے جب شہزادہ آئے گا تو اس کے دیدار ہمیں بھی کروا دینا" موموتمسخر سے بولی جب سے اس کی شادی ہوئی تھی وہ خود کو توپ شے تصور کرنے لگی تھی اس کا سسرال بھی بڑا زبردست تھا شوہر دبئی میں سونے کا کاروبار کرتا تھا اسی لیے اس کی گردن اکڑی ہی رہتی تھی عریشہ کم نہیں تھی نت نئے سوٹ اور جیولری پہن کر میکے آتی اور اپنے تئیں سب کو جلاتی۔

موموکے سسرال والے اپنے لمبے بالوں والے بیٹے کے لیے لڑکی کی تلاش میں تھے آمنہ اور

رفعت نے رقیہ سے کہلوایا کہ گھر میں تین لڑکیاں افشاں' خمار اور اسماء موجود ہیں جس کو چاہیں پسند کر لیں کیونکہ لمبے بالوں والا گرین کارڈ ہولڈر تھا یعنی اچھی خاصی موٹی آسامی تھا' رفعت کی نظر عاقب پر اپنی افشاں کے لیے تھی۔

آج عطیہ کے سسرال والے پھر آ رہے تھے وہ پہلے بھی سرسری طور پر لڑکیاں دیکھ چکے تھے اب بطور خاص سمدھن کے بلاوے پر تشریف لا رہے تھے وہ جب بھی آتے اچھے ساتھ گویا پوری بارات لاتے' بیچاری صومیہ پکاتے پکاتے عاجز آ جاتی عطیہ تو کسی کام کو ہاتھ بھی نہ لگاتی اسے اپنے گورے گورے ہاتھ جن کے ناخن کیوٹکس سے سجے رہتے تھے بہت عزیز تھے بقول اس کے۔

"میرے ہاتھ مارلن منرو سے ملتے جلتے ہیں۔"

ایسے میں تجل ہی کام آتی تھی آج بھی صبح سے صومیہ بھابھی کے ساتھ لگی ہوئی تھی چھوٹے موٹے کام خاصا ماں نبٹا رہا تھا افشاں' خمار اور اسماء نے بھی ہاتھ پیر ہلا لیے تھے انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہو گئی تھیں۔

حسب معمول عطیہ کے تمام سسرالی آئے ہوئے تھے رباب نے تمیز سے سلام کیا اور بیٹھ گئی آج تو تنجو بھی آیا ہوا تھا لمبے بالوں والی مخلوق دائیں طرف بیٹھی ہوئی تھی شادی بیاہ کی باتیں ہو رہی تھیں لمبے بالوں والے نے بڑی عاشقانہ نظروں سے رباب کو دیکھا اور باآواز بلند کہا۔

"مس آپ مجھ سے شادی کریں گی۔" یہ بم پھاڑ کر وہ اپنی ممی کی طرف مڑا اور کہا۔

"میں نے اگر شادی کی تو اسی سے کروں گا" تنجو بھی پھیل گیا اس کی نگاہ انتخاب تجل پر جا ٹھہری بس پھر کیا تھا رباب نے عطیہ کے سسرالیوں کی کسی پشت کو بھی نہ بخشا عمارہ اور تجل بمشکل تمام اسے باہر لے کر گئیں۔ تنجو اور لمبے بالوں والے کی ممی رقیہ کو سو باتیں سنا کر گئیں اور ڈھکے چھپے انداز میں منگنی توڑنے کی دھمکی بھی دی رقیہ اور آمنہ دندناتی عمارہ کے سر پر جا پہنچیں۔

"عمارہ بی اگر عطیہ کی منگنی ٹوٹی تو میں تمہاری ان لاڈلیوں کو زندہ دفن کروا دوں گی' باندھ کر رکھو انہیں یہ اپنے حسن اور ناز و انداز کے تیر کہیں اور جا کر چلائیں توبہ کیسی گھنی اور اپنی طرح چالاک اولاد پیدا کی ہے خدا جانے اندر ہی اندر کیسے چکر چلتے رہے کہ وہ لڑکا افشاں کے رشتے سے انکاری ہو گیا۔" حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی اس نے اقرار ہی نہیں کیا تھا تو اقرار کا سوال کہاں سے پیدا ہو گیا تھا۔

وہ دونوں رباب کو کچا چبا ڈالنا چاہتی تھیں دونوں نے اپنے شوہروں کو ایک کی چار لگا کر سنائیں چھوٹے چچا کا ہاتھ رباب پر اٹھتے اٹھتے رہ گیا تجل کی بھی طلبی ہوئی۔

"اب باپ کے مرنے کے بعد گل کھلا رہی ہو" تایا ابا نے خوں آشام نگاہوں سے تجل کو دیکھا تو اس کی جان پتے کی طرح کانپنے لگی انہوں نے جانے اسے کیا کیا کہا وہ سر جھکائے سنتی رہی مگر رباب اس وقت ضبط کی کڑی منزلوں سے گزر رہی تھی اس سے مزید کھڑے ہو کر صفائی پیش کرنا دوبھر ہو رہا تھا وہ بھاگ آئی عمارہ اور تجل زیر عتاب رہیں۔

"صاحبزادی جاؤ جلد ہی تمہارا رشتہ ڈھونڈوں گا" تایا ابا کے اس جملے پر تجل کی گردن گھٹنوں سے جا لگی وہ کہنا چاہتی تھی نہیں تایا ابا ایسی بات نہیں ہے مگر اس کے تو ہونٹ ہی گویا سل گئے تھے۔

"تم دونوں بہنیں آئندہ کسی مہمان سے نہیں ملو گی اور نہ ڈرائنگ روم کی طرف آؤ گی" بڑے ابا نے بھی حصہ لیا۔ تینوں بھائیوں کا غصہ دیکھ کر لگ رہا تھا کہ رباب کی شامت آنے والی ہے عمارہ اسے زبردستی ممانی کے گھر چھوڑ گئیں وہ بری طرح مچل رہی تھی کہ مجھے یہاں نہیں رہنا ہے خود امی کے ماتھے کے بل دور ہونے میں نہیں آ رہے تھے عمارہ نے اسے اپنی ممتا کا واسطہ دے کر روکا۔ واپسی پہ مسز بخاری کے ہاں سے انہوں نے عطیہ کی سسرال فون کر کے معافی مانگی روئیں اور منگنی نہ توڑنے کی منت کی پھر یہ ہوا کہ اس کے سسرال والے آئے ٹھونسا اور منگنی نہ توڑنے کی خوشخبری سنا گئے۔

ادھر رباب سخت مشکل میں تھی ممانی اس سے بات تک نہیں کر رہی تھیں اور نہ بچوں کو اس کے قریب پھٹکنے دے رہی تھیں وہ اچھوتوں کی طرح کمرے میں بند رہ کر اکتا گئی ایک ہفتے بعد امی اسے لے گئیں یہ سات دن اس کے لیے بڑے ہولناک تھے۔ یوں لگ رہا تھا کہ دنیا سے اس کا رابطہ ہی کٹ گیا ہے۔

"امی کیا بات ہے یوں چپ چپ کیوں ہیں؟" تجل نے ماں کو پریشان دیکھا تو چلی آئی۔

"کچھ نہیں ہے" انہوں نے زبردستی کی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی تو وہ ٹھٹک گئی کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔

"امی مجھے اپنی پریشانی نہیں بتائیں گی" اس نے خلوص سے ماں کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"رباب کا رزلٹ آنے والا ہے اسے آگے داخلہ دلانا ہے کتابوں یونیفارم کا خرچہ اور فیس بھی تو ادا کرنی ہوگی کہاں سے ہوگا یہ انتظام" وہ بے حد پریشان لگ رہی تھیں۔

"امی آپ ہمت کریں اللہ بڑا مسبب الاسباب ہے مسز کرمانی نے مجھ سے کچھ کپڑے سلوائے تھے انہوں نے سلائی دی ہے وہ روپے میرے پاس پڑے ہوئے ہیں رباب کے داخلے کے اخراجات پورے ہو جائیں گے انشاء اللہ اسے ہم آگے ضرور پڑھائیں گے" تجل کے لہجے میں عزم

تھا عمارہ نے بے اختیار اپنی صابری بیٹی کو لپک کر گلے سے لگا لیا۔
"اچھا رباب کو بھی ادھر ہی بلا لو کہیں بیٹھی ہوگی ڈار سے بچھڑی کونج کی طرح" انہوں نے کہا۔
"ڈار سے بچھڑی کونج کیوں ہونے لگی وہ رونق ہے اس گھر کی" بجل نے بے اختیار ورنگی کی تو عمارہ مسکرانے لگیں۔

رباب کا رزلٹ بھی آؤٹ ہو گیا پہلے دس بہترین طلباء کی لسٹ میں اس کا نام بھی شامل تھا یہ بڑے اعزاز کی بات تھی کسی بھی اچھے کالج میں بغیر کسی سفارش کے بھی اسے داخلہ مل سکتا تھا رباب لاکھ جھگڑالو اور زبان دراز سہی مگر پڑھائی میں بہت اچھی تھی اور یہ اس کا پلس پوائنٹ تھا وہ صرف امتحانات میں پوری دلچسپی سے پڑھتی اور ساری ساری رات جاگ کر پڑھنے والے اسٹوڈنٹس کی طرح کے نمبر لاتی جو بات دوسرے اسٹوڈنٹس ایک ایک ہفتے تک نہ سمجھ پاتے وہ محض پانچ دس منٹ میں سمجھ جاتی تھی مزے کی بات یہ تھی کہ اسے اپنی اس خوبی سے کوئی خاص غرض یا لگاؤ نہیں تھا اس کی اس لاپرواہی پر بجل اکثر اسے ٹوک دیتی تھی۔

اس روز رباب اسٹور میں گھسی ہوئی تھی بکھرا ہوا سامان اٹھا کر اس نے کونوں میں کر دیا تھا اب اسٹور کھلا کھلا لگ رہا تھا۔

"میں رات کو یہاں پڑھا کروں گی" اس نے بتایا بجل اور عمارہ کو اعتراض نہیں تھا اب وہ بڑی کلاس میں آگئی تھی جتنا زیادہ پڑھتی اس کے لیے اتنا ہی اچھا تھا۔ کالج میں داخلہ لیتے ہی رباب کی مصروفیات بڑھ گئی تھیں وہ کالج ٹائم سے لیٹ آتی تھی عمارہ نے سبب پوچھا تو بتا دیا۔
"میں اپنی فرینڈ کے دونوں چھوٹے بھائیوں کو ٹیوشن پڑھا کر آتی ہوں اس لیے دیر ہو جاتی ہے" وہ رات کو بھی کتنی کتنی دیر جاگتی رہتی تھی اسٹور روم کو جائے پناہ بنائے کتابیں کاغذ سامنے پھیلائے وہ مکمل طور پر مگن ہوتی تھی بجل اور عمارہ اپنے اکلوتے کمرے میں اسے ڈسٹرب نہ کرنے کے خیال سے جلدی سو جاتیں انہیں علم نہ ہوتا کہ وہ کب بستر پر آئی اور سوئی ان کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ پڑھائی میں واقعی دلچسپی لینے لگی ہے بجل نے ایک روز یونہی اس کے مضامین پوچھے تو اس نے بتایا کہ اکنامکس پولیٹیکل سائنس اور جرنلزم۔
"تینوں مضمون خاصے ٹف ہیں تمہیں گھبراہٹ نہیں ہوتی" اس نے یونہی برسبیل تذکرہ پوچھا۔
"و نہیں آپی گھبراہٹ کیسی" وہ خوشدلی سے بولی۔

افشاں اور خمار کے امتحانات قریب تھے دونوں سارا سارا دن اور رات کمرے میں پڑھائی کرتی رہتیں رفعت اور آمنہ ممتا کی ماری باداموں والا دودھ اور حلوے زبردستی انہیں کھلا رہی تھیں ہر گئے

آمنہ سے وہ تذکرہ کرتیں کہ ہماری بچیاں بڑی محنتی ہیں ہر وقت پڑھتی ہی رہتی ہیں کھانے پینے تک کا ہوش نہیں ہے دل میں رباب اور نجل بھی مرعوب تھیں اس روز رباب کو آمنہ چچی نے زبردستی روک لیا۔

"جاؤ دونوں بہنوں کو یہ دودھ دے آؤ" انہوں نے پستے بادام ملا دودھ کا جگ اسے تھمایا ناچار رباب کو یہ خدمت سرانجام دینی پڑی اس نے کمرے کا دروازہ ناک کیا جو اندر سے لاک تھا اسے دروازہ بند کر کے پڑھنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔

"کون" اندر سے خمار نے صدا لگائی۔

"میں ہوں رباب دروازہ کھولیں چچی نے دودھ بھیجا ہے۔" اس نے بتایا۔

"آجاؤ اندر" خمار نے اسے ہٹ کر جگہ دی اور دروازہ دوبارہ بند کر دیا سامنے وی سی آر لگا ہوا تھا رباب کی نظر جھجکتی ہوئی اسکرین پر پڑی اس کا سارا لہو گالوں پر جمع ہو گیا ہاتھ پیروں میں سنسناہٹ سی ہونے لگی ایسی فلم اس نے کب دیکھی تھی فلم تھی یا شیطانی خزانہ۔

"رباب بیٹھ جاؤ دیکھو کتنی دھانسو فلم لگی ہوئی ہے جا کر کہہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ پڑھ رہی ہو" افشاں نے آج پہلی بار اس سے نرم لہجے میں بات کی اور خمار نے آنکھ دبا کر اسے دیکھا۔

"نہیں میں نہیں دیکھوں گی۔" وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی وہ مڑی تاکہ جاسکے افشاں اور خمار دونوں اس کے سامنے آگئیں۔

"دیکھو رباب جو کچھ اس کمرے میں دیکھا ہے باہر جا کر کسی سے اس کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے" افشاں سرد لہجے میں بولتی دروازے کے آگے سے ہٹ گئی اس کے نکلتے ہی انہوں نے دوبارہ لاک لگا لیا وہ جب واپس اپنے کمرے کی طرف آرہی تھی تو اس نے سنا آمنہ چچی رفعت چچی سے کہہ رہی تھیں۔

"بچیاں پڑھ پڑھ کر دونوں کے اتنے سے منہ نکل آئے ہیں امتحانوں کے بعد انہیں کہیں باہر سیر کرانے لے جائیں گے۔"

"ہاں ٹھیک ہے فرانس چلتے ہیں" رفعت نے تائید کی۔ رباب کمرے میں پہنچتے ہی ڈھیر ہو گئی خمار اور افشاں جو کچھ دیکھ رہی تھیں نہ جانے وہ فلموں کی کون سی قسم میں شمار ہوتی تھی پہلے اس کا خیال تھا کہ انڈین فلمیں اس قابل نہیں ہوتیں کہ انہیں فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھا جائے اب وہ جو دیکھ کر آئی تھی اس کا خیال تھا کہ اسے تو اکیلے بیٹھ کر بھی نہیں دیکھا جاسکتا نہ جانے کیوں اسے افسوس سا ہوا دونوں کی مائیں مگن تھیں کہ وہ پڑھائی کر رہی ہیں انہوں نے جا کر یہ معلوم کرنے

یاد رکھنے کی بھی ضرورت ہی نہیں محسوس کی کہ واقعی دونوں پڑھ رہی ہیں یا کچھ اور کر رہی ہیں؟ خاصی دیر بعد وہ ناگوار خیالات سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہوئی۔

☆☆

تایا ابا کے چھوٹے صاحبزادے ایم اے کر کے لوٹ آئے تھے فہد عطیہ سے بڑا اور عریشہ سے چھوٹا تھا سب سے بڑا ریحان تھا جو شادی شدہ اور صاحب اولاد تھا اس کے بعد عریشہ بھی اپنے گھر کی ہو چکی تھی عطیہ کی بھی بات پکی تھی اب صرف فہد رہ گیا تھا بہن بھائیوں کو اس کی شادی کا بڑا ارمان تھا آمنہ اور رفعت دونوں چاہتی تھیں کہ وہ ان کا داماد بنے ایک لڑکا تھا اور تین لڑکیاں تھیں آج کل تو آئے روز اس کی دعوتیں ہو رہی تھیں کبھی خالہ کے گھر، کبھی پھوپھو کے گھر کبھی اس چچی کے ہاں ہر جگہ اسے وی آئی پی ٹریٹ منٹ مل رہی تھی افشاں خمار اور اسماء بھی اسے متاثر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں کسی کو معلوم نہیں تھا کہ فہد کے دل میں کیا ہے ماں باپ دونوں کی طرف سے اس پہ جلد شادی کرنے کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اور وہ تھا کہ مسلسل ٹالے جا رہا تھا ہر کوئی اس کی تعریفیں کر رہا تھا مگر رباب کو فہد اچھا نہیں لگا تھا وہ جب سے آیا تھا ایک بار بھی ان کے پورشن کا رخ نہیں کیا بس سرسری سا آتے جاتے حال احوال پوچھ لیا اس نے اسے بھی ہٹ لسٹ پر رکھ دیا گڈ بک میں وہ پہلے ہی نہیں تھا۔

اس روز تینوں گھروں کی مشترکہ دعوت تھی تایا ابا نے رحم کھا کر ان تینوں کو بھی مدعو کر لیا عمارہ نے تجل اور اسے دونوں کو اچھے کپڑے پہننے کی تلقین کی اور خود بھی نہا دھو کر سفید کاٹن کا سوٹ پہنا تجل چکن کے کپڑوں میں اپنے سادہ حلیے میں بھی اچھی لگ رہی تھی ہاں رباب نے کوئی خاص تیاری نہیں کی نیلی جینز کے اوپر آف وائیٹ کرتا پہن لیا بالوں میں برش پھیر لیا کسی بھی قسم کی جیولری اور میک اپ سے تو اسے بھی خاص دلچسپی نہیں تھی بس اس کی تیاری مکمل تھی بال اس کے پہلے کی نسبت خاصے بڑے ہو گئے تھے تین چار ماہ سے اس نے کٹوائے ہی نہیں تھے اب اس کا ارادہ دوبارہ بال بڑھانے کا تھا کالج میں اس کی جو دوست بنی تھی۔ اس کے بال بے تحاشا لمبے تھے رباب کو اپنے بال یاد آ گئے ساتھ ہی دکھ بھی ہوا کہ کیوں کٹوائے تھے اس لیے وہ آج کل بڑھا رہی تھی۔

عمارہ اور تجل جا کر خاصے تکلف سے بیٹھ گئیں رباب بھی ایک میگزین دیکھنے لگی تجل تو بعد میں صومیہ کے ساتھ کھانا لگوانے لگی وہ یونہی بیٹھی رہی کھانا کھاتے ہی اس نے عمارہ اور تجل کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"امی! انھیں آپ آپ بھی آئیں مجھے اکنامکس کے نوٹس بنانے ہیں" فہد نے دخل اندازی کی۔

"ابھی بیٹھوا تنے عرصے بعد یوں سب لوگ اکٹھے ہوئے ہیں" اس نے روکا رباب کو اچھی طرح پتہ تھا اگر امی اور آپی بیٹھی رہیں تو پھر انہیں کھانے کے برتن دھو کر ہی جانا پڑے گا اور یہ وہ نہیں چاہتی تھی۔

"تو آپ سب بیٹھیں باتیں کریں آپی آئیں ناں مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔" اس نے بہن کا بازو پکڑ کر باہر قدم بڑھائے۔

"رباب کیا بدتمیزی ہے یہ سب سوچ رہے ہوں گے ٹھونس کر چلی گئی ہیں کسی کام کو ذرا بھی ہاتھ نہیں لگایا ہے" تجل ناراضگی سے بولی۔

"صرف ہم نے اکیلے نہیں ٹھونسا ہے اوروں نے بھی کھایا ہے' کھائیں سب اور کام صرف ہم کریں یہ تو نہیں ہو سکتا یہ دعوت کھلا کر کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا ہے میرے پپا کے پیسوں پر یہ سب عیش ہو رہے ہیں" وہ تلخی سے بولی تو تجل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا مبادا کوئی اور یہ گفتگو نہ سن لے۔

"کون سکھاتا ہے تمہیں یہ باتیں اگر تایا چچا کے کانوں تک یہ بات پہنچ گئی تو رہنے کا یہ ٹھکانہ بھی چھن جائے گا تمہیں ہماری مشکلات کا کوئی احساس ہے یا نہیں امی پہلے ہی بی پی کی مریضہ ہیں تمہاری حرکتیں ہمارے لیے کوئی نہ کوئی بڑا مسئلہ ضرور پیدا کریں گی۔"

تجل نے اسے ڈانٹ دیا رباب مسکراتی رہی۔

اس روز وہ کالج سے لوٹی تو فہد بھائی ان کے اکلوتے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے رباب نے لٹھ مار انداز میں سلام کیا اور تجل کا پوچھا وہ اسٹور روم میں تھی کپڑے تبدیل کر کے کھانا لے کر وہ بھی ادھر آ گئی۔

"ابھی تم دونوں سے اس بے مروتی کی توقع نہیں تھی" فہد جاتے جاتے اسٹور کے آگے رکا اور بولا تھا۔

"ہم تو ایسے ہی ہیں" رباب بے نیازی سے بولی البتہ تجل شرمندہ ہو گئی۔

"ایم سوری فہد بھائی یہ تو ایسے ہی بکتی رہتی ہے۔"

"میں بکتی نہیں سچ کہتی ہوں صرف سچ" رباب اطمینان سے بولی فہد کی نگاہیں تجل کی سیدھی مانگ پر مرکوز تھیں اس سادگی میں بھی اس میں غضب کا رکھ رکھاؤ تھا۔

"کیا بات ہے تم دونوں ہماری طرف آتی ہی نہیں ہو" فہد آگے بڑھ آیا۔

"تجل آپی آپ کی ظہر کی نماز نکلی جا رہی ہے" اس نے فہد کی بات نظر انداز کر کے بہن کو

یاد دلایا تو اسے بہت غصہ آیا وہ چلا آیا جس عزت افزائی کی اسے توقع تھی ایسا نہیں ہوا تھا جب وہ یہاں سے گیا تھا عمارہ اور تجل پوری طرح سے اس کی ماں اور آمنہ رفعت کے قبضے میں تھیں واپسی میں اسے یوں لگا جیسے کایا پلٹ گئی ہے وہ دونوں رباب کے قبضے میں نظر آرہی تھیں چھوٹی اور کم سن سی رباب کے قبضے میں' جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ نفسیاتی مریضہ ہے وہ بہت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی جب وہ یہاں سے گیا تھا تو وہ چھوٹی سی تھی اب تو پہچانی ہی نہیں جاتی تھی ظاہر ہے بارہ سالہ اور سترہ سالہ رباب میں زمین آسمان کا فرق تھا وہ جب واپس اپنے پورشن میں آیا تو اسے ماں نے روک لیا۔

"ادھر کیا لینے گئے تھے بڑی گھنی ہیں یہ ماں بیٹیاں" انہوں نے بیٹے کو یاد دلایا ساتھ ہی عطیہ کی سسرال والوں کے ساتھ رباب کی بدتمیزی کا بھی واقعہ نمک مرچ لگا کر بتایا وہ سوچ میں ڈوب گیا رباب کو دیکھ کر لگتا تو نہیں تھا کہ وہ اتنے دم خم والی ہے۔

تجل تائی رقیہ کے کچن میں مصروف تھی انہوں نے ماتھے پر سلوٹیں ڈالتے ہوئے اسے جلدی جلدی ہاتھ چلانے کی تاکید کی اس نے مچھلی فرائی کر کے ڈھانپ دی اور فیرنی پکانے لگی۔

"بڑی زبردست خوشبو آرہی ہے" فہد اچانک ہی آ گیا تھا تجل ڈر گئی تائی کی ہدایت تھی کہ فہد سے بلاضرورت بات نہ کی جائے وہ اس سے مخاطب ہی نہیں ہوتی تھی وہ خود ہی ٹکرا جاتا تھا جیسے اس وقت ہوا تھا اس نے جیسے تیسے فیرنی کی ڈیکوریشن کر کے فریج میں رکھی اور باہر جانے لگی تھی کہ فہد آگے آ گیا۔

"کزن کیا بات ہے مجھے دیکھتے ہی تم کترانے کیوں لگتی ہو" اس کا موڈ آف ہو گیا۔

"فہد بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے اور پلیز مجھے راستہ دیں" اس کے ہٹتے ہی وہ اپنے کمرے میں آ گئی شکر تھا کہ تائی کو خبر نہیں تھی۔

اس روز تائی اور دونوں بچیاں کہیں جارہی تھیں افشاں' اسماء' ثمار اور عطیہ بھی تیار ہو رہی تھیں صومیہ بھابھی اور بینا دونوں اپنے اپنے میکے میں تھیں فہد کسی دوست کی طرف گیا ہوا تھا جانے سے پہلے تائی رقیہ تجل کو یہ ہدایات دینا نہ بھولیں کہ فہد کے کمرے کی صفائی اچھی طرح کروا دینا اس "کروا دینا" میں "کر دینا" چھپا ہوا تھا جسے وہ بخوبی جانتی تھی بینو صاحبہ تو جیسے تیسے ہاتھ مار کر چل دیتیں بعد میں اسے ہی باریکی سے تمام کام کرنا پڑتا جس کی وہ ماہر تھی ہوم اکنامکس کی تعلیم اس صورت میں اس کے کام آرہی تھی۔

امی کو بتا کر وہ فہد کے کمرے کی صفائی کرنے لگی شکر تھا کہ وہ خود گھر پر نہیں تھا رباب بھی سوئی ہوئی

تھی اس کی تین ٹیچرز چھٹی پر تھیں وہ بھی ہر تیسرے روز چھٹی کر لیتی اور اب دن کے گیارہ بج رہے تھے وہ مزے سے سوئی ہوئی تھی عمارہ سودا سلف لینے قریبی مارکیٹ گئی ہوئی تھیں گھر میں بس وہ دونوں تھیں۔ فہد جلدی لوٹ آیا تھا اس کا دوست گھر پر نہیں تھا دونوں کا پروگرام باہر لنچ کرنے کا تھا جو احمد کے گھر پر نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہو گیا۔

تجل اس کے کمرے کی جھاڑ پونچھ میں لگی ہوئی تھی اسے ایک عجیب سی خوشی ہوئی "مجھے تائی اماں نے کہا تھا آپ کے کمرے کی صفائی کر دوں" وہ سادگی سے بولی۔

"ہاں تو میں نے کب کہا ہے کہ تم میرے کہنے پر صفائی کر رہی ہو کاش کبھی تم میرے کہنے پر بھی......" فہد کے لہجے میں اس کی دلی خواہش بول رہی تھی۔

"تجل جب سے آیا ہوں تمہارا گریز دیکھ رہا ہوں حالانکہ اس گریز کو اچھی طرح سمجھتا ہوں پھر بھی میں چاہتا ہوں کہ تمہارا یہ رویہ بدل جائے اس لئے کہ یہ میری دلی خواہش ہے تجل آئی لو یو...... فہد نے دل کا بھید ظاہر کر ڈالا تجل کا چہرہ ایک دم زرد ہو گیا اگر تائی اماں یہ سن لیتیں تو اسے لفظوں کے تیروں سے چھلنی کر دیتیں عافیت اسی میں تھی کہ خاموش رہا جائے۔

"فہد بھائی میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کریں" وہ روہانسی ہو گئی تو فہد کو اس کے حال پر رحم آ گیا وہ خاموشی سے کمرے سے چلا گیا تجل جلدی جلدی چیزیں سمیٹ کر آ گئی۔

☆☆

علیہ کی شادی قریب تھی اس کے زیادہ تر جوڑے تجل ہی سی رہی تھی جو بھی دیکھتا اس کی مہارت پر حیران ہوئے بغیر نہ رہتا عمارہ اسماء افشاں عریشہ اور موموتک نے بھی اپنے تمام کپڑے سینے کے لیے اس کے حوالے کر دیے رباب نے کتنا کہا کہ واپس کر دیں ہم نوکر نہیں ہیں جو مفت میں کپڑے سیا کر دیں تجل نے نرمی سے اسے ٹوک دیا تھا۔

"آپ کو پتہ ہے جہاں سے یہ کپڑے سلواتی ہیں وہ ڈیزائننگ کرنے کے صرف دو دو ہزار لیتا ہے اور آپ اتنے زیادہ کپڑے ایسے ہی انہیں سی کر دیں گی" رباب نے ہار نہیں مانی اور اسے سمجھاتی رہی۔

اس روز تجل اسماء کے کپڑے سی رہی تھی۔ کالی اسٹریپ شرٹ کے ساتھ سرخ رنگ کی شلوار اور دوپٹہ تھا قمیص کے پلووں پر کڑھائی اور پھول پتی کا کام دوپٹے میں چنری کے چھوٹے چھوٹے کاٹ کر لگائے گئے تھے سائیڈوں پر ہلکی ہلکی دیدہ زیب کڑھائی تھی یہ سب اس نے بنایا تھا اسی وقت مسز جواد آ گئیں تجل تائی کے لاؤنج میں بیٹھی سلائی کر رہی تھی وہ بھی ادھر ہی

آ گئیں۔

"سجل میرا مشورہ ہے کہ تم ڈریس ڈیزائننگ کی طرف آ جاؤ سچ تمہارے تیار کیے ہوئے ملبوسات کی دھوم مچ جائے گی۔ اب بی جی کو ہی لے لو ایک عام سے سوٹ کی ڈیزائننگ کے پانچ سے دس ہزار لے لیتی ہے ریشمی اور ویلوٹ کے سوٹوں کا پوچھو ہی مت دو ہزار کے سوٹ پر ڈیزائننگ پچیس سے تیس ہزار کی ہوتی ہے ہماری تمام فلم ایکٹریس اس سے کرواتی ہیں اس کے ڈریسز کی دھوم ہے حالانکہ مجھے اتنے خاص نہیں لگتے ابھی گزشتہ دنوں جو فلم ایوارڈز ہوئے تھے اس میں ہماری ٹاپ کی ہیروئنز نے اسی کے تیار کردہ ملبوسات پہنے ہوئے تھے وہی کپڑے اگر ہم گھر پر تیار کریں تو ہزار میں آرام سے بن سکتا ہے ویسے ریشم نے جو سوٹ پہنا ہوا تھا مجھے بہت اچھا لگا میں تمہیں سب کچھ لادوں گی مجھے سی دو گی؟" انہوں نے لہجے میں شہد سمویا حالانکہ ابھی خود ہی وہ کچھ دیر پہلے کہہ رہی تھیں کہ کسی کے ڈریسز اتنے خاص نہیں ہوتے اور اب خود ہی اسی کے تیار کردہ سوٹ کی نقل بنوا رہی تھیں سجل کو بذات خود بی جی کی ڈیزائننگ میں انفرادیت نظر آتی تھی ویسے بھی وہ آرٹسٹک مائنڈ تھی۔

"ٹھیک ہے بنادوں گی" اس نے ہامی بھری تو وہ آس پاس بکھرے دوسرے سوٹ دیکھنے لگیں دل ہی دل میں انہوں نے سجل کی ذہانت کو سراہا اس نے اتنی خوبصورتی سے رنگوں کو اکٹھا کر کے کیا تھا اس پر ڈیزائننگ اور نفاست غضب کی تھی مکمل مشرقی اور قدرے جدید انداز جھانکتا تھا۔ دوسروں کے مقابلے میں خود ان دونوں کے کپڑے انتہائی عام سے تھے نہ جانے تائی کو کیسے ان دونوں بہنوں کا خیال آ گیا تھا احساس کرتے ہوئے دو دو سوٹ انہیں بھی دلا دیے تھے مہندی اور بارات کے لیے عمارہ نے اپنی بری میں چڑھائے گئے سوٹ نکالے جو بیس پچیس سال پرانے یہ سوٹ کچھ کچھ اپنی چمک کھو بیٹھے تھے بہر حال نفاست اور تب و تاب وہی تھی۔

سجل دن رات ایک کر کے سب کے سوٹ سی رہی تھی مایوں کی تقریب سر پر آ گئی تھی ابھی تک ان دونوں بہنوں کے کپڑے نہیں سلے تھے رات کو مایوں تھی وہ صبح سے ہی مشین لے کر بیٹھ گئی رباب کا سوٹ سینے میں کافی وقت لگ گیا کیونکہ اس کا ڈیزائن توجہ مانگ رہا تھا شام چھ بجے کے قریب خدا خدا کر کے دونوں سوٹ مکمل ہوئے تو تائی رقیہ نے سجل کو بلوالیا تھکن سے اس کا انگ انگ چور تھا پر ان کا حکم ٹالنا بھی تو ممکن نہیں تھا۔ رباب بھی ادھر ہی تھی بہن کی تھکن کے خیال سے وہ آ گئی تھی تاکہ اس پہ کم سے کم بوجھ پڑے تائی نے اسے نظر انداز کیے رکھا اور سجل کو ہی ہدایات دیتی رہیں وہ سر ہلائے سنتی رہی عطیہ کے جہیز کا سامان ڈبوں میں بند کروانا تھا صومیہ اور پھوپھی اس

کی مدد کر رہی تھیں پھر بھی اچھا خاصا ٹائم لگ گیا واپسی پہ تجل کا یہی جی چاہ رہا تھا کہ لمبی تان کے سو جائے مگر شادی کے گھر اور ہنگامے میں یہ کس طرح ممکن تھا وہ تھکن اتارنے کے لیے نہانے گھس گئی رباب نے اس کے اور اپنے کپڑے پریس کیے امی تو پہلے سے ہی ادھر تھیں وہ نہا کر نکلی تو رباب برش اٹھا کر اس کے گیلے بالوں میں پھیرنے لگی اسے بہن پر بے اختیار پیار آ گیا تھا اتنی پیاری سی آپی تھی اس کی ہر ایک کے کام آنے والی بے غرض اور پر خلوص سعادت مند سب کا اچھا سوچنے والی۔

''اللہ کرے آپی کو اتنا اچھا لڑکا ملے کہ سب جل کر دیکھتے رہ جائیں'' اس نے آئینے میں آپی کو دیکھتے ہوئے دعا مانگی۔

شادی کی تقریبات میں رباب اجنبیوں کی طرح الگ تھلگ بیٹھ جاتی جبکہ تجل ہر کام میں پیش پیش رہتی۔ اس وقت بھی مہندی کا ہنگامہ عروج پر تھا پر رباب ستون کے ساتھ کھڑی بیزار سی لگ رہی تھی تجل ابھی ابھی اس کے سامنے سے گزر کر کچن میں گئی تھی چند لمحے بعد فہد بھی اس کے پیچھے چلا گیا رباب کے تن بدن میں آگ سی بھر گئی تیز تیز قدم اٹھاتے اس نے کچن کا رخ کیا۔

''تجل آج تم بہت اچھی لگ رہی ہو اچھا ذرا یہ بازو تو سامنے کرو دیکھوں چوڑیاں کس رنگ کی پہنی ہیں'' فہد اس کا ہاتھ تھامنا چاہتا تھا۔

''آپی'' رباب اونچی آواز میں چیخی تجل کے ہاتھ سے پیالی چھوٹ گئی فہد بھی گھبرا گیا۔

''فہد بھائی تائی ادھر ہی آ رہی ہیں'' وہ چبا چبا کر بولی تو وہ کھسیا گیا۔

''آپی آئیں میرے ساتھ'' اس نے تجل کا بازو پکڑ کر باہر قدم بڑھائے۔ پھر وہ اس کے ساتھ ساتھ رہی کسی محافظ کی طرح تجل شرمندہ تھی نہ جانے رباب اس کے بارے میں کیا سوچ رہی تھی شرمندگی کے مارے وہ اس سے آنکھیں ہی نہیں ملا پا رہی تھی حالانکہ فہد کی پیش قدمی کا اس نے کبھی مثبت جواب نہیں دیا اسے اپنی حیثیت اور مقام کا پتہ تھا وہ خواہ مخواہ کیوں ماں اور بہن کے لیے مشکلات پیدا کرتی وہ بڑی حقیقت پسند لڑکی تھی پھر جو تائی رقیہ اور ان کے گھرانے کا رویہ تھا وہ اپنی آنکھوں کو رتجگوں کے عذاب سے بچانا چاہتی تھی فہد کی باتیں دل میں ہلچل مچا جاتیں کچھ دیر بعد ہی خاموشی ہوتی رباب آج عین وقت پر آئی تھی ہو سکتا تھا کہ وہ کسی مقام پر کمزور پڑ ہی جاتی مگر رباب کی آمد نے یہ خدشات بھی رفع کر دیے تھے۔ نہ رباب نے اسے کچھ کہا تھا نہ اس نے صفائی دی تھی پھر بھی دونوں کے مابین ایک خاموش سا معاہدہ ہو گیا تھا۔ تجل اس طرف سے گزرتی ہی نہیں جہاں فہد سے ٹکراؤ ہونے کے امکانات ہوتے رباب نے اسے بروقت خبردار کیا تھا۔

حجل کی تمام کزنز نے شادی میں آئے گئے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کپڑے کون سے بوتیکس سے خریدے ہیں سبھی نے بڑے بڑے بوتیک کے نام لیے مگر رباب نے عطیہ کے ولیمے کے دن سب کے جھوٹ کا پول کھول دیا پھر بعد میں وہ جو شرمندہ ہوئیں تو رباب کے جلتے دل پہ شبنم گرنے لگی تھی ہر کوئی حجل کے گرد چکر لگا رہا تھا وہیں ایک ڈرامہ پروڈیوسر بھی ٹکرا گئے انہوں نے کہا کہ ہماری آنے والی تین سیریلز کے کپڑے آپ ڈیزائن کریں تو میں آپ سے معاہدہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

تائی رقیہ آمنہ چچی اور رفعت چچی کی خشمگیں نگاہیں اسے اپنی پشت میں چبھتی محسوس ہو رہی تھیں اس نے بمشکل تمام اس پروڈیوسر سے جان چھڑائی گھر آ کر تایا اور چچا نے اسے سخت سست کہا اور فرمایا۔

''ہمارا تعلق اعلیٰ اور معزز خاندان سے ہے ہماری بیٹیاں اب ٹی وی کے لئے درزیوں کا کام کریں گی'' تائی بھی خم ٹھونک کر مقابلے میں اتریں۔

''ساری کارستانی اس تیا مرچ رباب کی ہے خود ہی ہنس ہنس کر سب کو بتا رہی تھی میری آپی نے سب کے کپڑے بنائے ہیں'' انہوں نے نقل اتاری اور طوفان کا رخ اس کی طرف موڑ دیا۔

''کیوں بھئی ایسا ہی ہے'' تایا نے اس کی طرف رخ کیا۔

''جی ہاں میں نے ہی سب کو بتایا کہ میری آپی نے یہ سب کپڑے سیے ہیں یہ نہیں کہا کہ انہوں نے لی اسٹائل، بی جی اور ٹی جیز سے خریدے ہیں میں نے صرف سچ بولا ہے میرے پپا اور امی نے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کی ہے'' وہ بہت آرام سے بول رہی تھی۔

''ہائیں کیا ہم اپنی اولاد کو جھوٹ کی تلقین کرتے ہیں؟'' آمنہ تڑپ گئیں۔

''معلوم نہیں میں صرف اپنا کہہ رہی ہوں'' وہ اسی انداز میں بولی ان دونوں بہنوں کے جانے کے بعد تینوں خواتین اپنے اپنے شوہروں کے سر ہو گئیں۔

''آپ نے دیکھا رباب ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہے ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلا کر رہے گی یہ حجل تو میسنی ہے پر رباب...... اللہ بچائے'' وہ قطرہ قطرہ زہر انڈیل رہی تھیں۔

☆☆

رباب نے ایف اے بھی شاندار نمبروں سے کلیئر کر لیا تھا اب وہ آنرز میں داخلہ لینا چاہتی تھی کچھ معلوم نہیں تھا کہ اس کے کیا ارادے ہیں اور نہ وہ بتاتی تھی اب اس نے کہا کہ وہ یونیورسٹی میں داخلہ لینا چاہتی ہے۔ پی۔ یو میں میرٹ پر اسے داخلہ مل گیا تھا۔ اسی یونیورسٹی میں افشاں اور خمار بھی زیر تعلیم تھیں دونوں تین سال سے انگلش میں ماسٹرز کرنے کی کوشش کر رہی تھیں گھر والے کہتے

تھے دونوں بہت پڑھتی ہیں پھر بھی ایگزیمنر گڑبڑ کر دیتے ہیں سارا الزام پروفیسر اور ایگزیمنرز کے سر تھوپ دیا جاتا۔
رباب کی دوست کی بہن بھی اسی یونیورسٹی میں تھی اور اتفاق سے وہ افشاں اور عمار کی کلاس فیلو بھی تھی۔ رباب پوائنٹ سے گھر آتی تھی جبکہ وہ دونوں گاڑی پر آتی جاتی تھیں انہوں نے اسے کبھی سوکھے منہ بھی نہ کہا کہ تم بسوں میں دھکے کھاتی پھرتی ہو ہمارے ساتھ ہی بیٹھ جایا کرو انہیں تو اس کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا بھی اچھا نہیں لگا تھا حالانکہ رباب کا شعبہ اور کلاس بالکل الگ تھی۔
تجل اور عمارہ دونوں بازار گئی ہوئی تھیں تجل کو کچھ سوٹ لینے تھے سیل لگی ہوئی تھی عمارہ نے سوچا جا کر لے آئیں ویسے بھی سردیاں تین چار ماہ بعد شروع ہونے والی تھیں وہ تو گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں لوٹ مار سیل سے خریدتی تھیں تجل اپنے لیے تو نیا کپڑا کم ہی بناتی تھی اسے زیادہ تر رباب کی فکر رہتی تھی جس نے اب یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا ہوا تھا وہاں ہر طبقے کی لڑکیاں پڑھتی تھیں وہ۔ بہن کو ہر قسم کے احساس کمتری سے بچانے کے لیے کم قیمت کپڑا اور جوتے خرید کر لاتی اور پھر اپنی مہارت سے عام سی چیز کو خاص بنا دیتی پھر رباب کی فرینڈز پوچھتیں یہ سوٹ کہاں سے لیا ہے؟ وہ ہنس کر آپی کا نام لیتی۔
''امی یہ والا سوٹ رباب کے لیے لے لیتے ہیں'' اس نے لائٹ پنک اور ڈارک پنک کلر کے سوتی کپڑے پر ہاتھ رکھا عمارہ نے کچھ تذبذب کے بعد خرید لیا وہ سڑک پر کھڑی کسی تانگے کا انتظار کر رہی تھیں تجل تنگ آ کر گھومی اور پیچھے بنی دکانوں کے نام پڑھنے لگی یہ دو منزلہ مارکیٹ تھی اوپر مختلف کمپنیوں اور اخبار کے دفاتر تھے اس نے ایسے ہی ایک دفتر سے رباب کو نکلتے دیکھا اس کے ساتھ ماریہ تھی رباب کی فرینڈ' سوفی صد وہ دونوں ہی تھیں اس سے پہلے کہ وہ ماں کو متوجہ کرتی وہ دونوں غائب ہو گئیں تجل الجھ سی گئی ان دونوں کا اخبار کے دفتر میں کیا کام تھا؟ اور یونیورسٹی ٹائم میں وہ یہاں کیا کر رہی تھیں۔
اسے شدت سے واپسی پر رباب کا انتظار تھا یہ یقین تھا کہ وہ کوئی ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے ساتھ ماریہ بھی تھی دل کو ڈھارس سی تھی۔ رباب یونیورسٹی سے کافی دیر بعد لوٹی آج اس کی چال میں نشہ سا تھا دونوں ماں بیٹی چونک گئیں اس نے بیگ اور فائل آتے ہی پھینکا اور بستر پر گر کر گنگنانے لگی۔

ہے جذبہ جنون تو ہمت نہ ہار
جستجو جو کرے وہ چھوئے آسماں

''آج بہت خوش لگ رہی ہو کیا لاٹری نکل آئی ہے۔'' تجل نے گہری نگاہوں سے اسے جانچا۔

"ہاں لاٹری ہی نکلی ہے" یہ کہہ کر وہ بیگ کو الٹ پلٹ کرنے لگی اس کے ہاتھ میں نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی دبی ہوئی تھی سجل اور عمارہ دونوں کے دل کسی وحشت ناک خیال سے دھڑکے۔

"کہاں سے اتنے روپے لائی ہو تم" عمارہ کا لہجہ ایک سخت گیر ماں کا لہجہ تھا رباب نے کوئی پروا نہیں کی۔

"امی آپ کی بیٹی کماؤ پوت ہو گئی ہے۔ یہ پورے پانچ ہزار ہیں پانچ ہزار' گن لیں" وہ بڑی ترنگ میں تھی۔

"رباب کہاں سے آئے ہیں یہ پیسے" اب کے عمارہ کڑک کر بولیں تو رباب کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا۔

"امی یہ میرے پورے دو سال کی محنت کا معاوضہ ہے میں اخبار میں کالمز اور آرٹیکل لکھتی ہوں ایک دو فیچر بھی لکھے ہیں کالج میں داخلہ لیتے ہی میں نے یہ کام شروع کر دیا کیونکہ میری ٹیچر کہتی تھیں تمہارے اندر لکھنے کی قدرتی صلاحیت ہے میں نے راتوں کو جاگ جاگ کر یہ کالمز اور آرٹیکلز لکھے ہیں روزنامہ آواز کے ایڈیٹر نے شروع میں مجھے معاوضہ دیا تو میں نے کہا کہ میں اکٹھا دو سال بعد لوں گی تاکہ سجل آپی کے جہیز کی کوئی چیز بن جائے آپ ماریہ سے پوچھ لیں میں اس کے ساتھ "آواز" کے دفتر گئی تھی۔" رباب کی آواز میں نمی در آئی جیسے یہ بات اسے برداشت نہ ہو رہی ہو کہ ماں اور بہن دونوں اسے شک کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔

"ماریہ سے کیوں پوچھوں میں نے خود تمہیں دیکھا تھا" سجل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا عمارہ نے جھپٹ کر اسے سینے میں چھپا لیا تھا۔

"میری بچی میرا چاند" وہ اس کے منہ ہاتھوں اور بالوں پر اپنی محبت کی مہریں ثبت کر رہی تھیں ان کے آنسوؤں سے رباب کا چہرہ بھیگ گیا تھا' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں انہیں کیا خبر تھی کہ جس رباب کو وہ لاپروا اور کھلنڈری سمجھتی ہیں' وہ اتنی حساس نکلے گی راتوں کو کالج کی پڑھائی کے بہانے اخبار کے لیے لکھتی ہو گی انہیں معلوم تھا کہ وہ رات ایک ایک دو بجے تک بستر سے دور رہتی ہے اور پھر صبح اٹھتے ہی کتاب کھول لیتی ہے تاکہ اس کی پڑھائی کا حرج نہ ہو گھر کی تمام لڑکیاں ان کے سامنے پلی بڑھی تھیں ٹی وی' فلم' وی سی آر' پکنک' پارٹیاں اور میوزک کے علاوہ انہیں کوئی کام ہی نہیں ہوتا تھا جو وقت بچتا مارے باندھے پڑھ لیتیں یا پھر حسن کے ہتھیاروں کو تیز کرتیں کیسی خوش باش تھیں یہ افشاں' خمار اور اسماء نہ کوئی فکر نہ کوئی بوجھ' کھلے کھلے چہروں اور اجلے اجلے لباسوں میں تتلی کی طرح اڑتی پھرتیں کتنی رونق تھی ان کے بے فکرے چہروں پر۔

انہوں نے غور سے رباب کا چہرا دیکھا گندمی رنگت کی آمیزش لیے کتنا مطمئن اور مسرور لگ رہا تھا انہیں اپنی بیٹی کے چہرے پر چٹانوں سا عزم نظر آیا اس کی آنکھیں مسکارے اور کاجل کے بغیر بھی کتنی صاف اور شفاف لگ رہی تھیں - اس نے کوئی بھی امپورٹڈ پرفیوم نہیں لگایا ہوا تھا پھر بھی اس کے ملبوس سے کیسی اپنی اپنی اور پاکیزہ سی خوشبو آ رہی تھی اس کے جسم پہ قیمتی سوٹ نہیں تھا پھر بھی وہ کتنی باوقار لگ رہی تھی اس کی انگلیوں میں کوئی بھی ہیرے یا سونے کی انگوٹھی نہیں تھی اس کے باوجود بھی اس کی انگلیاں اور ہاتھ کتنے خوبصورت لگ رہے تھے اس کی انگلیاں قلم جیسی طاقتور چیز کو تھام کر کتنی حسین لگتی ہوں گی - عمارہ نے سوچا تھا -

"امی بس کریں مت روئیں" نجل نے دونوں کو الگ کیا وہ ابھی بھی مغموم سی بیٹھی ہوئی تھیں رباب کپڑے تبدیل کرنے چلی گئی تھی -

"نجل یہ پیسے رکھ لو کل سنار کو دے آؤں گی ایک دو انگوٹھیاں تو بن ہی جائیں گی" وہ سوچ میں گم تھیں نجل کچھ کہے بغیر پیسے اٹھا کر اندر آ گئی -

آج افشاں اور خمار نے اسے زبردستی اپنی گاڑی میں بٹھا لیا تھا وہ اس نوازش پہ حیران تھی -

"رباب آج ہم ذرا دیر سے آئیں گے کلی کی برتھ ڈے ہے تم بتا دینا ہم تمہیں اگلے اسٹاپ پر اتار دیں گے مائنڈ مت کرنا" خمار مصنوعی عاجزی اور شرمندگی سے بولی - اسٹاپ پہ اترتے ہوئے وہ طرحدار اور ماڈرن سے لڑکے گاڑی کی طرف بڑھے تھے -

"اشی کب سے انتظار کر رہا ہوں" اسٹاپ پر کھڑی رباب کی سماعتوں نے یہ آواز بخوبی سن لی تھی یوں بھی درمیان میں زیادہ فاصلہ نہیں تھا -

"بیٹھو" اس نے بیک ڈور کھولا تو دونوں بیٹھ گئے چند لمحے بعد ہی گاڑی ٹریفک کے بہاؤ میں شامل ہو گئی -

دوسرے روز خمار نے چپو کے ذریعے اسے ضروری بات کرنی ہے کہہ کر بلایا آس پاس امی اور آپی نہیں تھیں ورنہ حیران ہوتیں کہ خمار نے کیا ضروری بات کرنی ہے - اندر داخل ہوتے ہی افشاں اور خمار کھسر پھسر کرتی نظر آ گئیں -

"ادھر بیٹھو" افشاں نے اسے درمیان میں بٹھا لیا رباب سوچ رہی تھی نہ جانے کون سی بات ہے -

"رباب یہ لو کچھ پیسے ہیں رکھ لو کوئی سوٹ ووٹ خرید لینا" افشاں نے اس کی مٹھی میں دو سرخ نوٹ زبردستی دبائے -

"آپی میں نے ان کا کیا کرنا ہے رہنے دیں مجھے ضرورت نہیں ہے" اس نے مٹھی کھولے بغیر اس

کی طرف بڑھائی۔

"ارے لے لو نا چندا ہمارا ساتھ دوگی تو عیش کروگی" خمار بولی تو وہ گھڑی ہوگئی مٹھی میں دبے پیسے اسے سرسراتے ناگ لگ رہے تھے وہ جلد از جلد جان چھڑانا چاہتی تھی۔

"چندا ہماری کزن نہیں ہو' کیوں دل توڑ رہی ہو مان جاؤ ناں" خمار نے اس کی ٹھوڑی چھوئی تو وہ مجبور ہوگئی دل اندر سے کہہ رہا تھا واپس کردے یہ ٹھیک نہیں ہے مگر وہ دونوں کے آگے ہار گئی واپس آ کر ٹرنک کھول اس نے پیسے سب سے نچلی تہ میں پھینک دیئے اسے اب کچھ سکون ہوا تھا۔

تین ساڑھے تین ہفتے بعد خمار اور افشاں پھر کسی دوست کی برتھ ڈے میں جا رہی تھیں اسے پیغام دے کر وہ پہلے کی طرح اسے اسٹاپ پر اتار کر چلی گئیں۔

اب ان دونوں کا رویہ رباب کے ساتھ دوستانہ ہوگیا تھا دونوں خود ہی ان کے پورشن میں آ جاتیں' رباب نے دیکھا کئی بار افشاں یا خمار نے جاتے وقت کچھ نوٹ امی کی مٹھی میں زبردستی دبائے۔ امی بھی حیران تھیں ان کا یا پلٹ پر جب تین چار بار مسلسل ایسا ہوا کہ دونوں نے ہر بار انہیں پیسے دیئے تو وہ بازار جا کر دونوں کے لیے ایک ایک سوٹ خرید کر لے آئیں بجل نے سی کر دونوں کو گفٹ کر دیا اصل میں عمارہ احسان اٹھانے کی قائل نہیں تھیں انہوں نے اس گھر میں ذلت تمسخر اور تحقیر کے وہ وہ انداز دیکھے تھے کہ اب ہر قسم کی چاہت اور خلوص سے ان کا دل اٹھ گیا تھا۔

"رباب رات کو چاہو تو آ جانا مل کر اسٹڈی کریں گے" آج بھی وہ آئی تھیں اور جاتے جاتے اسے اپنے ساتھ پڑھائی کرنے کی پیش کش بھی کر گئیں لفظ "اسٹڈی" پہ خاصا زور دیا گیا تھا۔

"آپی میرے سر میں درد ہے میں آج نہیں پڑھوں گی۔" اس نے انکار کر دیا۔ رات کو جب وہ کتابیں اٹھائے اسٹور روم میں جانے لگی تو عمارہ نے یونہی پوچھ لیا۔

"تمہارے سر میں تو درد تھا۔"

"بس اب نہیں ہے" وہ اندر چلی گئی تو وہ الجھ سی گئیں نہ جانے افشاں اور خمار کیوں اتنا التفات برت رہی تھیں کیوں اپنے ساتھ پڑھائی کرنے کی بات کر رہی تھیں اور رباب نے سر درد کا بہانہ بنا کر کیوں انکار کیا تھا جانے اس میں کیا راز تھا۔

☆☆

افشاں اور خمار نے آج پھر اسے اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا آج اس کے ساتھ وہی ایک اسمارٹ سا لڑکا تھا اسی روز والا' بیک سیٹ پر رباب اس کے ساتھ اکیلی بیٹھی ہوئی تھی تھوڑی دور جا کر گاڑی رکی اور اسی روز والا دوسرا لڑکا بھی بیٹھ گیا اس کی آنکھوں میں عجیب سی سرخی تھی دو لڑکوں کے ساتھ

پچھلی سیٹ پر اکیلے بیٹھنا رباب کو اچھا نہیں لگ رہا تھا اس نے ڈرائیونگ کرتی خمار کا شانہ ہلایا۔

"آپی میں ادھر نہیں بیٹھوں گی آپ میں سے کوئی میری جگہ آ جائے یا مجھے ادھر ہی اتار دیں میں چلی جاؤں گی۔" اس کے لہجے میں ضد تھی افشاں پیچھے آ گئی اور وہ آگے چلی گئی مڑ کر اس نے دیکھا کہ افشاں مزے سے دونوں لڑکوں کے درمیان بیٹھی ہوئی ہے۔

"ان کا تعارف نہیں کرواؤ گی" جو لڑکا بعد میں سوار ہوا تھا وہ بولا۔

"یہ میری کزن رباب اسد کمال ہے بی اے آنرز فرسٹ ایئر میں ہے" افشاں نے ہی تعارف کروایا۔ رباب نے شکر کیا جب اس کا مطلوبہ اسٹاپ آیا۔ اسے ہدایات دیتی خمار زن سے گاڑی اڑا کر لے گئی۔

پھر ایک روز خمار اور افشاں ان دونوں لڑکوں کے ساتھ اس کے ڈیپارٹمنٹ چلی آئیں اور اسے زبردستی کھینچ کر کیفے ٹیریا لے گئیں رباب کو بے حد شرمندگی محسوس ہو رہی تھی باقی نہ جانے اس زبردستی سے کیا محسوس کر رہے تھے۔

"مس رباب آپ سے روبرو ملنے کی بڑی تمنا ہے کسی روز چلیں ناں ہمارے غریب خانے پر افشاں اور خمار کے ساتھ" وہی اسمارٹ سا لڑکا بولا۔

"ٹھہرو پہلے میں تعارف کروا دوں یہ خاور ہے اور یہ جنید ہے۔ جنید کامران گروپ آف انڈسٹریز کے پارٹنر ہیں خاور ان کے کزن ہیں" خمار نے تعارف کرایا رباب نے کوئی دلچسپی نہیں لی۔

"میری اگلی کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے میں چلتی ہوں" وہ اٹھ آئی وہ چاروں ارے ارے کرتے رہ گئے۔

"تو بہ بڑی مغرور ہے تمہاری کزن" خاور بولا۔

"خود کو توپ شے تصور کرنے لگی ہے منہ کیا لگا لیا ہے آسمان پر اڑنے لگی ہے" افشاں نے نفرت سے ہونٹ سکوڑے۔

"انہیں بھی اپنے گروپ میں نہ شامل کر لیں، شانی بھی امریکہ سے آیا ہوا ہے اسے تمہاری کزن جیسی لڑکیاں بڑی پسند ہیں مزا رہے گا۔" جنید نے تجویز پیش کی جو دونوں کو بالکل اچھی نہیں لگی۔ انہیں سراسر اپنی توہین محسوس ہوئی تھی وہ دونوں لڑکیوں کی ناپسندیدگی کو تاڑ گئے۔

"اس میں ہمارا تمہارا فائدہ ہے انہیں شامل کرنے سے تمہیں آسانی رہے گی۔" اس نے نئی چال چلی تو دونوں نے اطمینان کی سانس لی۔ انہوں نے اگلی ملاقات پر شانی کو بھی بلا لیا وہ اس تجویز پر پھڑک گیا افشاں اور خمار آج جلدی چلی گئی تھیں وہ تینوں ہی بیٹھے تھے۔

''میں ملا ہوں ان کی کزن سے کیا زوردار چیز ہے' دور سے ہی کرنٹ مارتی ہے قریب آنے پر جانے کیا حال ہو' وہ وائٹل سائنز کا نیا گانا سنا ہے یار وہی والا۔

''نہیں ملے تو یہ حالت ہے چھو کے کہیں مر نہ جاؤں''۔

خاور نے اسے یاد دلایا شانی نے سر ہلایا۔

''واقعی ایسی ہے' تو پھر ملواؤ ناں دیکھوں گا کرنٹ کیسے مارتی ہے'' اس نے آنکھ دبائی۔

''وہ بہت کم عمر سی ہے یہ افشاں اور خمار تو ''پکی پکی'' سی لگنے لگی ہیں پہلے والی بات ہی نہیں رہی ہے پر ان کی کزن آئی سو سوئیٹ بڑی اتو سینٹ اور کچی کلی کی طرح ہے'' جنید نے تعریف کی۔

''اور تمہیں تو پتہ ہے مجھے کلیاں کتنی پسند ہیں'' دانش نے دونوں کے زانوؤں پر ہاتھ مارا تو تینوں ہنسنے لگے۔

''پھر کب ملوا رہے ہو'' دانش عرف شانی بے قراری سے بولا۔

''اگلا مال آنے تک اس سے پہلے ممکن نہیں ہے افشاں اور خمار بھی محتاط ہوگئی ہیں'' خاور نے تفصیلاً بتایا۔

آج افشاں اور خمار صبح رباب کو خود لے کر یونیورسٹی گئیں۔ وہ پریشان سی ہوگئی' کیونکہ گاڑی یونیورسٹی والی سڑک پر نہیں چل رہی تھی۔

''ذرا ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں مجھے ذرا لکی سے کام ہے''۔ خمار نے اس جدید کالونی میں بنے ایک بنگلے کے آگے گاڑی روکی تو وہ اور بھی پریشان ہوگئی حالانکہ ابھی صرف آٹھ...... بجے تھے پہلا پیریڈ نو بجے ہوتا تھا چند منٹ بعد خمار واپس آگئی اور ان دونوں کو بھی اترنے کا اشارہ کیا ناچار افشاں کے ساتھ وہ بھی باہر آگئی۔

''لکی اندر بلا رہی ہے'' اس نے بتایا۔ ان کے پیچھے پیچھے وہ بھی اندر آگئی' کمروں کی حالت سے یوں لگ رہا تھا جیسے یہاں عورت کا وجود ہی نہیں ہے مگر خمار تو مسلسل لکی لکی کیے جا رہی تھی اور پھر لکی کو بھی اس نے دیکھ لیا تین لڑکوں کے درمیان بیٹھی کندھوں تک تراشیدہ بالوں اور سرخ سرخ آنکھوں والی یقیناً وہ لڑکی لکی ہی تھی رباب' خاور اور جنید کو دیکھ کر چونک گئی وہاں ایک اجنبی شکل بھی تھی۔

''ہائے آئی ایم لکی اینڈ ہی از مائی برادرز جنید خاور اینڈ دانش'' اس نے اک ادا سے تعارف کرایا رباب کو جان کر ڈھارس سی ہوئی کہ تینوں لڑکے اس کے بھائی ہیں وہ دیکھ رہی تھی کہ لڑکے بہن کی موجودگی میں مؤدب بنے بیٹھے ہیں' وہ تینوں باتوں میں لگ گئیں رباب بیزاری محسوس

گرہی تھی اجنبی صورت لڑکا اس کی بیزاری محسوس کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوا۔
"پڑھتی ہیں آپ" شانی نے اس کے سادہ وجیہہ مکھڑے کو دیکھا۔
"جی ہاں بی اے آنرز کر رہی ہوں" اس نے اعتماد سے بتایا۔
"آپ کو دیکھ کر لگتا تو نہیں ہے کہ آنرز کر رہی ہیں سچ شکل سے تو بمشکل میٹرک کی اسٹوڈنٹ لگتی ہیں" اس نے سچائی سے بتایا واقعی وہ بڑی دھان پان اور نازک سی تھی چہرے پر بھی بھولپن اور معصومیت تھی ابھی گزشتہ ماہ ہی تو وہ پورے اٹھارہ برس کی ہوئی تھی کوئی گندی سوچ اسے چھو کر بھی نہیں گزری تھی کردار کی چمک اور مضبوطی چہرے سے عیاں تھی۔
"واقعی یہ تو بیان کی گئی تعریف سے بھی زیادہ زبردست ہے"۔ شانی دل میں بولا۔ پھر رباب نے بار بار "اٹھیں ناں" کی رٹ لگائی تو افشاں اور خمار نا چار لکی سے اجازت لے کر آ گئیں۔

☆☆

خالہ رقیہ نے اپنے ہم پلہ گھرانے میں فہد کا رشتہ طے کر دیا تھا۔ آمنہ اور رفعت دل سے ناراض تھیں کہ کیا بھابی کو ہماری بیٹیاں نظر نہیں آئیں مگر انہوں نے کھل کر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا ارمانہ اور افشاں کے رشتے کی بات رقیہ نے ہی کہیں جاننے والوں میں چلائی ہوئی تھی وہ پورے گھر پر حاوی جو تھیں کسی کی مجال نہ تھی کہ چوں بھی کرتا بنیادی طور پر انہوں نے حاکمانہ مزاج پایا تھا سو دیورانیاں خاموش تھیں۔
فہد نے اس رشتے کے طے ہونے پر کوئی سرگرمی نہیں دکھائی وہ بجھا سا رہتا تھا باقاعدہ طور پر اس کی شادی ایرج سے کر دی گئی گھر میں وہی ایک کنوارا تھا رقیہ اس فرض سے بھی جلد سبکدوش ہونے کی خواہاں تھیں۔ ایرج کا گھرانہ کاروباری تھا فہد کا مستقبل خوب روشن تھا اس کے سسر کی کئی کئی ملیں چل رہی تھیں اس نے اپنے شیئرز مختلف کمپنیوں میں لگائے ہوئے تھے جس جس کمپنی میں شیئرز تھے اس کمپنی کے ریٹ آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ حقیقی معنوں میں وہ روپوں میں کھیل رہا تھا فہد کا وہاں رشتہ ہونے کا مطلب تھا چپڑی اور دو دو کیونکہ ایرج کے نام کافی جائیداد تھی جس کی نہی سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی ایرج کے بینک اکاؤنٹ میں جمع ہوتی تھی۔
امی اور عالیہ عریشہ کے تو قدم زمین پر ٹک ہی نہیں رہے تھے صومیہ بھابھی ریحان کی پسند تھیں وہ بھی لمبا چوڑا جہیز لائی تھیں پر ان کا پس منظر دیہاتی تھا سو اس سے وہ اچھا خاصا دبتی تھیں ایرج کے مقابلے میں ان کی حیثیت صفر تھی آج کل تو ایرج کے ہی گن گائے جا رہے تھے اس کی دولت اس کا بینک بیلنس اس کا حسن اس کی انگلش کا ہی تذکرہ تھا دونوں بہنیں ابھی سے ایرج کی

ان انمول خوبیوں پر مری جارہی تھیں مرتی کیوں نہیں اتنی زبردست بھابھی ملی تھی۔
رقیہ کی کوششوں سے اسماء اور افشاں کا رشتہ بھی اریج کے جاننے والوں میں ہو گیا تھا وہ لوگ اریج کے باپ کے اسٹیٹس سے بہرحال کم تھے۔ رفعت اور آمنہ ان رشتوں پر خوش نہیں تھیں اپنی بیٹیوں کے لیے تو اتنے امیر گھرانے چنے تھے اور افشاں اور اسماء کے لیے عام سے لڑکے پسند کیے تھے جن کے پاس لمبی چوڑی جائیداد بھی نہ تھی اور رہتے بھی ایک سو بیس گز کی کوٹھی میں تھے دونوں نے دبی دبی زبان میں ناپسندیدگی کا اظہار کر ہی دیا رقیہ کے تو پتنگے لگ گئے یوں یہ رشتہ ختم ہو گیا فہد کے سسرال والوں نے بھی اس سلسلے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا مگر پھر رفتہ رفتہ حالات معمول پر آ گئے تائی رقیہ ایک بار پھر لڑکیوں کے لیے رشتہ ڈھونڈنے میں سرگرم عمل ہو گئیں۔
اس دوران انہیں ایک بار بھی تجل کا دھیان نہیں آیا جو خیر سے افشاں اسماء کی ہم عمر ہی تھی جو کچھ کرنا تھا عمارہ نے ہی کرنا تھا وہ واقعی تجل کی طرف سے فکرمند تھیں تجل چوبیسویں سال میں تھی ابھی تک ایک رشتہ بھی نہیں آیا تھا ان کی پریشانی فطری سی تھی مشرقی معاشرے میں مائیں لڑکیوں کے پیدا ہوتے ہی جہیز بنانا شروع کر دیتی ہیں اس حساب سے تو تجل کی کافی عمر ہو گئی تھی پھر رباب بھی تھی جو تجل سے کافی چھوٹی تھی پھر اس کی شادی بھی کرنی تھی عمارہ کو زیادہ پریشانی اسی کی تھی کیونکہ وہ نفسیاتی مریضہ کے نام سے مشہور تھی سب کے رویے بھی سامنے تھے ان کی بیٹیوں کا کسی کو بھی دھیان نہ تھا۔
ایک دن مسز جواد تجل کے پاس آئی ہوئی تھیں۔
"تم ایسے کرو یہ کپڑے ڈیزائن کرو میری ایک جاننے والی ہیں ان کا بوتیک ہے میں وہاں رکھوا دوں گی کچھ علاقائی ڈریس بھی ذرا جدید طریقے سے تیار کرو قومی صنعتی نمائش میں اسٹال لگا لیں گے" انہوں نے اس کے آگے کپڑوں کا ڈھیر سا رکھ دیا تجل نے مان لیا کہ وہ یہ تمام کپڑے تیار کر دے گی۔
تجل بڑی آرٹسٹک اور تخلیقی ذہن کی مالک تھی عام سی چیزوں کو بھی وہ سلیقے سے کار آمد بنا لیتی تھی۔ ان کے گھر کے واحد کمرے میں عید کارڈز سے بنی پینٹنگز سجی ہوئی تھیں یوں لگتا تھا یہ کسی ماہر مصور کی کاوش ہے مگر سارا کمال تجل کا تھا۔ کپڑوں کی سلائی کٹائی کے لیے اس نے کوئی کورس نہیں کیا گھر میں ہی عمارہ سے سب کچھ سیکھا۔ تجل نے دن رات ایک کر کے تمام سوٹ مکمل کیے اور مسز جواد کو بھجوا دیے وہ ایک ہفتے بعد آئیں تو نوٹوں کی موٹی سی گڈی اسے تھمائی اس کے تیار کردہ ملبوسات بک گئے تھے اب انہوں نے ایک تجویز اس کے سامنے رکھی۔

''میں تمہارے ملبوسات کی مقبولیت دیکھتے ہوئے اپنا ذاتی بوتیک کھولنے کا پروگرام بنا رہی ہوں' اس کے لیے میں نے نچلی آبادیوں میں جا کر کچھ ہنرمند عورتوں سے بھی رابطہ قائم کیا ہے وہ نہایت کم معاوضے پر کام کرنے کے لیے تیار ہیں میں نے سلائی مشینیں بھی خرید لی ہیں گھر کا ہال خالی کروا کر اسی مقصد کے لیے تیار کیا ہے تمہارا کام بس یہ ہوگا کہ تم ڈیزائننگ کرو گی وہ عورتیں سیئیں گی' جب ہمیں زیادہ آرڈرز ملیں گے تو تمہارا معاوضہ بھی بڑھتا جائے گا فی الحال ایک عام لباس پر تمہارا معاوضہ دو سو روپے ہوگا۔ ایک عام ریشمی لباس پر دو سو روپے فینسی سوٹ پر تین سو روپے اور کامدار سوٹ پر پانچ سو ملیں گے ہم برائیڈل ڈریس بھی تیار کریں گے اسی حساب سے معاوضہ طے کریں گے'' انہوں نے بتایا۔

تجل کو اتنے زیادہ معاوضے کا سن کر ہی حیرت ہو رہی تھی انہوں نے اس کی حیرت بھانپ لی۔

''ہم یہ بوتیک ہائی کلاس کی لیڈیز کے لیے کھول رہے ہیں جو ایسے مہنگے ملبوسات خریدنے کی استطاعت رکھتی ہیں ابھی تو یہ ابتدا ہے بعد میں دیکھنا ہم تمہاری صلاحیتوں کو کیسے کیسے استعمال کرتے ہیں۔'' مسز جواد محبت سے ہنسیں۔ تجل نے روزانہ دو گھنٹے کے لئے مسز جواد کے گھر جانا شروع کر دیا سب نے اس پہ طنزیہ ریمارکس دیے تھے مگر وہ حوصلے سے برداشت کر گئی تھی۔

تمام لڑکیاں ذہین تھیں تجل کو زیادہ سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی یہ فاقوں سے مجبور عورتیں اور لڑکیاں ایک ایک ہزار ماہوار کو نعمت غیر مترقبہ تصور کر رہی تھیں تجل کو ان کی محنت کے مقابلے میں یہ معاوضہ نہایت معمولی لگا ہر عورت مہینہ بھر میں تیس لباس تیار کرتی تھی گویا تیس سوٹوں کی سلائی کا صرف ایک ہزار معاوضہ تھا اسے سچ مچ افسوس سا ہوا اگلے ماہ یہ معاوضہ بڑھا دیا گیا مسز جواد کو بھی اس کا احساس ہو گیا تھا کہ معاوضہ کم ہے ان کے بوتیک کا افتتاح دھوم دھام سے ایک مشہور اداکارہ کے ہاتھوں ہوا۔ ایک ماہ کے اندر تسلی بخش آمدنی ہوئی تھی دوسرا مہینہ اس سے بھی بہتر ثابت ہوا دو گنی سیل ہوئی کاریگروں کی تعداد دوگنی کر دی گئی مسز جواد نے بوتیک کے ساتھ دو کمرے بھی کرائے پر لے لیے جہاں یہ کاریگر عورتیں کام کرتی تھیں تاکہ کسٹمر کو لباس میں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو موقع پر ہی دور کی جا سکے یہ بوتیک ایک مہنگے کمرشل ایریئے میں تھا جو بہت جلد مقبول ہونا شروع ہو گیا تجل کا معاوضہ بھی بڑھتا جا رہا تھا اس کا اثر گھر پر بھی پڑا رباب تو برملا کہتی ہمیں کوئی اور مکان دیکھ کر شفٹ ہو جانا چاہیے' ویسے بھی وہ اس پوزیشن میں آ گئے تھے کہ کرائے کا مکان آسانی افورڈ کر سکتے تھے مگر عمارہ کو یہ گوارا نہ تھا کیونکہ ان کے جیٹھ یہ پسند نہ کرتے سو وہ خاموش رہیں رباب کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی' عمارہ نے چپکے چپکے تجل اور رباب کے لیے کئی چیزیں

خریدوائی تھیں۔
رات کو وہ تینوں بیٹھی کھانا کھا رہی تھیں جب تائی اماں اور دونوں بچیاں ان کی طرف چلی آئیں۔
"خوب اب تو گویا دھن برسنے لگا ہے اس گھر میں" انہوں نے چاروں طرف تنقیدی نگاہیں دوڑا کر طنز کیا عمارہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئیں اسد کی موت کے بعد انہوں نے آج پہلی بار یہاں قدم رکھا تھا ان کے لیے یہ کسی اعزاز سے کم نہ تھا نجل بھی ہاتھ صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
"آیئے ناں بیٹھیں بھابھی" عمارہ کی دلی کیفیت چہرے سے عیاں تھی۔
"بھئی نجل کون سا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے جواب ادھر ہماری طرف جھانکتی تک نہیں ہو۔" آمنہ نے تاک کر تیر مارا۔
"بس چچی بوتیک میں مصروف ہوتی ہوں" وہ مجرموں کی طرح سر جھکائے ہوئے بولی۔
"کیوں" رقیہ کا سوال بڑا اکڑا تھا اس کے پاس زبردست سا جواب تھا پر اس کی زبان تالو سے چپک ہی تو گئی۔
"چچی اماں اور تائی اماں میں بتاتی ہوں کہ کیوں اس لیے کہ تایا ابا ہمیں جو ہر ماہ ڈھائی تین ہزار روپے دیتے ہیں اس میں تو میرا خرچہ بھی پورا نہیں ہوتا پر میری صابر ماں اور بہن اپنے سلیقے سے اخراجات کو سنبھالے ہوئے ہیں کل نجل آپی کی شادی بھی کرنی ہے ان ڈھائی تین ہزار کو ہم کھائیں یا آپی کا جہیز بنائیں یا پھر امی کی دواؤں پر خرچ کریں بتائیں ناں آپ" رباب کھانا چھوڑ کر سامنے آ گئی۔ وہ تینوں تو ہکا بکا رہ گئیں انہیں رباب سے اس صاف گوئی کی توقع نہیں تھی۔
"اے جی ہم نے بھی گھر چلائے ہیں تمہاری ماں دنیا سے نرالی تو نہیں ہے" رقیہ سے برداشت نہ ہوا بول پڑیں۔
"تائی اماں آپ نے لاکھوں میں گھر چلایا ہے تین ہزار میں چلا کر دکھائیں تو مانوں" وہ بے خوفی سے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔
"اے یہ تو سیدھا سیدھا الزام ہے آمنہ زاہد جتاتی ہوں میں انہیں ان کی فیکٹری بھی سنبھالو اور باتیں بھی سنو" رقیہ نے پرانا حربہ استعمال کیا۔
"دے دیں پاور آف اٹارنی ہمیں واپس ہم سنبھال لیں گے" وہ اسی ٹیون میں تھی۔
"اے خدا قیامت کیوں نہیں آ جاتی یہ سب کچھ دیکھنے سے پہلے میں مر کیوں نہیں گئی" رقیہ نے گال پیٹے تو عمارہ اور نجل گھبرا گئیں۔

''آئیں زاہد کہتی ہوں وہ گھنٹہ فیکٹری ان کے حوالے کرو'' ۔ رقیہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی عمارہ نے ان کے تلوے دبانے شروع کر دیئے تجل بھاگ کر پانی لے آئی۔

''تری اداکاری'' رباب پر اتنا سا بھی اثر نہیں ہوا منہ بناتی وہ باہر چلی گئی اتنے میں تایا اور چچا بھی ادھر آ گئے رقیہ کو یوں نڈھال دیکھ کر پریشان ہو گئے آمنہ نے تفصیل بتائی۔

''بھابھی تو کہہ رہی تھیں کہ تجل ایک اعلیٰ خاندان کا خون ہے یوں بوتیک پر بیٹھے دیکھ کر لوگ کیا سوچتے ہوں گے ہم مر تو نہیں گئے ہیں جو انہیں کھلا نہ سکیں پر رباب بی بی نے تو وہ وہ باتیں کی ہیں کہ الاماں' کہتی ہے کہ فیکٹری کا سارا پیسہ آپ کھا گئے ہیں توبہ توبہ بھائی جان کیا زمانہ آ گیا ہے'' یہ جھوٹ بولتے ہوئے آمنہ ایک جاہل اور مکار عورت لگ رہی تھیں۔

''چچی مت جھوٹ بولیں یہ آپ کے مرتبے کو زیب نہیں دیتا'' رباب اندر آ گئی تھی تایا نے ایک بار اسے دیکھا۔

''بیٹی تم بھی مجھے ایسا سمجھتی ہو کہ میں تمہارے باپ کا پیسہ کھا رہا ہوں ابھی میرے ساتھ آفس چلو خود سارے حسابات چیک کر لو گیارہ سالوں میں اس فیکٹری پر میرا تقریباً آدھا سرمایہ خرچ ہوا ہے فیکٹری اب بند پڑی ہے میں اپنی جیب سے تمہارے اخراجات پورے کر رہا ہوں'' مارے رنج کے تایا کا لہجہ بھی بھرا گیا۔

''رباب دور ہو جاؤ میری نظروں سے میں نے تو تمہاری تربیت اس نہج پر نہیں کی کہ بڑوں کے ساتھ بدتمیزی کرو'' عمارہ نے اسے دھکا دے کر ہٹایا تو وہ زور زور سے روتی باہر آ گئی عمارہ معافیاں مانگ مانگ کر انہیں مزید مضبوط کر رہی تھیں۔

اس روز وہ پوائنٹ کا انتظار کر رہی تھی کہ زوردار چرچراہٹ کے ساتھ گاڑی کے ٹائر اس کے قریب رکے وہ ناگواری سے پیچھے ہوئی اور بے دھیانی میں گاڑی میں بیٹھے افراد پر نظر دوڑائی اندر کلی اور اس کا بھائی شانی تھا۔

''ہائے رباب کیسی ہو'' کلی گاڑی کا دروازہ کھول کر اتر آئی شانی نے بھی اس کی تقلید کی۔

''ٹھیک ہوں'' اس نے رسمی مسکراہٹ سے جواب دیا۔

''مس رباب کبھی آئیں ناں ہمارے گھر'' شانی بولا ابھی وہ اسے کوئی جواب دینے ہی والی تھی کہ ایک اور گاڑی آ کر رکی اندر خمار اور افشاں تھیں۔

''او تم بھی یہیں ہو ان بہن بھائی نے ہمارے کان کھا لیے تھے کہ رباب کو ہمارے گھر لاؤ ناں'' دونوں باہر آ گئی تھیں۔

"ہاں رباب آؤ ناں ہمارے ممی ڈیڈی انگلستان گئے ہوئے ہیں ہم چاروں بہت بور ہوتے ہیں خاص طور پر یہ شانی" نکی بولی۔

"اچھا آؤں گی کبھی" وہ مروت سے بولی۔

"آج کیوں نہیں ابھی چلو" وہ اصرار کرنے لگی۔

"سوری میں نے گھر میں بتایا نہیں ہے" اس نے شائستگی سے انکار کیا۔

"اچھا چلو آج تمہیں ہم ڈراپ کر دیتے ہیں" نکی نے آفر کی تو اس نے انکار کر دیا۔

"میں پوائنٹ سے یا آپی کے ساتھ چلی جاؤں گی" ۔اس نے خمار کی طرف اشارہ کیا اس عرصہ میں شانی کی نظریں اس پر جمی رہیں وہ سخت الجھن محسوس کر رہی تھی شانی اور نکی کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا اس کی آنکھیں ہر وقت اس نے سرخ ہی دیکھی تھیں ۔پھر ان کے روکنے کے باوجود وہ پوائنٹ کا انتظار کرنے لگی بس آتے ہی وہ لپک کر سوار ہوئی وہ چاروں ابھی تک کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

☆☆

مسز جواد کے بھائی احتشام کو سجل بہت اچھی لگی تھی وہ فلرٹ کرنے کا قائل ہی نہیں تھا سیدھے سبھاؤ ماں اور بہن کو ان کے گھر بھیج دیا بس پھر کیا تھا تائی اور چچی نے الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔

"اس لیے تو بھاگ بھاگ کر جاتی تھی اب پتہ چلا یہ سلسلہ ہے تبھی میں کہوں یہ مسز جواد ماں کو لے کر کیوں آئی ہیں" تائی نے مکارانہ آنکھیں گھمائیں انہوں نے اپنے شوہروں کو بھی بتا دیا بس سجل کا بوتیک جانا بند کر دیا گیا اور رشتے سے بھی انکار کر دیا مسز جواد بعد میں دو تین بار اس کا سبب پوچھنے آئیں تو ان کی خوب بے عزتی کی گئی انہوں نے آئندہ کے لیے توبہ کر لی احتشام کو اس انکار کا بہت قلق تھا پہلی بار اس طرح کوئی لڑکی اچھی لگی تھی وہ سنجیدگی سے اسے اپنانا چاہتا تھا ماں بہن کی بے عزتی کے بعد اسے دل پہ پتھر رکھ کر سجل کو بھلانا پڑا۔

مسز جواد ایک تخلیقی اور محنتی لڑکی سے محروم ہو گئی تھیں جو ان کے بھائی کی محبت بھی تھی احتشام ایک پاکلٹ تھا کھاتے پیتے گھر کا لڑکا تھا تبھی تو رقیہ آمنہ اور رفعت کے پیٹ میں درد اٹھا تھا اتنے ہونہار اور کماؤ لڑکے کا رشتہ اس منحوس سجل کے لیے آیا تھا انہوں نے ایسا سلسلہ چلایا کہ بات ہی ختم ہو گئی تب کہیں جا کر انہیں چین آیا۔

اب رباب باقاعدگی سے خمار اور افشاں کے ساتھ جاتی تھی سہولت اور آسانی کو ہر کوئی پسند کرتا ہے اگر یہ بات ہوتی تو زندگی کو آرام دہ بنانے والی مشینیں ہی ایجاد نہ ہوتیں وہ بھی بسوں کے

وہ کھا کھا کر اکتائی ہوئی تھی اس روز واپسی میں شانی ٹکرا گیا وہ خمار سے کہہ رہا تھا جاتے ہوئے مجھے بھی ڈراپ کر دو اس نے اسے بٹھا لیا رباب حسب معمول پیچھے بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا۔ افشاں اور خمار اپنی باتوں میں مگن تھیں۔

"شانی نیا مال آیا ہے یا نہیں" افشاں نے مڑ کر شانی سے پوچھا۔

"ایک دو ہفتے تک آئے گا سنا ہے کہ بڑا زبردست ہے" شانی نے بتایا۔

"ہائے میں کیسے دیکھنے آؤں گی" خمار پریشان ہوگئی۔

"جیسے ہر دفعہ آتی ہو" وہ بولا۔

"بس کافی دیر ہو جاتی ہے چلو ٹائم تبدیل کر لیں گے" افشاں نے اسے تسلی دی۔

"پلیز افشاں خمار رباب کو ضرور لایئے گا انہیں بھی دکھائیں گے طبیعت خوش ہو جائے گی" وہ ..... لہجے میں بولا رباب سمجھی وہ کسی کپڑے کی باتیں کر رہے ہیں بھلا اسے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی وہ ..... رہی دانش کی نظریں اس کی بے خبری کو کھوجتی رہیں اس کے اس گریز میں اسے بہت ..... محسوس ہوتی تھی۔

"خیر چند روز کی بات ہے گھر آ کر مال دیکھ لے تو سیدھی قدموں میں گرے گی خود ہی ساری ..... ختم ہو جائیں گی" وہ سوچ رہا تھا۔

..... کے ساتھ اس کی بہن کے ڈپارٹمنٹ میں آئی تھی اس نے محبت سے حال احوال پوچھا۔

"..... تمہاری یہ کزنز بہت ایڈوانس لگتی ہیں" انہوں نے ہنس کر طنز کیا وہ جان نہ سکی کہ اس ..... مطلب ہے۔ گھر آ کر اس نے نجمی سے بھی ذکر کیا۔

"..... میں کیا لینا" اس نے کہہ کر بات ہی ختم کر دی وہ اپنے اسٹڈی روم یعنی اسٹور میں آ گئی ..... دو تین اخبارات میں لکھ رہی تھی ایک کالم کا معاوضہ اچھا خاصا تھا وہ ایک ساتھ ہی لیتی تھی ..... اس کے انداز تحریر کو پسند کر رہے تھے اس کو ایک رسالے کی طرف سے بھی لکھنے کی پیش کش ..... اس نے قبول کر لی۔

اس روز افشاں اور خمار خاصے اہتمام سے تیار تھیں یوں تو وہ روز ہی اہتمام سے یونیورسٹی جاتی ..... آج لگ رہا تھا کہ خاصی توجہ دی گئی ہے رباب ہنوز سادہ سے کاٹن کے کپڑوں اور جوگرز .....

"..... کا حال چال پوچھ لیتے ہیں کافی روز سے ملاقات ہی نہیں ہوئی ہے" خمار نے ..... سے گاڑی کا رخ موڑ دیا رباب خاموش ہی رہی گیٹ پہلے ہی کھلا ہوا تھا خمار نے

گاڑی سیدھی پورچ میں کھڑی کردی اندر سے خاور مسکراتا ہوا برآمد ہوا اور انہیں خوش آمدید کہا۔ لکی اندر شاید سو رہی تھی افشاں نے بڑی مشکل سے اسے جگایا۔

''ارے تم بھی آئی ہو'' لکی اسے دیکھتے ہی جھٹ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

''کتنی خوش قسمت ہوں میں تم ہمارے گھر آئی ہو'' لکی نے اس کا گال چوم لیا تو وہ جھینپ گئی۔

''آج تمہیں لنچ کیے بنا جانے نہیں دوں گی' اچھی اچھی فلمیں دیکھیں گے باتیں کریں گے کیوں رباب'' لکی نے پروگرام بھی سیٹ کرلیا اور اس سے تائید چاہی وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

''ٹھہرو میں یونیورسٹی فون کرتی ہوں ایک بات معلوم کرنی ہے'' وہ موبائل کے نمبر پش کرنے لگی دو تین منٹ بعد وہ پلٹی۔

''ایم سوری افشی یونیورسٹی تو ہنگامے کی وجہ سے بند ہے لگتا ہے قدرت بھی میرا ساتھ دے رہی ہے۔'' وہ ہنسی' یونیورسٹی میں ہنگامے کا سن کر رباب پریشان ہوگئی۔

''انھیں آپی چلتے ہیں یونیورسٹی تو بند ہے''

''اے بیٹھو آرام سے' شام سے پہلے جانے نہیں دوں گی آئی بڑی جانے والی' میں تو تمہاری دعوت کروں گی'' لکی نے محبت بھری خفگی سے اسے دھکا دے دوبارہ بٹھا دیا۔

''تم لوگ بیٹھو میں ذرا فریش ہوکر آتی ہوں'' وہ چلی گئی۔ خاصی دیر بعد وہ آئی ہاف سلیوز بلاؤز میں دبلی پتلی سی لکی اسے بڑی عجیب لگی اس کے دونوں بازوؤں پر کہنیوں سے اوپر چھوٹے چھوٹے نشان تھا سوراخ تھے جیسے اس کے بہت سارے انجکشن لگے ہوں وہ ہنستے ہوئے باتیں کرنے لگیں۔

''لکی کتنا انتظار کراؤ گی لاؤ بھئی اس شاہکار کو'' - افشاں اور خمار کے لہجے میں اشتیاق سا تھا

''اک ذرا انتظار'' وہ گنگنائی اور اٹھ کر باہر چلی گئی کچھ ہی دیر بعد خاور اور جنید آگئے خاور کے ہاتھوں میں ٹرے تھی جس میں پیپسی سے لبریز گلاس اور ساتھ برف کیوبس سجے ہوئے تھے انہوں نے تینوں کو ایک ایک گلاس تھمایا اور خود بھی بیٹھ گئے خمار اور افشاں کی تقلید میں اس نے بھی گلاس ہونٹوں سے لگایا اور گھونٹ بھرا' اف کیسا ذائقہ تھا اس پیپسی کا' معدے میں جاتے ہی اندر آگ لگ گئی صبح کا ناشتا جوں کا توں الٹ کر باہر آ گیا اس کا سر گول گول گھومنے لگا لکی بھاگ کر آئی۔

''جاؤ خاور فریج سے سیون اپ نکال کر لاؤ جلدی اپ پتہ نہیں کولڈ ڈرنکس بنانے والی یہ کمپنیاں کیا کیا چیزیں ملا دیتی ہیں' میں آج ہی دکاندار سے شکایت کروں گی یہ تم نے ہمیں کیسی چیز پلا دی

ہے" لکی نے ناراضگی سے کہتے ہوئے سیون اپ زبردستی اسے پلائی تو اس کے ہوش کچھ ٹھکانے آئے۔ خاور نے ہیجان خیز سا انگلش میوزک لگا دیا تھا بعد میں لکی انہیں اندر ایک اور کمرے میں لے آئی جو بند تھا اس نے بڑھ کر لائٹ جلائی سامنے ٹرالی پر ٹی وی اور وی سی آر رکھا ہوا تھا۔
"لکی اپنی فرینڈز کو یہ موی دکھاؤ میں دیکھتا ہوں یہ شانی کہاں مر گیا ہے" خاور باہر نکل گیا لکی نے کیسٹ ڈال کر وی سی آر چلا دیا اتنے میں خاور اور جنید بھی آ گئے ان کے ساتھ شانی بھی تھا رباب کو دیکھ کر اس نے کسی خاص ردعمل کا اظہار نہیں کیا وہ پرسکون ہو گئی فلم چلنا شروع ہوئی کچھ دیر بعد منظر بالکل تبدیل ہو گیا یہ کیسی فلم تھی رباب کا خون جیسے کھولنے لگا چہرا سرخ ہونے لگا ہاتھ پاؤں میں سن سناہٹ ہونے لگی اس نے آج تک ایسی کوئی فلم نہیں دیکھی تھی اس کا جی چاہا یہاں سے اس کمرے سے بھاگ جائے' اس نے دائیں طرف نظر دوڑائی سب فلم میں ڈوبے ہوئے تھے وہ دھیرے سے اٹھی۔
"نہیں سوئٹی دیکھو اسے' تم خوش قسمت ہو جو ہمارے درمیان بیٹھی ہو انجوائے کرو جوانی انجوائے کرنے کے لیے ہوتی ہے مت خود کو سمیٹ سمیٹ کر رکھو' شانی کا سرخ سرخ چہرا اور آنکھیں اسے دہلا گئیں اس کے ہاتھ میں پیپسی سے بھرا مشروب والا گلاس تھا رباب نے نظریں اسکرین سے ہٹالیں وہاں جو کچھ دکھایا جا رہا تھا اسے دیکھ کر دل چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے پھر اس نے دیکھا کہ فلم دیکھتے دیکھتے خمار جنید کی طرف لڑھک گئی خاور لکی کو تھام کر باہر لے گیا خمار اور جنید ایک دوسرے میں مکمل طور پر گم ہو چکے تھے اس نے شرمندگی سے آنکھیں بند کر لیں شانی کو اٹھا اس سنبھال چکی تھی یہاں تو شیطانی چکر شروع تھا وہ باہر آ گئی اس نے دائیں طرف بنے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا وہ چوپٹ کھل گیا اندر کا منظر دیکھ کر اس کے حواس سلب ہو گئے لکی کی ساڑھی کا پلو زمین پر پڑا ہوا تھا وہ اور اس کا بھائی (بقول لکی کے) انتہائی قابل اعتراض حلیے میں تھے رباب کا دل چاہ رہا تھا اس شیطان گاہ اور شیطان کی پجاریوں سے وہ دور چلی جائے اندر کا منظر اس کے دل و دماغ پر ایسا طاری ہوا کہ وہ بے اختیار نہیں نہیں کہتے ہوئے چیخیں مارتی باہر کی طرف بھاگی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پاگل ہو جائے گی آگے سے کسی نے اسے تھام لیا تھا اس نے بے اختیار نگاہیں اٹھائیں آس پاس وردیوں والے کھڑے تھے۔
"کل محمد اسے سنبھالو میں اندر کا جائزہ لیتا ہوں" انسپکٹر نصیر نے اپنے حوالدار کے حوالے کر دیا اس کے ساتھ لیڈی پولیس بھی تھی رباب کے حواس مختل ہوئے جا رہے تھے وہ خالی الذہنی کے عالم میں تھی جیسے اسے معلوم ہی نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے چند منٹ بعد پولیس ان باقی افراد کو بھی لے آئی ان

سب کے رنگ اڑے ہوئے تھے خواب کے عالم میں چلتی ہوئی وہ بند پک اپ میں بیٹھی تھی لکی خمار اور افشاں بھی اس کے ساتھ تھیں جب انہیں سلاخوں والے آہنی دروازے کے پیچھے دھکیلا گیا تو اسے ہوش آیا کہ کتنا بھیانک واقعہ اس کے ساتھ پیش آچکا ہے وہ زور زور سے رونے لگی۔

"چپ کر مہارانی گلا کھلا کر رو رہی ہے اگر اتنی ہی فکر تھی تو آئی کیوں تھی یہ رنگ کیوں گھولا' لیڈی انسپکٹر نے سلاخوں کے پار سے بید کی چھڑی اسے رسید کی تو وہ بلبلا اٹھی اس کی سفید کلائی پر سرخ سا نشان پڑ گیا تھا وہ دعا کرنے لگی کہ کاش اسے موت آ جائے عمارہ اور بجل کا سامنا کرنے سے پہلے ہی اللہ اسے اٹھا لے یا پھر یہ ایک خواب ہو۔ شانی' جنید اور خاور مسلسل چیخ رہے تھے البتہ لڑکیوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں نکال کر میڈیکل کے لیے پک اپ کے لیے لے جایا گیا لکی' خمار اور افشاں کے چہرے زرد پڑ گئے تھے رباب کی حالت تو سب سے بری تھی۔

"ادھر چلو ذرا تفتیش تو کریں" لیڈی پولیس کی ایک اہلکار نے انہیں دھکا دیا تو افشاں کو خود پر اختیار نہ رہا۔

"تم جانتی نہیں ہو میں کس کی بیٹی ہوں" وہ غرائی پر اس عورت نے توجہ نہیں دی طنزیہ مسکراتی رہی۔

"بی بی یہاں آنے والی ہر لڑکی شروع میں یہی کہتی ہے میں فلاں سینیٹر کی بیٹی ہوں' فلاں سیٹھ کی بھانجی ہوں' فلاں ڈی سی کی رشتہ دار ہوں مگر تھوڑی دیر بعد ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جاتا ہے" لیڈی پولیس نے تمسخر سے انہیں دیکھا۔

"کوثر ڈی ایس پی صاحب آ گئے ہیں انہیں لاؤ" ایک لیڈی پولیس کانسٹیبل نے جلدی جلدی بتایا۔ "آگے لگو مزا تو اب آئے گا ڈی ایس پی صاحب سے تو فرشتے بھی پناہ مانگتے ہیں خوبصورت لڑکیوں پہ انہیں رحم بھی نہیں آتا ہے ان کے پاس تشدد کے وہ نئے طریقے ہیں کہ لوہا بھی ان کی تپش سے پگھل جائے تم تو پھر نازک لڑکیاں ہو" اس لیڈی پولیس نے انہیں ڈرایا۔ فق ہوتے رنگ اور ہراساں شکل کے ساتھ رباب ان تینوں کے پیچھے پیچھے ڈی ایس پی کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"کہاں سے پکڑا ہے انہیں انسپکٹر مراد" وہ مؤدب کھڑے انسپکٹر مراد سے مخاطب ہوا۔

"گل افشاں کالونی بلاک ای بنگلہ نمبر فائیو سے سر" اس نے جواب دیا۔

"اور کیا کیا ملا ہے وہاں سے" ڈی ایس پی نے ایک طائرانہ نظر ان سب کے چہرے پہ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

تقریباً سو سے زائد ڈی وی ڈیز کیسٹس چھ کریٹ ولایتی شراب کے اور یہ بیگ اور فائلز ملی ہیں شاید
... کیوں کی ہیں" اس نے میز پر رکھی چیزوں کی طرف اشارہ کیا جو اس نے نکی کے گھر سے برآمد
... کی تھیں۔

"... شاہ آپ نے انہیں کس حال میں پکڑا؟" وہ لیڈی اے ایس آئی کی طرف متوجہ ہوا جو
... مراد کے پاس ہی کھڑی تھی۔

"... اندر وی سی آر پر فلم چل رہی تھی یہ چاروں اسی کمرے میں موج اڑا رہے تھے جبکہ یہ دونوں
... کمرے میں تھے" اس نے نکی اور خاور کی طرف اشارہ کیا۔

"اور یہ" اس نے رباب کی طرف اشارہ کیا تو انسپکٹر نصیر بول پڑا۔

"... باہر تھیں زور زور سے چیخ رہی تھیں ان ہی کی آواز نے ہمیں متوجہ کیا یہ نہیں نہیں کہہ رہی
تھیں۔"

"اوہ" ڈی ایس پی نے ہنکارا بھرا اور میز پر رکھی فائلز دیکھنے لگا ایک خمار ایک افشاں اور ایک
... کی تھی جبکہ بیگ بھی رباب کا تھا۔

"... اسٹوڈنٹس ہو تم لوگ" اس نے بیگ سے جھانکتی کتاب پر نگاہ دوڑا کر پوچھا اور باہر نکال لی۔

"... اسد کمال بی۔ اے آنرز فرسٹ ایئر" اس نے باآواز بلند نام پڑھا اور اپنی سیٹ سے
... ہوا۔

"... آپ یونیورسٹی نہیں گئیں" وہ ان چاروں کے پاس رک گیا اس کے نرم لہجے نے انہیں
... حوصلہ دلایا۔

"... یہ غلطی ہوئی ہے آئندہ ہم کبھی ایسا نہیں کریں گے" افشاں لجاجت سے بولی۔

"... ٹھیک ہے" وہ اطمینان سے بولتا ان کے سامنے ٹیبل پر ٹک گیا اور انسپکٹر مراد کے
... کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

"... تعارف سے توفیض یاب کریں ہمیں" وہ دوستانہ انداز میں مسکرایا۔

"... ہوں یہ افشاں ہے یہ خمار ہے یہ ان کی کزن ہے پتہ نہیں ہے بھی یا نہیں" نکی نے رباب
... اشارہ کرتے ہوئے عجیب سا انداز اختیار کیا رباب کی نظریں زمین میں گڑی ہوئی تھیں
... قسم کھالی ہو کہ کسی کو بھی نہیں دیکھے گی گلابی ہونٹوں کو کاٹتے کاٹتے اس کے نچلے ہونٹ
... ابھر آیا تھا۔

"... قصور ہیں یہی ہمیں وہاں ورغلا کر لے گئی تھی قسم سے ہم بے قصور ہیں" خمار نے

رونا شروع کر دیا۔

"پلیز آپ چپ کر جائیں سزا قصور واروں کو ہی ملے گی آپ کو نہیں" اس نے ایک اڑتی اڑتی نظر رباب کے چہرے پر ڈال کر سر جھٹکا اور خمار کو تسلی دی وہ فوراً چپ ہو گئی ڈی ایس پی نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ تینوں بیٹھ گئیں رباب کھڑی رہی یوں لگتا تھا جیسے کوئی اسے جادو کے زور سے بت بنا گیا ہو وہ ہپناٹائز کیفیت میں تھی شانی خاور اور جنید بھی بیٹھ چکے تھے۔

"سر ہمارے لائق کوئی خدمت" لکی ایک ادا سے ٹیبل پر بیٹھے ڈی ایس پی کی طرف جھکی تو اس کی ساڑی کا پلو زمین کو چھونے لگا اس کی ساری رعنائیاں چھپائے نہیں چھپ رہی تھیں۔

"اتنی جلدی کیا ہے" وہ ہنسا۔

"پہلے اپنے ایڈریس تو بتائیں تاکہ آپ کو گھر چھوڑنے کا انتظام کریں" وہ تینوں ایڈریس بتا نے لگیں لکی نے لڑکوں کو اپنا بھائی ظاہر کیا تھا ڈی ایس پی کی نگاہ رباب پر رک گئی۔

"بی بی آپ کا ایڈریس اور والد کا نام کیا ہے" وہ خاموش رہی اس نے دوسری بار پوچھا وہ خاموش رہی اس نے تیسری بار پوچھا جواب میں خاموشی تھی اس نے ہاتھ میں پکڑی بید پوری شدت اس کی کمر پر مارا وہ چیخ پڑی۔

"میرا کوئی ایڈریس نہیں ہے میرے والد نہیں ہیں" وہ بول پڑی تھی۔

"سر اس سے کیا پوچھتے ہیں ہم سے پوچھیں اب بھلا ایڈریس کیسے بتائے شرم جو آرہی ہے" ۔خمار بے دھڑک بول رہی تھی۔ ڈی ایس پی ان کے گھر فون کر کے ان کی طرف متوجہ ہوا

"تو تم لوگ پڑھائی کے بجائے یہ زہر رگوں اور دماغ میں انجکٹ کر رہے ہو" وہ لڑکوں کے آپا بید کی چھڑی تڑا تڑ تینوں کی پیٹھ پر پڑی تو ان کا سارا نشہ ہرن ہو گیا۔

"سر ہم بے گناہ ہیں بے قصور ہیں یہ ہمیں لا کر دیتی تھی کہتی تھی کہ میرے کزن لاتے ہیں" اور ان دونوں نے رباب کی طرف اشارہ کیا لڑکیاں بھی اس کا نام لے رہی تھیں۔

"نہیں نہیں جھوٹ ہے" رباب کی آواز گھٹی گھٹی سی تھی جیسے اسے خود پر اعتبار نہ ہو۔

"میں تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا موت مانگو گے وہ بھی نہیں ملے گی"۔ ڈی ایس پی پر طاری ہو گیا شائیں شائیں بید لڑکوں پر برس رہے تھے لڑکیاں تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ اسے زاہد واحد اور اسرار چلے آئے ان تینوں کو تھانے میں دیکھ کر ان کا حال جو ہوا سو ہوا افشاں اور نے بھی نظریں چرا لیں اس وقت ڈی ایس پی دوسرے کمرے میں تھا ایک بنگلے میں قتل کی واردات کی اطلاع ملتے ہی وہ چلا گیا تھا ان تینوں سے اس کا سامنا نہیں ہوا تھا انسپکٹر مراد اس کی

...تھا۔

''سر آپ اپنی اولادوں کو تعلیمی اداروں میں بھیج کر مطمئن کیوں ہو جاتے ہیں کیا آپ نے کبھی یہ جاننے کی زحمت کی کہ واقعی ہماری اولاد کالج یونیورسٹی ہی جا رہی ہے یا کہیں اور' کیا آپ نے کبھی ان کے معمولات جاننے کی کوشش کی آپ کو معلوم ہے آپ کی صاحبزادیاں آج کہاں تھیں'' انسپکٹر مراد سرد لہجے میں بولا۔

''کہاں'' اسرار اور واحد کے سر نفی میں ہلے۔

''یہ ان کل افشاں کالونی کے ایک بنگلے میں ان لڑکوں کے ساتھ قابل اعتراض حلیے میں عریاں فلمیں دیکھتے ہوئے پکڑی گئی ہیں۔ ساتھ شراب کا دور بھی چل رہا تھا۔'' مراد نے دھماکا کیا تو اسرار اور واحد لرزتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

''ابو یہ جھوٹ ہے ہمیں رباب خود لے کر گئی تھی زبردستی وہاں اس نے ہمیں کہا کہ یہ پیپسی پیو ہمیں کیا پتہ کہ وہ شراب تھی آئی سوئیر ڈیڈی یہ جھوٹ ہے۔ میری فرینڈ تھی اور اس کے بھائیوں کو اسی نے بہکایا ہے یہ اکثر یونیورسٹی میں ایک لڑکے کی گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جاتی تھی میں نے اور ابھی افشاں نے بھی سمجھایا مگر یہ باز نہیں آئی اسی سے یہ فلمیں لاتی تھی آج بھی یہ اس لڑکے کے ساتھ تھی ہمیں ریوالور دکھا کر زبردستی اس بنگلے میں لے گئی ڈیڈی وہ بنگلہ اس کے دوست کے نام ہے۔'' خمار اور افشاں اسرار اور واحد کے گلے لگیں رو رو کر اپنی داستان سنا رہی تھیں ان کے تو اپنے اپنے باپ کا سہارا لے لیا تھا وہ کس کا سہارا لیتی کون اس کی بے گناہی کے گواہی میں ثبوت دیتا کاش خدا اسے آسمان پر اٹھا لیتا یا اس بھڑکتی آگ کو گلزار میں بدل دیتا۔ پر وہ ولی تو نہیں تھی نہ ابراہیم وہ تو ایک عام سی لڑکی رباب تھی۔

اور ماں اپنی پی آر شپ سے کام لے رہے تھے بار بار فون کھڑک رہے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا اس کے بعد میں تایا یا چچا نے رباب سے کلام تک نہیں کیا اس نے کئی دفعہ بولنا چاہا پر کسی نادیدہ قوت نے اس کی زبان پکڑ لی۔ خمار اور افشاں کے چہرے دمک رہے تھے زردی سرخی میں بدل گئی گردنیں فخر سے اٹھی ہوئی تھیں لڑکھڑاتی زبان رواں ہو گئی تھی گردنیں تن گئی تھیں ہاں ایک لڑکی ایسی تھی جو زندہ زمین میں دھنسے جا رہی تھی۔

☆☆

جہاں عدل کی زنجیر نصب ہے!!
وہیں کٹے ہیں میرے ہاتھ اسے کہہ دینا

"بلاؤ اس کی ماں کو" زاہد کی آواز آج سے پہلے کبھی اتنی اونچی نہیں ہوئی تھی وہ سب سٹنگ روم میں تھے رباب گاڑی سے اتر کر اپنے پورشن کی طرف جانا ہی چاہتی تھی کہ چچا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پورشن کی طرف دھکا دے دیا تھا اس کے آگے ریحان ہاتھ باندھے ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا فہد کو تائی نے زبردستی کمرے میں بند کیا تھا جب تھانے سے فون آیا کہ آپ کی بیٹیاں یہاں پولیس کی تحویل میں ہیں تو تینوں بھائیوں کا رنگ فق ہو گیا تھا جگ ہنسائی کے خوف سے ہی ان کے پسینے چھوٹ گئے تھے ڈی ایس پی نے تفصیل بھی بتا دی تھی ان کی نگاہوں میں کل صبح کے اخبار کی متوقع شہ سرخیاں گردش کرنے لگیں "مشہور بزنس مین فضل کمال کی پوتیاں اور چیمبر آف کامرس کے رکن کی بیٹیاں رنگ رلیاں مناتے ہوئے گرفتار ہو گئیں۔"

فہد اور ریحان کے چہرے سرخ ہو گئے تھے وہ دونوں بھی تھانے جانا چاہتے تھے تائی رقیہ نے بمشکل دودھ کے واسطے دے دے کر انہیں روکا جوان خون تھا کچھ بھی کر سکتا تھا خود آمنہ اور رفعت کے دل دہلے جا رہے تھے پتا نہیں کیا قصہ تھا عمارہ کو تو سرے سے خبر ہی نہیں کی گئی۔ اب واپس آ کر علم ہوا تھا کہ یہ چکر ہے رقیہ آمنہ اور رفعت مطمئن تھیں ثمار اور افشاں نے اپنی بے گناہی ماں باپ دونوں کی نظروں میں ثابت کر دی تھی دیکھنا یہ تھا کہ رباب بی بی کا کیا حشر ہوتا۔ رقیہ فہد کو لا لائی تھیں۔ رباب کے ذمہ ان کے بڑے حساب تھے جن کو چکانے کا بہترین موقع قدرت نے خود فراہم کر دیا۔

آمنہ جا کر عمارہ کو بلا لائیں وہ عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں آمنہ کے لہجے میں کوئی بات ایسی تھی ضرور جس نے انہیں چونکا دیا تھا۔ کچن بھی کام ادھورا چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو لی اندر تو کوئی عدالت لگی ہوئی تھی اور اس کی ماں جائی کمرے کے وسط میں مجرموں کی طرح کھڑی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے زمین بوس ہو سکتی ہے۔

"رباب کیا ہوا ہے" دونوں اس کے قریب آ گئیں۔ وہ یوں ہو گئی جیسے اس کی سماعت مفلوج ہو گئی ہو۔

☆☆

آسان نہیں ہے انصاف کی زنجیر ہلانا
دنیا کو جہانگیر کا دربار نہ سمجھو!

"میری معصوم اور مظلوم بیٹیاں" آمنہ اور رفعت نے دہائی دی ثمار اور افشاں دھواں دھار رہی تھیں جو داستان انہوں نے تھانے میں سنائی تھی اب گھر میں نئے سرے سے سب کو سنا رہی

نہیں۔

"ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا رباب نے اپنے دوست کے ساتھ مل کر ہمیں جانے کیا پلایا کہ ہمارے حواس سلب ہو گئے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک زبردست سی فلم دکھاتی ہوں پہلے بھی کئی بار اس نے آفرز کی مگر ہم ٹالتی رہیں گھر میں بھی کسی کو نہیں بتایا تاکہ عمارہ چچی اور بھی خود کو مظلوم نہ سمجھنے لگیں کیونکہ ہم ان پر ظلم جو بہت کرتے ہیں۔ آج بھی یہ زبردستی اپنے دوست کے ساتھ آئی اور ہمیں اٹھا کر لے گئی ہمیں کیا پتا تھا وہاں یہ شیطانی کاروبار ہوتا تھا۔ واللہ ڈیڈی ہمارا دل چاہتا ہے خودکشی کرلیں اس واقعے کے بعد دل اچاٹ ہو گیا ہے۔" خمار اور افشاں نے اچانک ہی صوفے کے ہتھے سے سر ٹکرانے شروع کر دیئے۔ آمنہ اور رفعت تڑپ کر آگے بڑھیں اور انہیں روکا۔

"اس کے کرتوتوں کی سزا اپنے آپ کو کیوں دیتی ہو ہوش میں آؤ۔" دونوں نے اپنی اپنی اولاد کو آغوش میں چھپا لیا رباب کو یوں لگا جیسے وہ میدان حشر کی گرمی میں تپتی زمین پر ننگے پیر کھڑی ہے۔ ہر طرف سے اس پر تیروں کی بارش ہو رہی ہے اور کوئی ان تیروں کو روکنے والا نہیں ہے ہر تیر پہلے سے بڑھ کر زہریلا ہے پھر پورا میدان جیسے تیروں سے اٹ گیا ہر تیر میں اس کی لاش پروئی ہوئی تھی اور زمین سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

صرف مجھے ہی نہیں میری سوچوں کو بھی سزا دو
میں عیسیٰ نہیں ہوں مجھے سولی چڑھا دو

"نہیں نہیں یہ جھوٹ ہے میں نے کچھ نہیں کیا خمار اور افشاں آپی مجھے خود اپنی دوست لکی کے گھر لے کر گئی تھیں۔" اس نے ڈوبتے ڈوبتے ابھرنے کی کوشش کی عمارہ اور تجمل دم بخود اسے دیکھے جا رہے تھے فہد اور ریحان ایک ساتھ دروازے کے پٹ پکڑے جھانک رہے تھے۔ زاہد، اسرار اور وہ تینوں رباب کے اردگرد کھڑے تھے۔ ریحان اور فہد بھی ان کی طرف بڑھے تجمل کو ایک کتاب میں پڑھی ریڈ انڈینز کی رسم یاد آ گئی جب وہ کسی دشمن کا خاتمہ کرنے لگتے تھے تو اس کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑے ہو جاتے تھے اگر وہ گھیرا توڑ دیتے تو اس کا مطلب ہوتا کہ انہوں نے دشمن کو معاف کر دیا ہے اگر وہ ہنوز گھیرا برقرار رکھتے تو موت کا خونی رقص شروع ہو جاتا اردگرد بیٹھے تماشائی خاک اٹھا اٹھا کر دشمن پر پھینکتے اور نفرت کا اظہار کرتے۔

اسے یوں لگ رہا تھا کہ وہ ریڈ انڈینز کی بستی میں بیٹھی ہوئی ہے جہاں اس کی بہن گھیرے میں کھڑی تائی چچی افشاں، اسماء، خمار، صومیہ سب تماشائی ہیں جو دشمن پر کسی بھی لمحے خاک پھینکنے والے ہیں اور موت کا رقص شروع ہو جاتا۔

"نہیں بھائی جان یہ رباب جھوٹ بول رہی ہے کئی بار تو اس نے ہمیں چپ رہنے کے پیسے دیئے اس کے پاس ابھی بھی چند کیسٹس ہیں اس نے ہمیں رکھنے کے لئے دیں مگر ہم نے انکار کر دیا۔" افشاں فہد سے بولی جو خوں رنگ نظروں سے رباب کو گھورے جا رہا تھا۔

"جھوٹ ہے یہ اللہ پاک کی قسم میرے پاس ایسی کوئی کیسٹ نہیں ہے آپ تلاشی لے لیں۔" رباب کو امید کی کرن نظر آئی جو اس نے دیوانہ وار مٹھی میں بند کر لینی چاہی۔

"آئیں بھائی میں دکھاتی ہوں۔" افشاں آگے ہوئی سب نے اس کی تقلید کی وہ اسٹور روم میں گھس کر اس کا سامان الٹ پلٹ کرنے لگی اور واقعی ٹرنک کی تہہ سے کیسٹس نکلیں ساتھ دو سو روپے کے مڑے تڑے نوٹ بھی تھے پوری پانچ کیسٹس تھیں فہد نے جھپٹ کر قبضے میں کیں اور رباب کو کھینچتا نیچے لے آیا سب سانس روکے اس کی کارروائی دیکھ رہے تھے اس نے ایک کیسٹ وی سی آر میں چلا دی اس میں جو کچھ دکھایا جا رہا تھا اس کو دیکھ کر سب کے سر جھک گئے فہد نے جھپٹ کر پلگ نکالا اور وی سی آر سے کیسٹ نکال کر اپنے بوٹوں تلے کچل دی۔

"تمہیں پتہ ہے امریکہ جیسے ملک میں بھی جو خود کو فخر سے ترقی یافتہ اور روشن خیال ملک کہتا ہے وہاں بھی ایسی فلمیں نہیں دیکھی جاتیں تمہاری یہ ہمت کہ تم دھڑلے سے انہیں پاس رکھو۔" فہد نے بھاری بوٹ سے اس کے جسم کو ٹھوکر لگائی وہ ریت کی دیوار کی طرح ڈھے گئی۔

"کون ہے یہ ارمان اور اس کے ساتھ کب سے تم نے یہ سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔" (ایک اور ٹھوکر)۔

"بولتی کیوں نہیں ہو باپ سر پر نہیں ہے اس لئے آوارگی کا یہ عالم ہے۔" تایا نے اس کے گال پر تھپڑ مارا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔" واحد چچا نے دوسرا تھپڑ مارا عمارہ کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں پوری شدت سے مسل دیا۔

"کمینی آوارہ جان سے مار دو ہماری معصوم بیٹیوں پر الزام لگاتی ہے۔" آمنہ رفعت نے بڑھاوا دیا فہد نے اپنے بھاری بوٹوں سے اسے فٹ بال کی طرح ککس لگانا شروع کر دیں پہلے اس کے سر سے خون کا فوارہ چھوٹا پھر جسم پر پہنے گئے کپڑے خون سے تر ہونا شروع ہو گئے۔ ناک سے بھل بھل خون بہہ رہا تھا فہد ابھی تک جنون کے عالم میں اسے مارے جا رہا تھا اسے کیا خبر تھی اس کی ہر ضرب اس معصوم سی لڑکی کو اذیت کی کس کس انتہا پر پہنچا رہی ہے رباب کے جسم سے بہتا خون دیکھ کر عمارہ پر جنون طاری ہو گیا وہ پانچوں کا گھیرا توڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگیں واحد نے

انہیں دھکا دے کر گرا دیا وہ ہمت کر کے پھر اٹھی کھڑی ہوئیں اس بار وہ رباب کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں اس کا لہولہو دریدہ جسم دیکھ کر ان کی آہیں آسمان کا سینہ چیرنے لگیں۔

''میری رباب تو آئینہ ہے صاف شفاف آئینہ جس پہ گرد کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے۔'' وہ رباب کے بے جان جسم کو دیوانہ وار چوم رہی تھیں۔

''چھوڑ دے فہد چھوڑ دے اسے مر جائے گی۔'' رقیہ چیختی ہوئی بیٹے کے قریب آئیں رباب کی حالت دیکھ کر ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ عمارہ رباب کے اوپر اوندھی ہو گئی تھیں اب سب کو ہوش آیا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ تجل بھاگ کر ماں اور بہن کے قریب آئی۔

''امی ہوش میں آئیں خدا کے لئے امی ہوش میں آئیں ہماری رباب کو ہمارے طوطے کو کچھ نہیں ہوا ہے۔ تایا ابو دیکھیں ناں رباب کو امی کو کیا ہو گیا ہے۔ پلیز انہیں دیکھیں ناں۔'' وہ زاہد کے قدموں میں گر گئی۔

''خدا کے لئے کچھ کریں زاہد ورنہ یہ پولیس کیس بن جائے گا ابھی جان ہے اس میں۔'' تائی رقیہ نے مردوں والی ہمت کا مظاہرہ کیا تھا انہوں نے ٹٹول کر رباب کی نبض چیک کی جو آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

''اگر پولیس اور ڈاکٹر نے پوچھا تو کیا کہیں گے۔'' واحد اور اسرار تذبذب میں تھے۔

''کہہ دیں گے سیڑھیوں سے گری ہے بیٹی کو دیکھ کر ماں بھی بے ہوش ہو گئی۔'' رقیہ نے پروگرام بھی سیٹ کر لیا۔ ریحان نے بھاگ کر رباب اور عمارہ کو گاڑی میں پہنچایا اس کا دل کہہ رہا تھا کچھ نہ کچھ غلط ہوا ہے۔ تجل ساکت و صامت بہن کا ہاتھ پکڑے بیٹھی ہوئی تھی۔

اے ایس پی سبکتگین گیلانی شاہ زمان کا بیان لے کر اس کے وی آئی پی روم سے باہر نکل رہا تھا آگے سے وارڈ بوائے اسٹریچر دھکیلتا ادھر ہی آ رہا تھا اس کی وردی کے رعب سے وہ سائیڈ پر کھڑا ہو گیا کہ وہ گزر سکے۔ سبکتگین نے یونہی اسٹریچر پر نظر ڈالی تھی یقیناً یہ وہی لڑکی تھی جو کل ان باقی لڑکیوں کے ساتھ لائی گئی تھی اس پہ پڑی چادر سے خون کے دھبے جھانک رہے تھے چہرا بھی سارے کا سارا لہو میں بھیگا ہوا تھا۔

الجھن میں اس کی حالت پہ حیران ہوتا وہ آگے بڑھ آیا۔

☆☆

اک دیا ایسا بجھا ہے مجھ میں
اب کے نوحہ گر ہوا ہے مجھ میں

عکس در عکس بکھرنا ہے مجھے
جانے کیا ٹوٹ گیا ہے مجھ میں
نہ کوئی خواب نہ آنسو نہ خیال
اب کے عجیب قحط پڑا ہے مجھ میں

آج عمارہ کا سوئم تھا رباب کو ہاسٹل پہنچاتے ہی انہوں نے عمارہ کو بھی ایڈمٹ کروا دیا تھا مگر کوشش کامیاب نہیں ہوئی ٹھیک دوسرے دن وہ خالق حقیقی سے جا ملیں ڈاکٹرز کے مطابق ان کی موت فالج کے اٹیک کے باعث ہوئی تھی۔

تجل نہ رو سکتی تھی نہ ہنس سکتی تھی بقول شاعر ایک اور دریا کا سامنا تھا مجھ کو ایک اور دریا کی پار اترا تو میں نے دیکھا۔ رباب آئی سی یو میں تھی کسی کو بھی ملنے یا دیکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ آج چوتھا روز تھا۔ تجل کو بغیر کھائے پیئے حالانکہ سب نے کتنی منتیں کی تھیں ایک نوالہ ہی کھا لو فہد بھی اس کے پاس آ گیا تھا۔

"تجل پلیز کھا لو ناں دیکھو چچی کی روح کو کیوں تکلیف دیتی ہو پیٹ سے کیوں دشمنی کر رہی ہو" وہ نوالہ بنا کر اس کے منہ میں دینا چاہتی تھی۔ تجل نے آنکھیں اٹھا کر اس کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور نوالہ اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔

"تم قاتل ہو تم قاتل ہو" وہ کمرے میں بھاگی تھی۔ فہد پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

فگار پاؤں میرے اشک نارسا میرے
کہیں تو مل مجھے اے گمشدہ خدا میرے

آج مسلسل اٹھائیس دن ہو گئے تھے اسے کومے میں گئے ہوئے ڈاکٹرز کے مطابق سر میں کسی سخت ضرب کی وجہ سے اس کا ذہن بے ہوشی میں ڈوب گیا تھا تجل اچھی طرح جانتی تھی وہ ضرب کون سی تھی سب باقاعدگی سے رباب کو دیکھنے آ رہے تھے۔ تجل نے تو باقاعدہ کسی جوگن کی طرح یہاں ڈیرا ڈال لیا تھا سب سمجھا سمجھا کر تھک جاتے کہ گھر جا کر تھوڑی دیر آرام کر لو پر وہ اس سے مس نہ ہوتی۔

"اگر رباب کو ہوش آ گیا تو مجھے نہ پا کر وہ پریشان ہو جائے گی آپ سب جائیں میں اس کے پاس رہوں گی۔" وہ ہٹ دھرمی سے کہتی سب حیران ہوتے یہ نرم خو مہربان تجل نہیں تھی یہ تو رباب کا پرتو تھی ضدی رباب کا دوسرا عکس۔

سب کے جانے کے بعد وہ کرسی گھسیٹ کر رباب کے بستر کے قریب لے آتی اور ٹکٹکی باندھ کر

رباب کے پٹیوں میں جکڑے چہرے کو پیار سے چھوتی اس کے ایک ایک نقش کو اپنے اندر اتارتی رباب کے زخم تیزی سے بھرتے جارہے تھے تجل دن رات ایک ہی دعا مانگتی کہ رباب کو ہوش آجائے۔

اور پھر اس روز رباب کو ہوش آہی گیا تجل نے اس کے گلے لگ کر عمارہ کی موت کا بتایا تجل تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی حیرت کی بات یہ تھی کہ رباب کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہیں ٹپکا تھا حالانکہ تجل کو اس بری طرح روتے دیکھ کر کئی ڈاکٹرز کی بھی آنکھیں نم ہوگئی تھیں۔ اس کے ہوش میں آنے کے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔

چراغ جلتے بھی کیسے جو ہواؤں کی زد میں تھے
جو بے خطا تھے ہم تو کیوں سزاؤں کی زد میں تھے
اب کے تو کوئی پیڑ بھی کہیں ہرا نہیں ملا!!
سارے دل کے موسم اپنے خزاؤں کی زد میں تھے

رات تایا اور تائی چھوٹے چچا کے ساتھ ان کے پورشن میں آئے رباب انہیں دیکھ کر یونہی بستر پر پڑی رہی۔

”تجل ہم نے رباب کا رشتہ طے کر دیا ہے اس واقعے کے بعد ہمیں بہت خوف تھا سب کا خیال ہے کہ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے اس گھر میں اور بھی لڑکیاں ہیں کل کلاں کو ان کی بھی شادیاں ہونی ہیں۔ رباب کی شادی کے بعد یہ کام آسان ہو جائے گا کل لڑکے کی بہنیں آرہی ہیں تم مل لینا اور فکر مت کرنا ہم سب تمہارے اپنے ہیں۔“ تایا دھیرے دھیرے کہہ رہے تھے تجل کو قدرت کی اس ستم ظریفی پر ہنسی آگئی۔

شادی کی تجویز بھی رقیہ کے سازشی ذہن کی پیداوار تھی ان کا خیال تھا کہ تندرست ہونے کے بعد رباب بے نیام تلوار کا سلوک کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ اپنا حصہ بھی طلب کرے اسی خوف نے انہیں دیوروں اور دیورانیوں سے مشورہ کرنے پر مجبور کیا سب کا مشورہ تھا کہ کچھ دے دلا کر رباب کی شادی کر دی جائے‘ عطیہ میکے آئی تو اس نے بتایا کہ کچھ لوگ ہیں اس کی ساس کے جاننے والے جنہیں اپنے لڑکے کے لئے لڑکی کی تلاش ہے خاندان میں جب بھی اس لڑکے کی بات چلتی ہے کوئی رشتہ دینے کو تیار نہیں ہوتا لڑکا پہلے سے شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے سب ہی کہتے ہیں اس نے پہلی بیوی کو قتل کیا ہے میں نے اس کی بہنوں سے رباب کا ذکر کیا اور ساتھ اس کی حادثے کا بھی بتایا ہے وہ دل و جان سے آنے کے لئے تیار تھیں پھر میں نے سوچا پہلے آپ سے

مشورہ کرلوں' اس نے بتایا تو رقیہ کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

دوسرے روز لڑکے کی بہنیں آئی تو انہوں نے صاف صاف اپنے بھائی کے بارے میں بتایا' رقیہ نے بھی رباب کے بارے میں سچ بولنے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا۔

"ٹھیک ہے مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔" سلوط اور تگی کی آنکھیں چمک رہی تھیں گھر آ کر وہ خوب ہنسیں۔

"اب مزا آئے گا' بھائی سکون کو ترس جائے گا لڑکی کی تائی نے بتایا ہے کہ جس گھر میں جائے گی اندھیر اکر دے گی نحوست پھیلا دے گی اور ہم دیکھیں گے تماشا۔"

ادھر رقیہ رفعت اور آمنہ بھی خوش تھیں۔

"سنا ہے کہ لڑکے کے غضب سے سب پناہ مانگتے ہیں اپنی رباب کو دبا کر رکھے گا دال آٹے کا بھاؤ پتہ لگ جائے گا اوپر سے دو بچوں کو سنبھالنا پڑے گا۔ ماں کے گھر کے عیش یاد آئیں گے چوں بھی نہیں کر سکے گی۔ سارا دم خم ابھی سے نکل جائے گا ہونہہ افشاں اور خمار پر الزام لگاتی تھی پھاپھا کٹنی کہیں کی' یہ نہ ہو رباب کا ہونے والا شوہر کہیں ان گن ملنے پر اس کا پتہ ہی نہ صاف کر دے۔"

☆☆

یہ میری انا کی شکست ہے نہ دوا کرو نہ دعا کرو
جو کرو تو بس یہ کرم کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو
وہ جو ایک ترکش وقت ہے ابھی اس میں تیر بہت سے ہیں
کوئی تیر تم کو نہ آ لگے میرے زخم دل پہ نہ یوں ہنسو

"گڑیا اٹھو نیچے ڈرائنگ روم میں تمہاری نندیں آئی ہیں۔" یہ اطلاع دیتے ہوئے تجل کا دل کٹ سا گیا وہ پس وپیش کیے بغیر اس کے ساتھ ہو لی سلوط اور تگی تولتی آنکھوں سے رباب کا جائزہ لے رہی تھیں۔ عطیہ اور اس کی ساس بھی ان کے ساتھ آئی ہوئی تھیں موموٗ عریشہ' خمار اسماء سب ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"یہ ہیں رباب" عریشہ نے طنزیہ انداز میں اس کی آمد پر تعارف کرایا۔ رباب سمٹ کر بیٹھ گئی عریشہ موموٗ عطیہ 'سلوط اور تگی سے کھسر پھسر کر رہی تھیں تجل کا چہرہ باوجود ضبط کے سرخ ہوا جا رہا تھا جب کہ وہ جس کے بارے میں یہ گوہر افشانیاں کی جا رہی تھیں خاموش بیٹھی تھی تجل کا جی چاہ رہا تھا اس کی بے حسی پر اسے جھنجھوڑ ڈالے وہ کیوں ایسی ہو گئی ہے کیوں اتنی مسکین اور قابل رحم نظر آنے لگی ہے۔

''نجل ایک گلاس پانی مل جائے گا'' وہ عدنان کی آواز پر چونک گئی جو اس سے پانی مانگ رہا تھا وہی لمبے بالوں والا عدنان جسے رباب مریخی مخلوق کہا کرتی تھی۔

''رباب آپ اتنی خاموش کیوں ہیں'' وہ اٹھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا اتنے میں نجل اس کے لئے پانی لے آئی۔

''آپ اس رشتے سے انکار کردیں آپ کو خبر نہیں کہ وہ کتنا ظالم ہے سنگدل آدمی ہے ایک بیوی کو قتل کرچکا ہے کسی طرح بھی آپ انکار کردیں میں اس لئے آنٹی کے ساتھ آیا ہوں کہ حقیقت آپ کو بتاؤں۔'' کھلنڈرا سا عدنان کتنا بڑا اور پرخلوص لگ رہا تھا۔

''مگر ہم کیسے انکار کریں یہ ممکن نہیں۔'' نجل کمزور لہجے میں بولی جب کہ رباب اسی طرح خاموش تھی۔

''سچ وہ اس نازک سی لڑکی کا حشر خراب کردے گا۔ درندہ ہے درندہ' آپ میری بات سمجھ کیوں نہیں رہی ہیں۔'' وہ دلسوزی سے بولا۔

جاتے جاتے سلوط رباب کے ہاتھ پر پانچ ہزار روپے رکھ گئی جس کا مطلب تھا کہ اب ہم جلدی آئیں گے مسز جواد کو بھی علم ہو گیا تھا کہ رباب کی شادی ہو رہی ہے وہ آئی تھیں حیرت انگیز طور پر آج سب کا سلوک ان کے ساتھ بہت اچھا تھا۔

''کل رباب کی شادی کو جوڑا تم ڈیزائن کرنا' میں تمہیں گفٹ کردوں گی کل میرے ساتھ بازار جانا اور تمام میٹیریل خرید لینا میں ثوبی اور فوزی کو بھی تمہارے ساتھ لگا دوں گی۔'' وہ خلوص سے بولیں تو وہ انکار نہ کرسکی۔

دوسرے روز جب وہ ان کے گھر گئی تو انہوں نے احتشام کے ساتھ اسے بازار بھیج دیا۔ احتشام سے کتنے دنوں بعد اسے دیکھا تھا نگاہیں سیراب ہی نہیں ہو رہی تھیں۔

''کل آپ نے انکار کر کے اچھا نہیں کیا ہے' کیا تھا اگر آپ میری ہم سفر بن جاتیں۔'' وہ ٹوٹے لہجے میں بولا تو نجل کی نگاہیں اپنے ہاتھوں کی لکیر پر جم گئیں وہ اسے کیا آس دلاتی بہن کا دکھ دل کو کھائے جا رہا تھا جو مردوں کی طرح خاموش اور سرد ہو گئی تھی۔

رباب کی سسرال کی طرف سے آئی شاہانہ بری دیکھ کر سب خواتین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں سلوط اور نگی نے دلاسا دیا تھا۔

''بھائی کے ارمان تو نکلنے دیں بعد میں دیکھے گا۔'' وہ مکاری سے ہنسی تو ان کے دل کو اطمینان ہوا زیادہ مہمانوں کو نہیں بلایا گیا تھا صرف لڑکے والے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ادھر رباب کی

طرف سے سب گھر والے تھے پھر بھی ہر فنکشن ارینج کیا گیا تھا۔
تجل رباب کے گیلے بالوں کو ڈرائر سے سکھا رہی تھی مہندی اس نے رات ہی میں اس کے ہاتھ پاؤں پہ لگا دی تھی رباب کو سجانے کے لیے لڑکے نے بیوٹی پارلر میں بکنگ کروا دی تھی مگر تجل نے کہا تھا کہ میں خود اپنی بہن کو تیار کروں گی سب مان گئے تھے ویسے بھی اسے دلہنیں سجانے کا تجربہ تھا پر آج اپنی بہن کو سجاتے ہوئے اس کا دل خون ہوا جا رہا تھا وہ رباب کو ایک عیاش قاتل کے لیے سجا رہی تھی جو سنگدل اور ظالم بھی تھا۔
"رباب رو لو جی بھر کر رو لو تاکہ اندر کی آگ بجھ جائے۔" وہ ڈرائر رکھ کر دوزانو اس کے سامنے بیٹھ گئی اف رباب کی خالی خالی نگاہوں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑا دی۔
"رباب رو لو آخری بار رو لو۔" اس نے اس کے ہاتھ تھام لیے اس کی بے حسی پہ تجل بے اختیار اس کے گلے لگ گئی وہ بہن کو دیوانہ وار پیار کر رہی تھی کہ شاید یہ پتھر پگھل جائے مگر رباب سوکھی آنکھیں لیے بیٹھی رہی جب نکاح کے وقت تایا بڑے چچا اور چھوٹے چچا مولوی صاحب ساتھ اس کے پاس آئے تو تایا نے بے اختیار رباب کو اپنی آغوش میں سمیٹ لیا تھا انہیں یوں لگا جیسے کوئی گلیشئر ہے جو انہوں نے گلے لگایا ہے چچا واحد اور چچا اسرار نے بھی باری باری سر پہ ہاتھ پھیر کر دعائیں دی۔
کھانے کے بعد رباب کو باہر لا کر بٹھایا گیا دولہا کا بڑا بیٹا جو تقریباً ڈھائی سال کا تھا وہ بھی باپ کے ساتھ آیا ہوا تھا تجل نے پہلی بار اپنے بہنوئی کو دیکھا تھا کیونکہ وہ کسی بھی فنکشن میں نہیں گئی تھی اسے یوں لگا کہ اگر وہ گئی تو پیچھے رباب خود کو کچھ نقصان نہ پہنچا لے۔ اسی ڈر نے اسے وہاں جانے سے باز رکھا تھا۔ سفید کڑکڑاتے شلوار سوٹ، سنہری کھسے اور مضبوط جسامت سمیت وہ اسے بہت بلکہ بہت ہی اچھا لگا اس کے بارے میں سنی گئی تمام باتیں اسے جھوٹ لگ رہی تھیں وہ اتنا شاندار سا مرد بھلا کیسے قاتل ہو سکتا ہے اس کی مسکراہٹ بھی غضب کی تھی اس پہ اس کے بیٹھنے کا اسٹائل آفت تھا۔ عریشہ، عطیہ، موصوب کے شوہر اس کے مقابلے میں ایویں سے لگ رہے تھے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی ریاست کا بے تاج بادشاہ ہے وہ کہیں سے بھی بچوں کا باپ نہیں لگ رہا تھا ہاں رباب سے وہ نو دس برس بڑا ضرور تھا۔
"بڑی بہن کے بجائے چھوٹی کی شادی پہلے کیوں ہو رہی ہے حالانکہ لڑکا بڑی بہن کے جوڑ کا ہے۔" کسی مہمان خاتون نے آمنہ سے سوال کیا۔ یہ عطیہ کی ساس کی دور پرے کی رشتہ دار تھیں انہیں اس معاملے پہ حیرت ہوئی ہی تھی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ عیب دار کے لئے عیب دار اور مومن کے لئے مومن" آمنہ نے قہقہہ لگایا اور وہ انہیں دیکھنے لگیں۔

"بڑی بہن بھی کم نہیں ہے" رفعت نے رازدارانہ انداز میں بتایا۔ لوگوں کی اکثریت پوچھ رہی تھی کہ بڑی کے بجائے چھوٹی کی شادی کیوں ہو رہی ہے۔ رباب میرون اور آف وائٹ کامبی نیشن کے راجھستانی سوٹ میں بے پناہ حسین لگ رہی تھی اس کی نوعمری اور معصومیت نے اسے عجب سا نکھار دے دیا تھا تجل نے بڑی مہارت سے اس کا میک اپ کیا تھا ہر ایک کی زبان پر تعریفی کلمات تھے۔ تجل نے دودھ پلائی کے بعد بہنوئی سے کوئی نیگ وغیرہ طلب نہیں کیا جس پہ اسے خاصی حیرت ہوئی وہ خالی گلاس لے کر اندر غائب ہوگئی تھی اس کا بیٹا سلجوق دولہن کو بڑے اشتیاق سے دیکھے جا رہا تھا بار بار وہ اس کا چہرہ چھوتا اور اس کی کلائی میں پڑی چوڑیوں کو چھیڑتا۔
رخصتی دیر سے عمل میں آئی تجل نے بڑی مشکل سے خود کو رونے سے روکا ہوا تھا۔ ریحان اور اس کے چچا نے اسے سہارا دے کر گاڑی میں بٹھایا۔ تجل کی آنکھیں سمندر ہوئی جا رہی تھیں۔ "فی امان اللہ" جاتی گاڑی کو دیکھ کر اس کے لبوں سے نکلا۔

☆☆

بھولا دین لوگوں کو
بے قرار آنکھوں کو
واپس قدموں کو
کس طرف بھی لے جائیں راستوں کی مرضی ہے
بے نشان جزیروں پر
ویران شہروں میں
بھولے بھالے مسافر کو
اس طرف بھی بھٹکا دیں راستوں کی مرضی ہے
الجھی کوئی لا کر
اجنبی بنا ڈالیں
اس کی ساری
خاک میں ملا ڈالیں راستوں کی مرضی ہے
کوئی لا کر ہم سفر بنا ڈالیں،

ساتھ چلنے والوں کی
راکھ بھی اڑا ڈالیں
یا مسافتیں ساری
خاک میں ملا ڈالیں
راستوں کی مرضی ہے

پھولوں سے سجی راہداری سے گزر کر سلوط اور نگین اسے اندر لے آئیں
اندر کمرا بھی گلابوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا کہیں کہیں موتیے کی ادھ کھلی کلیاں بھی نظر آ رہی تھیں
سامنے والی دیوار پر گلاب اور موتیے کے پھولوں کو باہم ملا کر دل کی شکل پر ان دونوں کا نام لکھا
گیا تھا کمرے کی سجاوٹ کو دیکھ کر مکین کے اعلیٰ ذوق کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

"میں سلجوق اور ہانی کو لے کر جا رہی ہوں اب صبح ملاقات ہوگی" سلوط چلی گئی نگی بھی اس کی
ضرورت کی چیزیں ڈریسنگ روم میں چھوڑ کر رخصت ہوگئی جانے سے پہلے اس نے رباب کو
زبردستی کھانا کھلایا تھا۔ اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں ذہن سوچوں
جزیرے میں غوطے کھا رہا تھا وہ چونکی قدموں کی آہٹیں اسی کمرے کی طرف آ رہی تھیں وہ سیدھی
ہوگئی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا۔

"میں ذرا فریش ہو جاؤں پھر بات کرتے ہیں۔"

لمحہ بھر کو وہ بیڈ کے قریب ٹھہر کر مڑ گیا رباب کو بھی بیوی کے قاتل اور درندہ صفت شخص کو دیکھنے کی
خواہش تھی کیسا جی دار شخص تھا ایک کو مار کر دوسری لے آیا تھا شاید کل دوسری کو مار کر تیسری لے آ
اس نئے خیال نے اسے خوفزدہ نہیں کیا تھا گزشتہ تین چار ماہ سے اس نے خوف کے دو
نمونے دیکھے تھے کہ اب خوف کا لفظ ہی اس کے لئے بے معنی ہو گیا تھا خوف کی اندھی تار
گھاٹیوں میں پڑے پڑے اس کا ذہن روشنی سے اکتانے لگا تھا۔ کمرے میں کسی زبردست
پرفیوم کی خوشبو پھیلی جو واش روم سے برآمد ہونے کے بعد اس نے اپنے اوپر چھڑکا تھا۔

"میں نے سوچا آپ پر پہلا امپریشن اچھا پڑنا چاہیئے" اس نے تکیہ اٹھایا اور پیچھے سیٹ کر
اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ رباب کو اس کی آواز جانی پہچانی سی لگی پر اس کا ذہن درست جواب
دے رہا تھا۔

"سب ہی کہہ رہے تھے کہ دولہن بڑی پیاری ہے اور تو اور میرا بیٹا سلجوق بھی کہہ رہا تھا
دولہن اے ون ہے" اس نے شریر لہجے میں بولتے ہوئے رباب کا زرتار آنچل کھسکایا۔

''اوہ تو دس از اسپاسیبل'' سبکتگین کے منہ سے نکلا اس کی یادداشت اتنی خراب بھی نہیں ہوئی تھی کہ تین چار ماہ قبل تھانے آنے والی لڑکی کو بھی نہ پہچان پاتا اس کو اس نے لہولہان چہرے کے ساتھ بھی پہچان لیا تھا آج کیا مشکل تھی رباب نے آنکھیں کھول دیں سامنے حقیقت بنا وہ جلاد صفت اے ایس پی تھا جس کے بید کی ضرب کا نشان ابھی تک اس کی پشت پر موجود تھا۔

''تو یہ تم ہو'' وہ نفرت سے بولا۔

''اور میں بھی جان گئی ہوں کہ یہ تم ہو'' رباب کا دل اس سے بھی زیادہ نفرت سے بولا۔

''میں اپنی خواہش سے نہیں آئی ہوں لائی گئی ہوں'' وہ لہنگا سنبھالتی نیچے اتری اس کے پاؤں کی پائل کنکنائی چوڑیاں بج اٹھیں۔

''سنو ساتھ ہی دوسرا کمرا ہے وہاں سو جاؤ'' وہ جانے کیا سمجھ رہا تھا بول پڑا۔

''میں باہر ہی جا رہی تھی'' وہ مڑی اس کی کمر میں شاخ گل کی سی لچک تھی۔ وہ اس اتفاق پہ خوش نہیں لگ رہا تھا دو لڑکیوں پر اسے افشاں اور خمار کا گمان ہوا تھا دوبارہ پھر وہ اس کے سامنے ہی نہیں آئیں۔ اس روز جب وہ چلا گیا تھا تو بعد میں انسپکٹر مراد نے اسے بتایا کہ لڑکیوں کی بیک بہت مضبوط تھی وہ چلی گئی تھیں اسے بہت غصہ آیا تھا اس کا خیال تھا کہ ان پکڑے جانے والے لڑکے لڑکیوں سے ویڈیو مافیا کے خلاف اہم مواد اور کلیو مل سکتا ہے مگر مراد نے اسے ان کے چھوڑے جانے کی خبر سنا کر بدمزا کر دیا تھا حالانکہ ان کی رہائش گاہ سے اچھی خاصی تعداد میں بلیو فلمیں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ ویڈیو مافیا ہر طرف چھائی ہوئی تھی خاص طور پر نوجوان نسل ان کا ٹارگٹ تھی اسکول و کالج جانے والے لڑکے مکمل طور پر ان کے چنگل میں پھنسے ہوئے تھے ماں باپ سمجھتے تھے کہ بیٹا اسکول گیا ہے اور قوم کا یہ نونہال پانچ دس روپے دے کر ایک گھٹیا سے تاریک کمرے میں بیٹھا اپنی ذہنی بالیدگی کو زہر آلود کر رہا ہوتا اسکول و کالج میں حاضریاں کم اور ان منی سینما گھروں میں جو گلی گلی اور محلے میں واقع تھے، لڑکوں کی حاضریاں زیادہ ہوتیں کسی کو احساس ہی نہیں تھا کہ نوجوان نسل تباہی کی آخری انتہا پر جا رہی ہے ان فلموں کی بدولت نوجوانوں میں نئی نئی بیماریاں پیدا ہو رہی تھیں آنکھوں سے شرم و حیا رخصت ہو رہی تھی دل سے احترام آدمیت اور انسانیت کا درد ختم ہوتا جا رہا تھا خواتین کی عزت کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی تھی۔

لڑکے تو لڑکے اب لڑکیاں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی تھیں محلے کی ہر ویڈیو شاپ سے دس سے بیس روپے دے کر وہ بھی یہ فلم دیکھ سکتی تھیں اس مافیا نے لڑکیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا والدین بے فکر تھے انہوں نے کبھی اسکول یا کالج جا کر اپنے بچوں اور بچیوں کی تعلیمی سرگرمیوں

کے بارے میں نہیں پوچھا تھا کبھی راتوں کو اٹھ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ دو دو بجے تک ان کے بچے کون سا پروگرام دیکھ رہے ہیں کتابیں آگے رکھ کر کمرا بند کر کے کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ کالج ٹائم سے لیٹ کیوں آتے ہیں اس کا شکار عموماً ہائی کلاس کے لڑکے لڑکیاں تھے یا جن کی جیب میں زیادہ پیسہ تھا کسی کے پاس وقت ہی نہیں تھا جو یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا کہ بچوں کی دوستی اور اٹھنا بیٹھنا کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے یہ آئے روز جیب خرچ بڑھانے کا مطالبہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ کسی کو کیا خبر کہ اولاد کمبائن اسٹڈی کی آڑ میں کیا کر رہی ہے ایک تباہی تھی جو ایٹم بم سے بھی زیادہ تباہ کن تھی۔

سائنس نے بہت ترقی کی جو ممالک ترقی کے زینے طے کرتے گئے ان کے ہاں اخلاق کا معیار گھٹتا گیا.... کسی نے نوجوانوں کی اخلاقی ترقی پر زور نہیں دیا نہ ریسرچ کی کہ اس اخلاقی تباہی کی کیا وجوہات ہیں معاشرہ دن بدن زمانہ قدیم کے غاروں کا منظر پیش کر رہا تھا اس کی ایک وجہ مذہب سے دوری اور والدین کی چھوٹ تھی سارا گھر مزے سے غیر ملکی فلم دیکھ رہا ہے درمیان میں عشاء کی اذان ہوئی کسی نے نماز پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی بھائی بہن ماں باپ سب محو ہیں فلم میں والدین تو اولاد کے لئے نمونہ عمل ہوتے ہیں خود بچوں کے لئے اچھے کام کر کے مثال نہیں بنتے بچے کہاں سے اچھے کام سیکھیں حدیث شریف میں ہے کہ:

"بچہ جب سات سال کا ہو تو اسے نماز سکھاؤ اور دس سال تک اگر وہ نماز نہ پڑھے تو اسے مار مار کر پڑھاؤ۔"

سات سال کے بچے سے کسی بھی ہیرو ہیروئن کا نام پوچھ لیں وہ فرفر بتائے گا پر اسے نماز کی رکعتیں یاد نہیں ہوں گی دس سال کا ہو کر وہ مزے سے فلم دیکھ رہا ہے کوئی اسے مار کر نماز نہیں پڑھا رہا ہے مائیں بڑے فخر سے بتاتی ہیں۔

"میری نو سالہ بچی تو بالکل غیر ملکی ہیروئن کی طرح ناچتی ہے" لڑکے لڑکیوں کے ہاتھوں میں تیس روپے کی گانوں کی کیسٹیں ہوتی ہیں جو وہ فخر سے دوستوں کو دکھا رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے کل ہی خریدی ہے کسی کے ہاتھ میں ڈھونڈنے سے بھی اسلامی کتاب نظر نہیں آئے گی قصور آخر کس کا ہے؟

سبکتگین کو بہت غصہ آیا تھا دل تو بہی چاہ رہا تھا کہ ابھی وہ لڑکیاں دوبارہ سامنے آ جائیں تو وہ مار مار کر بھرکس نکال دے۔ لڑکیاں بھی تو اپنی حدود پار کر گئی تھیں۔ ان میں سے ایک لڑکی کتنی بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ جھٹ اسے آفر دی تھی پر چانے کی کوشش کی تھی وہ تینوں میاں

اپنے حسن و خوبصورتی کے تمام ہتھیاروں سے لیس تھیں ہاں وہ چوتھی لڑکی میک اپ سے مبرا تھی اس کا لباس بھی شریفانہ تھا اسٹوڈینٹس والا حلیہ تھا چہرے پہ الھڑ پنے کی تازگی تھی۔ معصومیت تھی پکا پن نہیں تھا جو باقی تین لڑکیوں کے چہرے پر تھا بہر حال تھی تو وہ بھی ان کی ساتھی جس کے بارے میں وہ تینوں کہہ رہی تھیں کہ وہ اپنے دوست کے ہمراہ ریوالور دکھا کر انہیں زبردستی لے گئی تھی۔

پھر اسے ہاسپٹل میں لہولہان دیکھ کر وہ حیران بھی ہوا تھا مگر اسے رحم ہرگز نہیں آیا تھا کیونکہ وہ رحم کے قابل بھی نہیں تھی اور آج وہی لڑکی زندہ، تلخ حقیقت بنی سامنے تھی کیا وہ بالکل ہی آنکھیں بند کئے ہوئے تھا جو وہ آرام سے اس کی ہم سفر بن گئی تھی کم از کم ایک بار وہ اسے دیکھ ہی لیتا یوں دھوکا نہ کھاتا کیا بھری دنیا میں یہی ایک لڑکی اس کے لئے بچی تھی جو فحش فلمیں دیکھنے اور اخلاق سوز حرکات کے الزام میں پکڑ کر لائی گئی تھی۔ اسے سلوط اور تنگی کے آگے یوں سرنگوں نہیں ہونا چاہیے تھا مانی اور سلجوق کا کیا تھا ٹل ہی جاتے پر وہ یوں کڑوا گھونٹ پینے پر مجبور تو نہ ہوتا۔

ہاں! کیا ہم ٹھہرے
اے ناداں بڑے بے حس
سدا ہو درد سے بوجھل
ہمیں دشتی بہت خود بیں
ہمیں اپنے کرب سے واقف
کہاں فرصت کہ ہم سوچیں
کسی کے درد کو کھوجیں
کسی کی ہم کو کیا پروا
کسی کے غم سے کیا رشتہ
ہمارا دل نہیں رکتا
ہمیں طوفان جھیلے ہیں

شادی کے کارڈز چونکہ پہلے ہی چھپ کر تقسیم ہو چکے تھے اس لئے سبکتگین کو یہ تقریب اہتمام سے کرنی پڑی اس کی سابقہ سسرال میں سے ایک شخص بھی نہیں آیا تھا۔ سبکتگین کے کولیگ اور ان کی بیویاں اسے مبارکباد دے رہی تھیں۔

"ماشاء اللہ خوبصورت اور کم عمر ہے تمہاری دولہن۔" مسز اشمل نے سبکتگین کی طرف رو ئے سخن کیا۔

"ہوں" اس نے ہوں پر اکتفا کیا۔

"بچوں کو سنبھال لے گی۔" یہ مسز راحت تھیں۔

"تم تو بڑے لکی ہو دوسری بار اتنی پیاری سی لڑکی ملی ہے ہمیں تو پہلی بار بھی....." اشمل نے داد دی تو مسز اشمل نے انہیں گھور کر دیکھا وہ خاموش ہو گئے۔

رقیہ، آمنہ، رفعت، سبکتگین کے ملنے جلنے والوں سے مرعوب سی دکھائی دے رہی تھیں گھر بھی اتنا زبردست اور رئیسوں والا تھا ان کا خیال تھا کہ وہ رشوتیں لیتا ہے ورنہ ایک ڈی ایس پی کی تنخواہ ہوتی ہی کتنی ہے جو وہ اتنی سی عمر میں ایسا عالیشان گھر بھی بنا لے بہر حال وہ رباب کی تباہی کی خواہاں تھیں اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی انہیں چین نہیں آیا تھا۔ تجل رباب کے چہرے پر کچھ تلاش کر رہی تھی۔ وہاں سناٹے کے سوا کچھ نہیں تھا شاہانہ جوڑے اور قیمتی جیولری پہننے کے باوجود سوگوار لگ رہی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے شہزادی کے جسم کی کچھ سوئیاں ابھی نہیں نکلی ہیں پھر اس نے سبکتگین کے چہرے کو کھوجا جو دوستوں کے گھیرے میں قہقہے بکھیر رہا تھا وہاں ایک آسودگی کا احساس تھا جیت کا نشہ تھا۔

'رباب بے وقوف بھی تو بہت ہے۔" اس نے دل کو تسلی دی تھی۔ جب سب کھانے کے لئے چلے گئے تو تب وہ اس کے قریب آئی رباب کی نگاہ اپنی ہتھیلی پہ لگی مہندی کے نقش و نگار میں الجھی ہوئی تھی۔ وہ کل سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھی مگر اس کے حسن میں پر اسراریت اور سوگواری رچی ہوئی تھی۔

"رباب کیسا فیل کر رہی ہو۔" اس نے چاہت سے اس کے ہاتھ تھامے۔

"میرے پاس محسوس کرنے والی حس ہو گی تو محسوس کروں گی ناں۔" اس نے عجیب سا جواب دیا اتنے میں اس کی دوسری کزنز بھی قریب آ گئی تھیں۔

"رباب دکھاؤ تو ذرا رونمائی میں کیا ملا ہے۔" موسو اور عریشہ اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں۔

"مجھے وہ ملا ہے جو کم از کم آپ کو نہیں ملا ہو گا۔" اس کے لہجے کی کاٹ بہت شدید تھی۔

"رسی جل گئی بل نہیں گیا۔" موسو طنزیہ لہجے میں بولی تو تجل کسی نئی لڑائی کے خیال سے گھبرا گئی۔

"پلیز موسو مہمانوں اور موقع کی نزاکت کا ہی دھیان کر لیں۔" وہ ملتجی انداز میں بولی سبکتگین ادھر ہی آ رہا تھا شاید سلجوق اس کی انگلی تھامے ہوئے تھا وہ پھر کمرے کی طرف مڑ گیا سب مہمان رخصت ہو گئے تھے۔ سبکتگین اکیلا کھڑا تھا تجل اس کے قریب چلی آئی۔

"بھائی جان رباب بہت حساس ہے اس کا خیال رکھیے گا کہ کہیں اسے کوئی ٹھیس نہ لگ جائے اب زندہ تھیں تو کبھی اسے سخت لہجے میں ڈانٹا تک نہیں' میں آپ سے بھی یہی توقع رکھوں گی۔" اس کے لہجے میں بے پناہ یقین تھا۔

"اچھا اندر تو چلیں تجل بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔" اس نے موضوع بدل دیا اور اسے رباب کے پاس لے گیا جو بیٹھی چوڑیاں اتار رہی تھی۔

"اوہوں ابھی نہیں۔" اس نے بہن کو روکا۔ سبکتگین بھی ان دونوں کے سامنے بیٹھ گیا تجل چکن کے ہاتھ کے بنا رہی تھی سبکتگین نے ہی اسے کہا تھا۔

"رباب ہم نے تمہارے لئے جو راست چنا ہے اسے کہکشاں بنانا تمہاری ذمہ داری ہے کسی کی باتوں میں مت آنا سبکتگین بھائی بہت اچھے ہیں اور بھائی جان ہمارے اس طوطے کا بہت زیادہ خیال رکھیے گا۔" وہ ماحول پہ چھائی سنجیدگی قصداً توڑتے ہوئے رباب کا پیار کا نام ظاہر کر گئی جس پہ اسے بہت غصہ آیا کہ بھلا کیا ضرورت تھی اسے یہ نام بتانے کی۔

"جیسے آپ کا حکم ویسے بھی مجھے علم ہے کہ آبگینے ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتے ہیں۔" تجل نے اسے دیکھا۔

"اوہ بس اپنی امانت اس نے تو جان عذاب میں کر رکھی تھی۔"

اولاد نے چار ساڑھے چار ماہ کا ایک خوبصورت اور صحت مند سا بچہ اس کی گود میں ڈالا۔

"دلہن آپی یہ ہانی ہے میرا بھائی پیارا ہے ناں۔" سلجوق نے پوچھا سلوط اور نگی اس کے آپی کہے جانے پہ جز بز سی ہو گئیں۔

"بیٹا یہ آپی نہیں ممی ہے تمہاری۔" انہوں نے ٹوکا۔

"نہیں آنٹی انکل کہتے ہیں یہ ممی نہیں آپی ہیں تمہاری۔" سلجوق نے اپنی دانست میں بڑے پتے کی بات کہی۔

"کب کہا اس نے تمہیں ایسا۔" نگی کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔

"ابھی ہی کہا تھا۔" سلجوق نے بتایا تو رباب اس کی سنگدلی پر تاؤ کھا کر رہ گئی لو بھلا معصوم بچے کو یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ اس کی ماں نہیں ہے سلجوق کا پیا انکل کہنے کا بھی انداز ایسا تھا ٹوکتے تھے پر وہ باز نہیں آتا تھا وہ چٹکلے چھوڑتا کہ وہ حیران رہ جاتیں۔

سب چلے گئے تھے رباب نے کپڑے نہیں بدلے تھے ہانی زور زور سے چلا رہا تھا اور انگوٹھا منہ میں ڈالے چوس رہا تھا۔ یقیناً اسے بھوک لگی ہوئی تھی اسے بستر پہ لٹا کر سلجوق کو اس کا خیال رکھنے کی

ہدایت کر کے وہ بھاگم بھاگ کچن میں آئی سیریلک کا ڈبہ سامنے کاؤنٹر پہ پڑا ہوا تھا ہانی کی چیخیں اور بھی بلند ہوتی جارہی تھیں۔ اس نے بوکھلاہٹ میں فریج سے دودھ نکالا اور سارا جگ پیالے میں الٹ دیا۔ پیالہ بھر جانے کے بعد دودھ باہر نکل کر گرنے لگا پر اس وقت اسے ہوش نہیں تھا۔ اس نے ایک اور پیالہ نکال کر اس میں سیریلک کے چار چمچے ڈالے اور دودھ مکس کرنے لگی۔ جب وہ واپس کمرے میں آرہی تھی تو شرارے میں الجھ کر گرتے گرتے بچی دوپٹہ تن سے چھڑا کر اس نے وہیں باہر ہی پھینک دیا۔ ہانی بے تابی سے ہاتھ پاؤں پٹخ رہا تھا۔

''دولہن آپی بھائی کا فیڈر بیگ میں پڑا ہوا ہے آنٹی دے کر گئی تھیں۔'' سلجوق نے شولڈر بیگ سے اسے ہانی کا فیڈر نکال کر دکھایا۔ وہ آدھا کھا رہا تھا اور آدھا اس کے کپڑوں پر گرا رہا تھا۔ سبکتگین یہ منظر دیکھ کر اندر آگیا۔ ہانی کھا کر پرسکون ہو چکا تھا اور وہیں اس کی آغوش میں لڑھک گیا تھا۔ وہ بھی صوفے پر آرام دہ اسٹائل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہانی کو اس کی نرم نرم آغوش میں اور اسے ہانی کے معصوم وجود میں پناہ مل گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی سو رہی تھی۔ سلجوق سبکتگین کی گود میں بیٹھا اس کے کان کھا رہا تھا۔

''آؤ یار ہم بھی سوتے ہیں۔'' وہ اٹھا تو اس نے روک لیا۔

''اتنی جلدی۔'' وہ ٹھٹکا۔

''میں رات سے جاگ رہا ہوں صبح سے مہمانوں کے ساتھ لگا ہوا ہوں ابھی بھی جلدی ہے۔'' وہ سلجوق کو سمجھاتے ہوئے بولا تو اس نے فوراً سر ہلایا جیسے اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

دوسرے دن بھی سبکتگین گھر پر تھا۔ تینوں وقت کا ناشتا کھانا سلوٹ کی طرف سے آیا تھا وہ کھانا کھا کر برتن کچن میں چھوڑ کر آئی۔ سلجوق اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہی کمرے میں آئی۔ سلجوق تو باپ کے پاس ہی سوتا تھا۔ ہانی کا کمرا الگ تھا۔ اس کے کمرے میں ایک بے بی کاٹ کے علاوہ جہازی سائز ڈبل بیڈ بھی بچھا ہوا تھا۔

''سلجوق کس کے پاس سوؤ گے؟'' اس نے پوچھا۔

''آپ کے پاس۔'' وہ بلا تامل بولا۔ رباب نے بے بی کاٹ میں سوئے ہانی کو اٹھا کر بیڈ پر لٹایا اور پائنتی پر پڑا کمبل کھول کر اسے اوڑھایا۔ سلجوق کے کپڑے بدلوانے کے بعد وہ خود بھی منہ دھونے واش روم میں گھس گئی۔ تولیے سے منہ خشک کرتی وہ باہر نکلی تو ٹھٹک گئی۔ سبکتگین جھکا سوئے ہوئے ہانی کو پیار کر رہا تھا۔

''پپا انکل ہم تو دولہن آپی کے پاس سوئیں گے آپ کہاں سوئیں گے؟'' سلجوق نے اسے دیکھا

اطلاع دی جیسے کہہ رہا ہو کہ اب آپ کیا کریں گے؟

وہ باہر نکل گئی چند منٹ بعد واپس آئی کہ شاید وہ جا چکا ہو مگر وہ تو وہیں تھا اتنے میں فون کی بیل بجنے لگی تو وہ اٹھ کر سننے چلا گیا- رباب نے دروازہ بند کیا اور کمبل میں گھس گئی....

صبح اس کی آنکھ ہانی کے رونے سے کھلی وہ اسے ساتھ اٹھائے کچن میں آ گئی جہاں سبکتگین پہلے سے ہی موجود تھا- وہ ٹیبل پر بیٹھا چائے پی رہا تھا اسے نظر انداز کرتے ہوئے رباب نے فریج سے دودھ نکالا- اب چولہا جلانا مسئلہ تھا کیونکہ ہانی اس سے الگ ہونے کے لئے تیار نہیں تھا وہ ماؤں ڈھونڈ رہی تھی کہ ہانی مچلنے لگا- وہ باپ کے پاس جانے کی ضد کر رہا تھا سبکتگین نے اسے لے لیا تو رباب نے ہانی کے لئے دودھ گرم کیا اس کا فیڈر دھویا- دودھ ٹھنڈا کر کے بوتل میں بھرا-

''اسے مجھے دے دیں-'' وہ نگاہیں جھکائے اس کے قریب آ گئی-

''اس میں اتنا بھنے کی کیا ضرورت ہے-'' سبکتگین نے ہانی کو اس کے بازوؤں میں دینا چاہا پر وہ شاید شرارت کے موڈ میں تھا باپ کے سینے میں منہ چھپانے لگا-

''ہانی یہ دیکھو-'' رباب نے اسے فیڈر دکھایا تو وہ رام ہو گیا- وہ اسے لے کر اندر آ گئی- دودھ پی کر وہ پھر سو گیا- اتنے میں سلجوق بھی اٹھ گیا- وہ اس کے ساتھ دوبارہ کچن میں آ گئی اور چائے کا پانی رکھ کر آملیٹ بنانے لگی- جب تک چائے تیار ہوتی اس نے سلائس بھی سینک لئے-

''دولہن آپی میں پراٹھا کھاؤں گا-'' سلجوق نے فرمائش کر دی اتنے میں سبکتگین بھی چلا آیا- نہایا دھویا خوشبوؤں اور آفٹر شیو لوشن کی تازگی میں بسا وہ کرسی گھسیٹ کر سلجوق کے برابر بیٹھ گیا رباب نے جیسے تیسے اس کی فرمائش پوری کی کیونکہ اسے پراٹھا زیادہ اچھا بنانا نہیں آتا تھا- گرم گرم پراٹھے کا تھرماس رکھ کر جانے لگی تو سلجوق نے ننھے ننھے ہاتھوں سے اس کا آنچل تھام لیا-

''دولہن آپی آپ بھی میرے ساتھ ناشتا کریں ناں-'' اس کی معصوم سی فرمائش وہ رد نہ کر سکی- دل مضبوط کرتی وہ ٹک گئی- جب وہ برتن سمیٹ کر نکل رہی تھی تو وہ تیار تھا- ڈیوٹی پر جانے کے لئے- سلجوق گاڑی تک اس کے ساتھ آیا سبکتگین اسے پیار کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا وہ اور ... چلی گئی- ادھر وہ نکلا ادھر سلوط آ گئی وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی- رباب کو الجھن سی ہونے لگی-

''ناشتا کر لیا ہے-'' اس نے سوال کیا تو رباب نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی-

''بھائی کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ ویسے خوش فہمی میں مت رہنا پہلی بیوی کو تو اس نے ترسا

ترسا گرمارا ہے۔" وہ سرگوشی میں بولی تو رباب عجیب سا محسوس کرنے لگی۔

گھر صاف کر کے اس نے سلجوق اور ہانی کے کپڑے بدلے پھر دوپہر کے لئے کھانا بنانے لگی وہ اب خود فارغ ہو کر بالوں میں برش کر رہی تھی کاموں میں ایسی مگن تھی کہ کنگھی کرنے کا ٹائم ہی نہیں ملا۔

فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی اس نے سلجوق کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"پپا انکل ہیں آپ کو بلا رہے ہیں۔"

"کہہ دو میں نہیں ہوں۔" سلجوق نے جوں کا توں کہہ دیا کہ وہ کہہ رہی ہیں میں نہیں ہوں سبکتگین تپ کر رہ گیا۔

☆☆

"ڈارلنگ یہ تمہاری نئی ممی ہیں" پپا نے پیار سے اس کے رخسار چھو کر اپنے ساتھ کھڑی ایک پیاری سی عورت کا تعارف کرایا تو سبکتگین نے سر اوپر اٹھایا۔

"پپا میری ممی اللہ کے پاس چلی گئی ہیں اور جو اللہ میاں کے پاس چلے جاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے" آپ نے خود مجھے بتایا تھا۔" وہ ناراضگی سے بولا تو انصر فرزا کو دیکھ کر رہ گئے۔

"بیٹا یہ نئی ممی ہیں پرانی والی اللہ کے پاس ہیں یہ اب ہمارے ساتھ رہیں گی کیوں فرزا اب تم ہمارے ساتھ رہو گی ناں۔" انہوں نے تائید چاہی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"مگر میں ان کے ساتھ نہیں رہوں گا یہ گھر میرا آپ کا اور پرانی ممی کا ہے۔" سبکتگین نے یکایک بغاوت کر دی یوں اول روز سے ہی فرزا اور چار سالہ سبکتگین میں ٹھن گئی۔

انصر شبانہ کی وفات کے چار ماہ بعد ہی فرزا سے شادی رچا بیٹھے تھے جس کا شبانہ کے ماں باپ کو بے حد قلق تھا اس کے بیرون ملک مقیم بہن بھائیوں نے بھی ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ ابھی تو آپی کا کفن بھی میلا نہیں ہوا ہے۔ فرزا انصر کی پرسنل سیکریٹری تھی شبانہ کی موت کے بعد اس نے اپنے پاس کے زخمی دل پر اپنی محبت کا مرہم رکھا بہت جلد انصر بیوی کی موت کا غم بھول گئے اور فرزا کی ہوشربا اداؤں کا شکار ہو کر اس سے شادی کا وعدہ کر بیٹھے حالانکہ شبانہ سے انہوں نے لو میرج کی تھی جو محبت دوسرے فریق کی جسمانی خوبیوں سے کی جاتی ہے وہ اسی طرح گرد راہ ہو جاتی جیسے کہ انصر نے کیا تھا۔ شبانہ کی وفائیں اور محبتیں اس کے حسن کا جادو اس کے مرتے ہی بیکار ہو گیا تھا۔ وہ فرزا کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو گئے جس کا انجام شادی پر مکمل ہوا۔

انصر اور فرزا ڈنر پر جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ فرزا تیار ہو کر باہر لاؤنج میں آئی

انہوں ٹی وی دیکھ رہا تھا- فرزا کے گلے میں چمکتے ہیروں کے نیکلس پر اس کی نظر پڑی جو اس کی
ممی کا تھا بس پھر کیا تھا وہ دوڑ کر فرزا سے لپٹ گیا اور نیکلس اس کی گردن سے نوچ کر الگ کر ڈالا-

"یہ میری ممی کا تھا کیوں پہنا آپ نے-" وہ سختی سے اسے دبوچے ہوئے تھا اپنے ہم عمر بچوں
کی نسبت وہ کافی طاقتور تھا غیر معمولی طور پر صحت مند اور خوبصورت سے سبکتگین سے فرزا خار
کھانے لگی تھی اس وقت بھی زور زور سے چیخنا شروع کر دیا- افسر ٹائی کی ناٹ لگاتے لگاتے
بھاگے آئے-

"اس نے مجھے مارا ہے میرا گلا دبایا ہے-" وہ آنسو بھری نگاہوں سے اس کی طرف اشارہ
کر رہی تھی- افسر نے زوردار تھپڑ اسے رسید کیا وہ صوفے پر جا گرا-

"یہ تمہاری ممی ہیں عزت کرواں گی-"

وہ قہر بھری نگاہوں سے اسے گھور رہے تھے پھر انہوں نے محبت سے فرزا کی کمر میں بازو ڈالا
اور اندر لے گئے- آدھے گھنٹے بعد فرزا اور وہ دوبارہ ہنستے مسکراتے برآمد ہوئے فرزا کے گلے میں
وہی نیکلس تھا- سبکتگین روتے روتے وہیں سو گیا تھا-

☆☆

سلجوق اسے زبردستی سبکتگین کے کمرے میں لے آیا تھا پھر انہوں نے مصنوعی لڑائی لڑی
لاتیں لگائیں اور وہیں بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے لگے- ہانی بھی ان کی حرکتوں سے لطف اندوز ہو رہا
تھا بار بار فضا میں ٹانگیں چلاتا اور قلقل کر کے ہنستا- سبکتگین کے آنے کی انہیں خبر ہی نہیں ہوئی وہ
دونوں مزے سے اس کے بیڈ پر بیٹھے تھے- رباب کی گود میں ہانی تھا دوسری طرف سلجوق تھا- اس
نے آہستہ سا دروازہ کھول کر اندر کا جائزہ لیا وہ کارٹونز میں مگن تھے وہ باہر آ گیا- فریش ہو کر یونیفارم
سے جان چھڑائی اور دوبارہ اپنے بیڈ روم میں آیا- دروازہ بند کر کے وہ ان تینوں کی طرف بڑھا-
سلجوق اسے نگاہ ڈال کر دوبارہ کارٹون دیکھنے لگا- ہانی صاحب بھی بے نیاز بنے رہے اور جوان دونوں
کی اور ماں تھی وہ تو تھی ہی بے نیاز- سبکتگین تکیہ لے کر ان کے پیچھے دراز ہو گیا- رباب کا ننھا سا دل
دھک دھک کرنے لگا-

"سلجوق تم اپنے پپا کے پاس جاؤ میں ابھی آتی ہوں-" اس نے بازو کے ساتھ لٹکے سلجوق
کو کہا-

"نہیں-" سلجوق نے پیچھے سے آ کر دونوں بازو اس کی گردن میں ڈال دیے- وہ پیچھے کی
طرف الٹتے الٹتے بچی یہ شکر تھا کہ ہانی بیڈ پر تھا- اس کا دوپٹہ سبکتگین کے اوپر جا گرا تھا اس کا دل

گھبرانے لگا اس نے سبکتگین کے اوپر سے اپنا دوپٹہ اٹھانا چاہا تو اس نے رباب کا ہاتھ تھام لیا۔

"فون کیوں نہیں ریسیو کیا تھا" وہ رعب سے بولا۔ رباب کا ہاتھ اس کی گرفت میں پسینے سے بھیگ گیا۔

"جواب دو۔" اس کا ہاتھ رباب کی کلائی میں جیسے پیوست ہوا جا رہا تھا۔ "بولتی کیوں نہیں ہو۔" اس نے جھٹکا دیا تو وہ اس پہ جھک سی گئی۔

"مجھے نہیں پتہ۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی سلجوق اور ہانی ٹی وی میں مگن تھے وہ سوچ رہی تھی کہ یہ بہت بیباک شخص ہے تھانے میں بھی ککی کے ساتھ اس کا رویہ رباب کو یاد تھا۔

☆☆

شادی کے دو ماہ بعد فرزا اپنی ممی اور پھوپھو کو بھی لے آئی بقول اس کے میرے علاوہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ سبکتگین کے عین سامنے والا کمرا انہیں دے دیا گیا دوسرا کمرا اس کی پھوپھو کے بیٹے اور تیسرا ان کی بیٹی کا تھا۔ اسے یہ لوگ بالکل پسند نہیں تھے فرزا کی ممی بلند آواز میں بولتیں تو اسے یوں لگتا جیسے کوئی جادوگرنی چنگھاڑ رہی ہے اس کی پھوپھو کا بیٹا اور بیٹی بھی اسے پسند نہیں تھے۔ حسن چودہ سال کا بڑی مضبوط کاٹھی والا لڑکا تھا ہمہ وقت اونچی آواز میں ڈیک سنتا رہتا پھر اس کی بہن تھی وہ سبکتگین سے تین سال بڑی تھی جو اس کی اسپورٹس سائیکل لان میں دوڑاتی رہتی۔ پاپا بھی ان کے حمایتی ہو گئے تھے وہ اندر ہی اندر گھٹتا جا رہا تھا.....

فرزا کی ممی اور پھوپھو پاپا کی غیر موجودگی میں اسے کینہ توز نظروں سے گھورا کرتیں جاہلوں کی طرح "سن لڑکے" کہہ کر بلاتیں وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا حسن بھی اپنے اکثر کام اسی سے کرواتا وہ سگریٹ بھی پیتا تھا اس نے اکثر دیکھا کہ نئی ممی فرزا پاپا سے چھپ کر اسے پیسے دیتیں پھر وہ اسی کے اسکول میں داخل ہو گیا تھا پاپا اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے تھے نیا یونیفارم بھی دلایا تھا۔ سبکتگین کو ان سے بہت شکایات تھیں وہ پہلے کی طرح اس کے ساتھ باہر نہیں جاتے تھے نہ اسے آئس کریم کھلاتے نہ رات کو اپنے پاس سلاتے.....

☆☆

"رباب، ہانی اور سلجوق کو سلا کر میرے بیڈ روم میں آنا" وہ دروازے سے کھڑے کھڑے پلٹ گیا تھا اس کے لہجے میں مخصوص بلاوا ابھی نہیں تھا پھر اس نے کیوں اسے بلایا تھا۔ سلجوق تو جلدی سو گیا تھا۔ ہانی دیر سے سویا۔ وہ اپنی ہی سوچوں سے بچتی من من بھر کے قدم اٹھاتی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ نائٹ بلب جل رہا تھا۔ سبکتگین تکیوں کے سہارے نیم دراز تھا۔ کمبل اس

...شدہ پائنتی کی طرف پڑا ہوا تھا اور اس سخت سردی کے عالم میں بھی وہ ہلکی سی شرٹ پہنے ... تھا جس کے اگلے تمام بٹن کھلے ہوئے تھے۔ رباب کو اسے اس حلیے میں دیکھ کر شرم سی آ گئی ... وہ اس کا شوہر تھا وہ دروازے کے پاس رک سی گئی تھی جانے وہ سو رہا تھا یا جاگ رہا تھا۔

"... وہاں رک کیوں گئی ہو۔" اس کی آواز ابھری تو اس کی ہتھیلیاں پسینے میں بھیگ گئیں ... اس کے لہجے میں "پیغام" نہیں تھا۔ سبکتگین اس کی ہچکچاہٹ بھانپ گیا۔ ٹیوب لائٹ آن ... کر بیٹھ گیا ایک دم دعوت نظارا دیتے ماحول کا طلسم ٹوٹ گیا وہ چھوٹے چھوٹے قدم ... صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔

"رباب میں تمہاری پسند کی مووی لایا ہوں۔" وہ بولا تو رباب کو حیرت سی ہوئی کیونکہ وہ فلمیں ... ڈرامے بھی نہیں دیکھتی تھی۔ پپا کی موت کے بعد انہیں اوپر شفٹ ہونا پڑ گیا تھا نیچے ہر کمرے ... ٹی وی اور وی سی آر تھا وہ سب کے پیچھے ہی رہے وہ اگر کبھی کارٹون دیکھنے نیچے چلی جاتی تو ... کی زہریلی باتیں سن کر فوراً واپس آ جاتی پھر رفتہ رفتہ اسے ٹی وی یا فلم دیکھنے کا شوق ہی نہیں ... ریحان بھائی کا شان جو اس سے کچھ ہی سال چھوٹا تھا بہت کہتا کہ

"... میں ٹام اینڈ جیری کے بالکل نئے کارٹون لایا ہوں دیکھتے ہیں" اس کے کمرے میں بھی ... وی تھا وہ انکار کر دیتی۔ امی کہتیں کہ ٹی وی کوئی دین ایمان تو نہیں ہے کہ دیکھنا لازمی ہی ... پھر اس نے ٹی وی دیکھنا چھوڑ ہی دیا۔ اسکول و کالج میں لڑکیاں نئے نئے ڈراموں اور ... کے بارے میں باتیں کرتیں تو وہ بیزاری سے وہاں سے اٹھ آتی تھی اور آج یہ کہہ رہا تھا کہ ... تمہاری پسندیدہ فلم لایا ہوں ریموٹ کنٹرول سبکتگین کے ہاتھ میں تھا ٹی وی اور وی سی آر دونوں ... شاید وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"رباب ادھر میرے پاس آ کر بیٹھو۔" اس کے لہجے کی گمبھیرتا سے اس کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ ... کے عالم میں جیسے پل صراط پر چلتی اس کے پاس پہنچی تھی ٹیوب لائٹ دوبارہ بند کر کے ... جلا دیا گیا۔ کمرے میں وہی فسوں خیز سا مدھم اندھیرا پھیل گیا۔

"... کیوں رہی ہو۔" وہ اس کے پسینے میں بھیگے چہرے کو دیکھ کر دلکش سے انداز میں مسکرایا۔ ... مسکراہٹ بھی دل موہ لینے والی تھی جاندار اور مقابل پر جادو کر دینے والی مسکراتے ہوئے وہ ... آنکھوں کے بھرپور تاثر سے بھی کام لینا جانتا تھا۔

"یہاں آؤ۔" اس نے رباب کو قریب آنے کا اشارہ کیا وہ جوتے اتار کر دھک دھک کرتے ... اوپر بیٹھ گئی۔

"تمہارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں۔" اس نے رباب کے چھوٹے چھوٹے گداز ہاتھ تھام لئے تھے اب وہ اس کے بہت قریب تھا۔

"تکی سے پھر ملاقات ہوئی" وہ دھیرے دھیرے اس کے ہاتھ کو تھپک رہا تھا وہ سن ہوگئی۔

"نہیں" اس نے بمشکل تھوک نگلا۔

"ویسے وہ بڑی خوبصورت لڑکی ہے پر تم سے زیادہ نہیں۔" وہ سیدھا اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"میں پاگل ہو رہا ہوں رباب" وہ جذبات سے چور لہجے میں بولا۔ وہ اس کی پرجوش گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کرانا چاہتی تھی مگر اس کی کوشش ناکام ہوئی جارہی تھی وہ قریب آتا جارہا تھا اب وہ اس کی پرتپش سانسوں کی مہک اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔

"کیا تکی اب بھی افشاں اور خمار سے ملتی ہے یا وہ آتی ہے تمہارے گھر" سبکتگین نے اس کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لیا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم میں اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلتی تھی گزشتہ چار ماہ سے۔" رباب نے حاضر دماغی سے کام لیا۔

"کیا افشاں اور خمار اس کے بعد بھی یونیورسٹی سے لیٹ آتی تھیں۔" اس نے رباب کا ہاتھ ہونٹوں پر رکھ لیا اسے یوں محسوس ہوا جیسے دو انگارے اس کے ہاتھ کی پشت پر رکھ دیے گئے ہوں۔ اب وہ اس کے گال اور ہونٹوں پر اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا۔

"رباب میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں اس دن سے جب تمہیں پہلی بار دیکھا تھا' تمہارے ساتھ میں نے جو کچھ کیا وہ سب غلط فہمی کا نتیجہ تھا مگر آج میں تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کردوں گا۔" اس کا لہجہ اور بھی بھاری ہوگیا تھا۔ رباب کی چھٹی حس بار بار اسے کوئی عجیب سا احساس دلا رہی تھی۔

"میری قربت سے خوفزدہ ہو ہے ناں یہی بات۔" وہ تائید چاہ رہا تھا اس سے کوئی جواب ہی نہیں دیا گیا۔

"رباب اس روز تم خود گئی تھیں تکی کے گھر یا تمہیں افشاں اور خمار لے کر گئی تھیں۔" رباب نے ایک سسکی لی۔

"میں یونیورسٹی کے لئے تیار ہو کر نیچے آئی تو وہ میک اپ کئے بڑے اہتمام سے کھڑی تھیں انہوں نے راستے میں گاڑی تکی کے گھر کی طرف موڑلی وہاں تکی نے ہمیں زبردستی روک لیا اور یونیورسٹی

فون کیا تو معلوم ہوا کہ یونیورسٹی تو ہنگامے کی وجہ سے بند ہے پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں لنچ کے بغیر نہیں جانے دوں گی۔'' اس کے آنسو بہنے کے لئے بے تاب ہو گئے تھے اس کی زندگی کا بدصورت باب اس کے دل کو آبلہ سا بنا گیا' سبکتگین نے نرمی سے اس کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا تھا۔

''چلو آؤ یہ فلم دیکھتے ہیں تمہاری طبیعت بہل جائے گی۔'' اس کا موڈ تبدیل ہو گیا اس نے ریموٹ کنٹرول کا بٹن دبا دیا تاریک اسکرین روشن ہو گئی وہی شیطانی منظر سامنے تھا رباب نے اٹھ کر بھاگنا چاہا مگر سبکتگین نے اسے اپنے فولادی بازوؤں میں بے رحمی سے جکڑ لیا۔

''اپنی فرینڈز کے ساتھ تو فلم دیکھ لی میرے سامنے کیوں گھبرا رہی ہو۔ میں تمہاری جان تو نہیں لوں گا۔'' وہ غرایا۔

''بے شک آپ میری جان لے لیں مگر میں یہ فلم نہیں دیکھوں گی نہ دیکھی ہے خدارا اسے بند کریں۔'' وہ آنکھیں بند کئے اذیت سے بولی۔

اسی لمحے ہانی کی آواز آئی وہ زور زور سے رو رہا تھا وہ اس کے گھیرے سے بھاگ آئی۔ اپنے کمرے میں آ کر دروازے کا بولٹ چڑھا کر وہ لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔

''میرے معصوم مددگار۔'' وہ ہانی کو گود میں لے کر رونے لگی۔ اسے روتا دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا تھا۔

سبکتگین نے اٹھ کر وی سی آر بند کر دیا۔ کیسٹ نکال کر اس نے احتیاط سے ایک موٹے خاکی لفافے میں رکھی اور گوند سے اس کا منہ بند کر دیا پھر اس نے لفافے کے اوپر کچھ لکھا اور الماری میں رکھ دیا اور دوبارہ بستر پر آ گیا۔ اس کی سوچتی نگاہیں غیر مرئی نقطے پر جم گئی تھیں۔

☆☆

پیا آج کل نئی مما کی بہت زیادہ دیکھ بھال کر رہے تھے جب بھی دیکھو کبھی جوس نکال کر انہیں دے رہے ہیں کبھی پھل کھلا رہے ہیں کبھی طاقت ور ٹانک لا رہے ہیں پھر ایک دن یہ عقدہ بھی کھل گیا نئی ممی ہاسپٹل سے واپسی پر ایک چھوٹی سی گڑیا لے کر آئیں وہ گڑیا جیسی ہی تھی سفید چینی ایسی رنگت سنہرے بال اور پتلے پتلے ہونٹ مگر سبکتگین کو وہ گڑیا اچھی نہیں لگتی تھی۔ اگلے سال ایک اور گڑیا آ گئی وہ دونوں جب مل کر روتیں تو اس کا جی چاہتا کہ ان کے گلے دبا دے وہ اکثر انہیں نظر بچا کر مار بھی دیتا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سات برس گزر گئے پیا کی حالت خاصی خراب رہنے لگی تھی انہیں ایک بار ہارٹ اٹیک بھی ہو چکا تھا سبکتگین کی نفرت کا وہی عالم تھا وہ دونوں بہنوں کو بہانے بہانے سے پیٹتا

اس کا ہاتھ بھی اچھا خاصا بھاری تھا بڑے زور کا لگتا تھا وہ بھی اونچی اونچی آواز میں چلاتیں تو اسے بڑا سکون ملتا دل میں ٹھنڈی پڑ جاتی - فرزانہ پھر اسے خوب کوستی مگر اسے پروا نہیں تھی ان چڑیلوں نے اس کے پپا پر قبضہ کر لیا تھا - انہیں اس کی طرف دیکھنے نہیں دیتی تھیں -

☆☆

وہ ہانی اور سلجوق کے ساتھ چہلیں کرتے ہوئے یوں مگن تھا کہ جیسے رات کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا اس بے اعتباری نے رباب کو افسردہ کر دیا تھا - آخر تھانا ں پولیس والا اس سے سچ اگلوانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا کل تک وہ یہ ہی سمجھتی آئی تھی کہ صرف عورتیں ہی مردوں کے ہوش اڑا سکتی ہیں رات سے اس کی سوچ بدل گئی تھی مرد بھی عورت کے ہوش اڑا سکتا ہے اور مرد بھی سبکتگین جیسا مکمل اور شاندار جس کی مٹھی میں سمانے کو دل چاہے ایسا شاندار اور وجیہہ مرد کہیں کہیں دیکھنے میں آتا ہے اور اس میں دونوں خوبیاں موجود تھیں جو کسی بھی عورت کو متاثر کر سکتی ہیں رباب کی دنیا کا کینوس اتنا وسیع نہیں تھا اس کا واسطہ چند مردوں سے ہی پڑا تھا سبکتگین جیسے مرد سے وہ کہاں واقف تھی اس کی بدقسمتی اسے اس کے گھر میں لے آئی تھی -

☆☆

سبکتگین میٹرک کے امتحانات کے بعد فارغ تھا - حسن پپا کے ساتھ باقاعدگی سے آفس جاتا تھا - سلوط سکس کلاس میں آگئی تھی نگی اس سے ایک کلاس جونیئر تھی ان کی پھوپھو کی بیٹی نازاں کالج میں زیر تعلیم تھی - سبکتگین باقاعدگی سے جم جاتا تھا شام وہ کلب میں اپنے دوست کے ساتھ ٹینس کھیلنے چلا جاتا تھا - اسے اپنی صحت اور فٹنس کا بڑا دھیان تھا خاندان کے دوسرے لڑکوں کے برعکس اس نے قد کاٹھ بھی خوب نکالا تھا -

وہ لان میں بیٹھا ایک دلچسپ کتاب پڑھ رہا تھا - دوسرے لڑکوں کی طرح وہ فارغ اوقات میں فلمیں دیکھنے کے بجائے کتابیں پڑھتا یا ایکسر سائز کرتا اس کے یہی دو شوق تھے افسوس گھر میں کسی اور کو ایسے شوق نہیں تھے - فرزانہ سلوط اور نگی اس سے زیادہ بات چیت نہیں کرتی تھیں حسن بھی الگ تھلگ رہتا تھا سبکتگین یہ صورت حال دیکھ کر کتابوں میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہو گیا تھا -

آج کل وہ اور اس کے دوست عامر مسٹر پاکستان کمپٹیشن میں حصہ لینے کے لئے زور و شور سے ایکسر سائز کر رہے تھے دونوں میں شرط لگی تھی کہ جو بھی ٹائٹل جیتے گا تمام فرینڈز کو زبردست سی ٹریٹ دے گا -

☆☆

''رباب لگتا ہے تم تو ہمیں بھول گئی ہو۔'' تجل اس کے گلے لگی خفگی سے کہہ رہی تھی وہ آج خود ہی شان کو لے کر آئی تھی کتنے روز سے اس نے رباب کی شکل نہیں دیکھی تھی نہ کوئی فون نہ کوئی پیغام دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر چلی آئی تھی چھٹی کا دن تھا سبکتگین گھر پر ہی تھا تجل کو دیکھ کر بہت خوش ہوا قریبی مارکیٹ سے اسی وقت وہ اس کی خاطر مدارات کے لئے ڈھیروں چیزیں لے آیا تھا وہ دونوں باتیں کر رہے تھے۔ شان رباب کے پاس چلا آیا جو کچن میں مصروف تھی اس کا یہ روپ شان کے لئے خاصا حیرت انگیز تھا۔ کہاں وہ رباب جو چھلانگیں مارتی کشتیاں لڑتی گلی ڈنڈا کھیلتی سفید کرتا اور نیلی جینز پہنے خود کو لڑکا کہتی اور کہاں یہ رباب شلوار قمیض پہنے لمبی سی چٹیا باندھے گھر لڑکیوں کی طرح امور خانہ داری میں مصروف تھی۔

وہ اسٹول گھسیٹ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔ دادو اسے ہمیشہ کہتیں کہ رباب اچھی لڑکی نہیں ہے اس کے ساتھ مت کھیلا کرو شان ان کی ہدایات بھلائے رباب کے ساتھ ہی کھیلتا۔ دوسروں کے لئے وہ بدتمیز سہی مگر اس کے لئے بہت پرخلوص تھی دونوں کی عمر میں تین سال کا فرق تھا مگر دوستی ہم عمروں والی تھی وہ اسے نام لے کر بلاتا تھا ابھی گزشتہ دنوں جو واقعہ پیش آیا تھا اس کی وجہ سے اس کے ڈیڈی بھی رباب سے ناراض تھے۔ شان کو یقین تھا وہ ایسی نہیں ہے جیسی سب کہہ رہے ہیں پورے گھر میں اس کی رباب کے ساتھ ہی تو دوستی تھی۔ اس واقعے کے بعد وہ اپنے کمرے تک محدود ہو گئی تھی بارہا شان نے اس کا حال پوچھنا چاہا پر دادو کی ہمہ وقت نگرانی کے باعث ایسا نہ کر سکا۔ اس نے اتنے خوبصورت گیٹ ویل سون کے کارڈز اسے دینے کے لئے خریدے مگر اس کی نوبت ہی نہ آ سکی۔ آج وہ تمام کارڈز سمیٹ کر لے آیا تھا اس کی شادی کی خبر سن کر اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا جب اسے دولہن بن کر رخصت ہوتے دیکھا تو اسے یقین کرنا ہی پڑا وہ تو دھڑلے سے کہتی تھی کہ میں رباب اسد ہوں اپنے چچا کا بیٹا کبھی شادی نہیں کروں گی۔

''کیا پکا رہی ہو۔'' وہ پرانے انداز میں بولا۔

''چکن کڑاہی' کوفتے' سندھی بریانی' کباب' ٹرائفل اور چکن پلاؤ۔'' اس نے ایک سانس میں بتایا تو وہ مسکرانے لگا۔

''لگتا ہے ستیاناس مارو گی سارے کھانے کا۔'' وہ جان کر بولا۔

''جی نہیں تم کھا کر دیکھنا انگلیاں چاٹ لو گے۔'' وہ زعم سے بولی۔

''فہد چاچو نے تو تمہارے مزاج ہی بدل دیئے ہیں۔'' شان کو یہ جملہ کہہ کر احساس ہوا کہ اسے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کیونکہ رباب کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرا گیا تھا بعد میں اس نے

موضوع ہی بدل دیا سلجوق بھی ان کے پاس آ گیا تھا۔ شان اسے اوٹ پٹانگ حرکتوں سے ہنسا رہا تھا۔ رباب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی اور یہی تو وہ چاہتا تھا۔ رباب ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا کر تجل اور سبکتگین کو بلا کر لے آئی۔

''ارے یہ کیا اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔'' تجل اتنے ڈھیر سارے کھانوں کو دیکھ شرمندہ ہو گئی۔

''اسے تکلف نہیں مہمان نوازی کہتے ہیں۔'' سبکتگین بولا اور اسے کھانا شروع کرنے کا اشارہ کیا ہر چیز واقعی بہت مزیدار تھی تجل کو توقع نہیں تھی کہ رباب یہ سب کچھ بنا لے گی کیونکہ ان کے اپنے گھر میں تو ایسے کھانے نہیں پکتے تھے یا تائی اماں کا ان پر احسان کرنے کا جی چاہتا تو بھجوا دیتی تھیں۔ رباب تائی کے باورچی خانے میں اکثر و بیشتر اس کے پاس منڈلاتی رہتی تھی جب تک پپا زندہ تھے انہوں نے دنیا کی جو چیز چاہی پائی ان کی موت کے بعد سب قصے خواب و خیال ہو گئے تھے۔

''طوطے تم نے تو کمال کر دیا ہے۔'' تجل نے اسے ستائشی نگاہوں سے دیکھا۔

''سبکتگین بھائی آپ یقین کریں کہ میں اسے باورچی خانے میں بہت کم گھسنے دیتی تھی چاہتی تھی کہ یہ اپنی پڑھائی پر ہی توجہ دے پھر بھی یہ ہمیں بڑا ازچ کرتی تھی۔

''اس کے باوجود امی نے اسے کبھی نہیں ڈانٹا۔ یہ پپا امی سمیت میری بھی لاڈلی تھی۔'' اس کے ذہن میں وہ خوبصورت سے دن گھومنے لگے۔ ہونٹوں پر اداس سی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

''بلیوی یہ میری بھی لاڈلی ہے۔'' وہ برجستہ بولا تو رباب نے بے ساختہ سر اٹھایا وہ تجل کی طرف متوجہ تھا۔

''شان تم یہ کوفتے لو ناں۔'' وہ اچھے میزبان کی طرح پیش آ رہی تھی تجل کو بے پناہ طمانیت کا احساس ہوا۔ کھانے کے بعد سبکتگین اسے خود چھوڑنے آیا۔ تائی رقیہ نے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ افشاں اور خمار اسے دیکھتے ہی ادھر ادھر ہو گئیں۔

''افشاں مجھے اس سے بہت ڈر لگتا ہے۔'' خمار بولی۔

''اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔'' خمار نے اسے تسلی دی حالانکہ دل میں وہ خود بھی ڈر رہی تھی۔

''یوں لگتا ہے جیسے ایک روز اسے سب کچھ پتہ چل جائے گا رباب بھی تو شادی کے بعد ایک بار بھی نہیں آئی اس پر ہی زور ڈال کر کچھ پتہ چل جاتا۔'' وہ از حد پریشان تھی۔

''ممی اور تائی نے اس کی بہنوں کو اشارتاً کچھ کچھ بتایا تھا رباب کے اس واقعے کے بارے میں کیا خود ڈی ایس پی کو یاد نہیں ہوگا اتنی پرانی بات بھی نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ رباب اس لئے نہیں آتی کہ اس کا سلوک اچھا نہیں ہے رباب کے ساتھ' شرمندگی کے مارے منہ ہی نہیں دکھاتی ہے۔''
خمار نے نیا نکتہ نکالا اور مزید گویا ہوئی۔
''ہمیں اس طرح چھپنا نہیں چاہئے ورنہ وہ یہ سمجھے گا کہ ہم بھی انوالو تھے' آؤ اس سے ہیلو ہائے کرلیں۔'' اس نے افشاں کو اٹھایا اور ڈرائنگ روم میں پہنچ گئی۔ دونوں نے بڑے اعتماد سے سلام کیا اور بیٹھ گئیں۔
''اس میں شک نہیں ہے کہ رباب نے بڑا اونچا ہاتھ مارا ہے۔'' افشاں سرگوشی میں خمار سے بولی وہ دونوں قدرے فاصلے پر تھیں آرام سے اس کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔
''لگتا ہے کہ پیشہ ور ریسلر ہے وان ڈیم کی طرح اس کا جسم بھی بڑا مضبوط ہے ہیئر اسٹائل بھی خوب ہے آنکھیں تو غضب کی ہیں یہ تو کہیں سے بھی قاتل اور دو بچوں کا باپ نہیں لگتا میرے لئے اگر اس کا پرپوزل آتا تو میں آنکھیں بند کرکے اوکے کردیتی اپنی لکی کی بھی نیت خراب ہے اس کے لئے کہہ رہی تھی کہ تھوڑی سی کوشش کے ذریعے اسے اپنا پارٹنر بنایا جاسکتا ہے۔''
''پھر فون نہیں آیا اس کا۔'' خمار نے پوچھا۔
''آیا تھا کہہ رہی تھی کہ ڈی ایس پی جب تمہارے گھر آئے تو مجھے اطلاع کردینا۔'' وہ ہلکے سے ہنسی۔
''ہاں تاکہ وہ اکیلی اکیلی اسے لے اڑے' بڑا ناز ہے اسے اپنے حُسن پر۔'' خمار ناگواری سے بولی۔

☆☆

سبکتگین نے اپنی بائیک پورچ میں روکی' حال ہی میں پپا نے اسے یہ قیمتی بائیک جو گاڑیوں سے بھی مہنگی تھی لے کر دی تھی آج کل وہ اسے اڑائے اڑائے پھرتا تھا عامر اور وہ دونوں اس پر جم جا رہے ہوکر آرہے تھے عامر کا پٹھہ اتر گیا تھا اس نے برداشت سے زیادہ ویٹ اٹھالیا تھا۔ سبکتگین نے پہلے اسے گھر چھوڑا تھا اور پھر واپس آیا تھا۔ نازاں نے موٹر سائیکل کی آواز پر بے اختیار کھڑکی سے جھانکا اس کی فرینڈز بھی آئی ہوئی تھیں اس نے ٹی پارٹی میں انہیں مدعو کیا تھا خوب اونچی آواز میں ڈیک بج رہا تھا کمرے میں ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا میوزک کی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ سبکتگین سیدھا دستک دیئے بغیر نازاں کے کمرے میں گھس گیا اور

ڈیک کا تار جھٹکے سے نکالا۔

''محترمہ نازاں موسیقی سے لطف اندوز ہونا ہے تو برائے کرم ہمیں اور محلے کو اس سے محفوظ رکھیں۔'' وہ اس کی دوستوں کی موجودگی کی پروا کیے بغیر بولا اور جس طرح آیا تھا اسی طرح نکل گیا۔

''یہ کون تھا اتنے رعب سے حکم دے کر گیا ہے۔'' نگی نے پوچھا وہ اس کے انداز پر مرعوب سی ہو گئی تھی۔ کیا شاہانہ انداز تھا۔

''میری کزن کا بیٹا ہے'' وہ بولی سلوط اور نگی کو اس کا ڈیک بند کرنا بالکل نہیں بھایا تھا۔

''ہائے کتنا ڈیشنگ اور اسمارٹ ہے'' عینا بیڈ پر لمبی لمبی لیٹ گئی۔

''روز جم خانہ اور کلب جاتا ہے مسٹر پاکستان کمپٹیشن میں حصہ لے گا مجھ سے چھوٹا ہے'' نازاں نے انکشاف کیا۔

''ہائے نہیں وہ تم سے چھوٹا تو نہیں لگتا اتنا سسکر اور لمبا چوڑا ہے جھوٹ بول رہی ہو ناں تم'' نگی مشکوک لہجے میں بولی۔

''آئی ایم سو ئیر وہ مجھ سے تین سال چھوٹا ہے' کیوں سلوط سبکتگین مجھ سے چھوٹا ہے ناں'' اس نے تائید چاہی تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''نام کتنا یونیک اور بارعب سا ہے سبکتگین' زبان لڑکھڑا جاتی ہے'' سنبل بولی۔

''سلوط تم اپنے بھائی سے میرا معاملہ فٹ کرا دو۔'' نگی نے شریر لہجے میں کہا تو نازاں نے اسے دھپ لگائی۔

''ایڈیٹ آہستہ بول اس نے اگر سن لیا تو جان کو آ جائے گا ایسا ویسا نہیں ہے لڑکیوں کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے اپنے احمدی صاحب کی مینا نے اسے پٹانے کی بڑی کوششیں کیں سبکتگین نے بے چاری کو گھاس تک نہیں ڈالی اور جو ہی تو ابھی تک فون کرتی ہے'' نازاں نے سلوط اور نگی اس کی تعریفوں سے جز بز ہو رہی تھیں۔

''تم کوشش کر و ناں' چھوٹا ہے تو کیا ہوا لگتا تو بڑا ہے تم تو اس کے سامنے گڑیا لگتی ہو'' عینا نے اسے نئی راہ دکھائی۔

☆☆

تجل کے لیے شاہ میر کا رشتہ آیا تھا رباب کی شادی پر شاہ میر کی والدہ اور جنوں کو وہ بڑی بھائی تھی ان کی کوشش تھی کہ جلد از جلد لڑکی شاہ میر کے نام ہو جائے انہیں تجل کے گھر والے

بارے میں زیادہ علم نہیں تھا انہوں نے شائستگی سے اپنا مدعا رقیہ سے بیان کیا تو انہوں نے رفعت اور آمنہ کو بھی بلوا لیا۔

''مسز فرحین آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ بڑی بہن سے پہلے چھوٹی کی شادی کیوں ہوگئی حالانکہ اصولی طور پر اور معاشرے کے رائج طریقوں کے مطابق پہلے بڑی بہن کی ہونی چاہیے تھی'' وہ کہہ کر خاموش ہوگئیں۔

''اس میں شاید کوئی آپ کی خاندانی مصلحت یا مجبوری ہوگی'' مسز فرحین سوچ کر بولیں۔

''ان دونوں بہنوں نے ہمارے خاندان کی لٹیا ڈبونے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے بڑی نے بھی آنکھ مٹکا کر رکھا تھا چھوٹی اپنے عاشق کے ساتھ رنگے ہاتھوں پکڑی گئی اور تھانے پہنچ گئی' بھائی صاحب لے کر آئے فوراً ہی اچھا سا لڑکا ڈھونڈ کر شادی کر دی آپ تو جانتی ہوں گی'' رفعت بولیں تو فرحین حیران رہ گئیں جو لڑکی اپنے دوست کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے ہوئے پکڑی گئی اس کی شادی ایک اعلیٰ اور مضبوط حیثیت کے حامل مرد سے ہوگئی تھی وہ شادی پر آئی تھیں سنگتین اور رباب کی جوڑی چاند سورج کی جوڑی لگ رہی تھی۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ دونوں بہنیں ایسی ہیں بجھے بجھے دل کے ساتھ وہ واپس آ گئیں۔

''بھابھی اس سنگتین کو سر سے اتار دیں دفعان کریں۔ ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ آ رہا ہے اس کے لئے ہماری بیٹیوں کا حق مار رہی ہے یہ'' اندر چائے لاتی سنگتین دروازے سے ہی پلٹ گئی رباب اور اس کے بارے میں انہوں نے مسز فرحین سے جو کچھ کہا تھا اس نے حرف بہ حرف سن لیا تھا اب مسز فرحین نے آگے جا کر نمک مرچ لگا کر یہ قصہ بیان کرنا تھا اگر سنگتین تک یہ بات پہنچ جاتی تو پھر بہت برا ہوتا اسے اپنی فکر نہیں تھی آج وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی امی بھی نہیں تھیں کہ ان کے شفیق سینے سے لگ کر وہ اپنے آنسو بہا ڈالتی۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بھی کسی جرم کی پاداش میں بھاری چٹان کے نیچے دبی ہوئی ہے تپتی ریت ہے اور اوپر آگ برساتا سورج ہے اور سامنے ظلم کی صورت تائی چچی کھڑی ہیں اس کے لئے اب مدد آئے گی کب کوئی چارہ گر اس کے زخم رفو کرنے آئے گا.... کب کوئی ابن مریم آئے گا اس کے دکھ کی دوا کرنے۔

☆☆

سلو گئی فرزا اور اس کی ممی چاروں شاپنگ کے لئے گئی تھیں تازاں گھر میں اکیلی تھی سنگتین اس گھر پہلے آیا تھا کھانے کا وقت ہو رہا تھا وہ اس کے کمرے میں آ گئی کھانے کے لئے بلانے

وہ کمرے میں موجود نہیں تھا واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی وہ بیٹھ کر میگزین کی ورق گردانی کرنے لگی وہ نہا کر نکلا تو اسے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوا اور وہ شرٹ پہنے بغیر ہی نکل آیا تھا نازاں اسے دیکھ رہی تھی سبکتگین کا جسم بھیگا ہوا تھا پھولے پھولے مسلز دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اس کے انسٹرکٹر نے خوب محنت کرائی ہے۔

"کیا ہے کیسے آنا ہوا" وہ شرٹ پہن کر اس کی طرف آیا۔

"کھانا تیار ہے آؤ کھاتے ہیں" وہ سر جھٹک کر اس کے سحر سے نکلتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے میں آتا ہوں تم جاؤ۔" وہ بالوں میں برش کر رہا تھا۔

پھر ٹیبل پر نازاں اسے بذات خود ایک ایک چیز پیش کرتی رہی۔

بارش کی وجہ سے لائیٹ گئی ہوئی تھی سبکتگین کمرے سے نکل آیا وہ نکل کر ٹیرس پر جانا چاہتا تھا لوڈشیڈنگ کے باعث گھپ اندھیرا تھا وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اسے یوں لگا کوئی اور آگے دھیرے دھیرے سیڑھیاں اتر رہا ہے۔

"کون ہے۔" اس نے آواز دی دھپ سے کوئی اس کے ساتھ ٹکرایا سبکتگین اگر وہ ریلنگ کو تھام نہ لیتا تو گر پڑتا نازاں اس پر گر گئی تھی۔

"اوہ ایم سوری سبکتگین اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔" وہ سنبھل کر اپنی سانس درست کرنے لگی سبکتگین کی قربت نے اس کے اندر ہلچل سی مچا دی وہ کافی دیر سے بارش میں بھیگ رہی تھی نیچے اترتے ہوئے جان کر اس سے ٹکرائی تو جسم و جاں میں آگ سی بھڑک اٹھی تھی سبکتگین نے لمحہ بھر کے لئے اسے کیا تھاما تھا اس کی ہستی ہی تہ و بالا کر دی تھی۔ دل چاہ رہا تھا وقت رک جائے وہ اسے یوں ہی تھامے کھڑا رہے پر وہ اسے ہٹا کر اوپر چلا گیا تھا۔

☆☆

موسم بڑا خوشگوار تھا آسمان پر مست بدلیاں جھوم رہی تھیں تمام ماحول سرمئی سرمئی ہو رہا تھا آفس سے جلدی اٹھ آیا تھا دل چاہ رہا تھا لانگ ڈرائیو پر نکل جائے اور کچھ گھنٹوں کے لئے ہی فکریں ذہن سے جھٹک دے پر نہ جانے کون سی کشش تھی جو اسے گھر کی جانب لے جا رہی تھی گیٹ سلجوق نے کھولا وہ گاڑی اندر لے آیا جیسے ہی وہ اترا سلجوق شروع ہو گیا۔

"پاپا انکل دلہن آپی زور زور سے رو رہی ہیں" وہ اندر آیا تو واقعی وہ گھٹنوں میں سر چھپائے ۔۔۔ کو پکڑے رو رہی تھی۔

"رباب کیا ہوا ہے" وہ پینٹ کے پائنچے اوپر کرتا اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''باہر بارش ہو رہی ہے پھر بارش ہو رہی ہے کوئی باہر مت جائے نہ جانے اب یہ بادل اور بارش کس کو ساتھ لے کر جائیں گی'' وہ مضبوطی سے آنکھیں بند کیے بول رہی تھی سبکتگین کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

''سلجوق میرے پاس بیٹھ جاؤ باہر مت جانا میں مر جاؤں گی'' اس نے سلجوق کو بھی پاس بلا لیا۔

''آخر ہوا کیا ہے کوئی مجھے بھی تو بتائے کیا باہر دہشت گرد ہیں جو کوئی باہر نہ جائے'' وہ جھلا گیا۔

''پاپا انکل دولہن آپی بارش سے ڈر گئی ہیں'' اس نے بچے کی بات کہی تو اس کا تن بدن ڈھیلا ہوا واقعی یہ لڑکیاں کتنی نازک ہوتی ہیں بھلا بارش کوئی جن بھوت ہے، وہ رات تک یونہی کمرے میں رہی سبکتگین ہانی کا فیڈر خود بنا کر لایا اور کھانا بھی خود گرم کیا جب بادل زور سے گرجتے اور بجلی کڑکتی تو وہ زور زور سے رونے لگتی یوں لگتا جیسے کوئی ان دیکھی سی قوت ہے جو اس سے یہ سب کرا رہی ہے وہ رات کافی دیر تک ان تینوں کے پاس بیٹھا رہا جب وہ کمرے میں آنے لگا تو وہ خوفزدہ ہو گئی۔

''پلیز آج ادھر ہی سو جائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے'' وہ اب بھی رو رہی تھی سبکتگین کو رحم آ گیا۔

''اچھا ٹھیک ہے'' وہ رک گیا وہ ایک اور کمبل لے آئی ہانی اور سلجوق کے درمیان جگہ بنا کر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی اس کے سونے کے لئے اچھی خاصی جگہ موجود تھی وہ تکیہ کنارے پر رکھ کر لیٹ گیا بار بار اس کی نیند ٹوٹتی رہی کیوں کہ وہ خود بھی ڈسٹرب تھی اور اسے بھی ڈسٹرب کر رہی تھی۔

☆☆

دلہن کی برتھ ڈے پر نازاں نے خاصی قیمتی ریسٹ واچ اس کے لئے خریدی تو فرزانہ کھٹک گئی اور کسی نے بھی اسے الرٹ کر دیا تھا اس نے نازاں کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔

''نازاں یہ میں کیا سن رہی ہوں، سنا ہے کہ تم سبکتگین میں انٹرسٹ لے رہی ہو'' اس نے اندھیرے میں تیر چھوڑا جو نشانے پر جا لگا۔

''جی آپی'' اس نے بے دھڑک اقرار کر لیا۔

''کیا وہ بھی تمہارے لئے ایسے جذبات رکھتا ہے'' اس نے گہری نظروں سے جانچا۔

''نہیں رکھتا تو رکھنے لگے گا میں نازاں ہوں کب تک دامن بچائے گا'' وہ غرور سے بولی تو فرزانہ کی آنکھوں میں چمک سی لہرائی۔

''ٹھیک ہے جو مرضی میں آئے کرو اور اسے زیر کر لو بڑے فائدے میں رہو گی تم بھی میں بھی ''بھی'' وہ ہلکے سے ہنسی فرزانہ نے پھوپھو اور اپنی ماں کو بھی اس راز میں شریک کر لیا اب وہ

سارے ہتھیار لے کر میدان میں اترنا چاہتی تھی۔
وہ مسٹر پاکستان کا ٹائٹل جیت گیا تھا اس خوشی میں اس نے تمام دوستوں کو ٹریٹ دی تھی نازاں نے بھی اس سے ٹریٹ مانگی جو وہ بخوشی دینے پر تیار ہو گیا ساتھ ہی وہ کالج میں داخلے کے لئے تیاریاں کر رہا تھا پاپا اس کی پوزیشن اور نمبرز دیکھ کر بہت مسرور ہو رہے تھے انہوں نے اس سے نئی گاڑی دلانے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔
ہلکے سے دروازہ بجا اس نے کتاب سے سر اٹھایا وہ نازاں تھی۔
''اتنا زیادہ پڑھتے ہو ہر وقت' کبھی آرام بھی کر لیا کرو کبھی اپنے ارد گرد کی خوبصورتی پر نظر ڈالی ہے تم نے'' وہ آرام سے اس کے پاس بستر پر بیٹھ گئی تھی سبکتگین کو اتنی رات گئے اس کی آمد بہت بری لگی مگر پھر وہ انتہائی بے تکلفی سے اس کے بستر پر بیٹھ چکی تھی۔
''نازاں جاؤ سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے'' اس نے کتاب رکھ کر اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔
''میں اس لئے تو آئی ہوں رات بہت ہو گئی ہے'' وہ معنی خیز انداز میں بولی۔
''سبکتگین تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا ہے میں پاگل ہو رہی ہوں تمہارے لئے' پلیز مجھے مت ٹھکرانا'' اس نے انتہائی بے حجابی سے اپنی بانہیں اس کے گلے میں ڈالنے کی کوشش کی تو سبکتگین نے زوردار طمانچہ اس کے گال پر مارا نازاں پر تو جنون سوار ہو گیا۔
''تم نے مجھے مارا نازاں کو مارا۔'' وہ اس پر پل پڑی ساتھ ساتھ وہ اونچی آواز میں چلا رہی تھی
''ارے بچاؤ مجھے اس درندے سے'' جوں جوں دوڑتے قدموں کی آواز قریب آ رہی تھی نازاں بھی اس کے قریب ہوتی جا رہی تھی ایک لمحے کے لئے اس متوقع خطرے کا احساس کر کے وہ بے جان ہو گیا اور نازاں اس لمحے اس سے بے حد قریب ہو گئی دروازہ کھلا۔
''چھوڑ دو چھوڑ دو مجھے'' وہ اس سے الگ ہوئی۔ دروازے پر انصر فرزانہ پھپھو سلوط تنگی اور حسن کا لال رنگ چہرا جھانک رہا تھا۔
''کمینے بلڈی فول تیری یہ جرات کہ تو میری بہن کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔'' اس نے سبکتگین کو اٹھا کر پوری قوت سے پھینکا اس کا سر بیڈ کی پٹی سے ٹکرایا تو اس کی آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔
''یہ زبردستی مجھے میرے کمرے سے اٹھا کر لے آیا میرے منہ پر زور سے ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ آواز نکالی تو جان سے مار دوں گا۔'' وہ چہرا شرم کے مارے ہاتھوں سے چھپائے رو رہی تھی اسے لگ رہا تھا سبکتگین جو خود بھی مضبوط قد و قامت والا اور توانا لڑکا تھا پر اس صورت حال

اس کے حواس ہی سلب کر لئے اپنے دفاع کا فطری احساس ہی ختم ہو گیا تھا ورنہ وہ یوں آسانی سے مار کھانے والا لڑکا نہیں تھا۔

"اور مارو اور مارو اس سانپ کو میری پھول سی بچی کے داغ لگا دیا ہے۔ ہائے کون پوچھے گا اب فوزیہ کو" پھپھو نازاں کو گلے لگائے اپنا سر پیٹ رہی تھیں۔

"چھوڑو حسن اسے، میں خود اس سے معلوم کرتا ہوں" انصر نے حسن کو ہٹایا سامنے کونے میں لمبا اور لچکدار پلاسٹک کا نیا سینے کو چوڑا کرنے والا ورزش کا آلہ رکھا ہوا تھا تقریباً ڈھائی فٹ لمبا اور انچ بھر چوڑا یہ آلہ کسی چھتری سے مشابہ تھا انصر نے وہ اٹھایا اور خوفناک تاثرات لئے سبکتگین کی طرف بڑھے تڑاتڑ انہوں نے اندھا دھند اسے مارنا شروع کر دیا سبکتگین کا سارا جسم درد اور اذیت کی لپیٹ میں تھا وہ چیخنا چاہ رہا تھا مگر آواز حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی تھی اس کی اوپری کھال جیسے ادھڑ گئی تھی اس کے خون سے نیلا کارپٹ سیاہی مائل ہو گیا تھا کسی نے بھی ان کا ہاتھ روکنے کی کوشش نہیں کی جب انہیں اس کے بے جان ہونے کا یقین ہو گیا تو وہ رکے۔

"جاؤ اسے کوڑے کے ڈھیر پر پھینک آؤ" ساتھ ہی وہ اپنا سینہ مسلنے لگے یوں جیسے ان کا دم گھٹ رہا ہو سب کو ان کی پڑ گئی تھی حسن نے گاڑی نکالی اور سب ان کے ساتھ ہاسپٹل چلے گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں بوڑھے نور دین نے اپنے بیٹے سے مرہم پٹی منگوا کر اس کے زخم صاف کئے وہ ابھی بھی بے سدھ تھا۔

"شاکر اسے ہسپتال لے چلو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی اس کی حالت" انہوں نے اپنی بوڑھی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ شاکر اسے ایک خیراتی ہسپتال میں لے آیا جہاں وہ کتنی دیر تک ننگے فرش پر ڈاکٹر کے انتظار میں پڑا رہا مکھیاں اس کے زخموں پر بھنبھناتی رہیں ڈاکٹرز بہت دیر بعد متوجہ ہوئے ڈاکٹر رحمان اس کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھے نہ جانے کس شقی القلب نے اس کا یہ حال کیا تھا انہوں نے شاکر سے پوچھا تو اس نے جھوٹی کہانی سنا کر ان کی ساری ہمدردیاں سمیٹ

[illegible] اسے ہاسپٹل دیکھنے آتا رہا ساتویں روز جب وہ آیا تو اس کا خالی بستر اس کا منہ چڑا رہا

[illegible] ڈسچارج ہو کر گھر واپس آ چکے تھے ان کا علاج ایک پرائیویٹ مہنگے ہاسپٹل میں غیر ملکی ڈاکٹرز کی نگرانی ہوا تھا اور ان کے بیٹے کا علاج ایک خیراتی ہاسپٹل میں ہوا تھا۔

"[illegible] کہاں ہے" دودھ کا گلاس واپس کرتے ہوئے وہ آہستگی سے بولے کہ کہیں کوئی سن

نہ لے۔

"صاحب جی وہ تو اسی روز سے غائب ہیں جس دن آپ ہسپتال گئے تھے" ان کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ انہیں سچ بتائیں وہ ہاسپٹل سے غائب ہو چکا تھا وہ کیا بتاتے؟ فرزانے نازاں کی بے عزتی کا ڈھونگ رچا کر سبکتگین والا اپنے نام لکھوالیا تھا۔ انفر نے بڑے ارمانوں سے کوٹھی بنائی تھی کہ شادی کے بعد سبکتگین اپنی بیوی بچوں کے ساتھ یہاں رہے گا آج وہ کوٹھی نازاں کی ملکیت ہوگئی اس کی ماں نے خوب واویلا مچایا تھا حسن الگ اس کے خون کا پیاسا بنا پھر رہا تھا انہوں نے چپ چاپ کوٹھی کے کاغذات فرزا کے سپرد کر دیئے کچھ روز بعد حسن نے گاڑی کی فرمائش کر دی انہوں نے اپنی نئے ماڈل کی مرسیڈیز بھی اس کے حوالے کر دی تاکہ وہ ان کے بیٹے کی جان بخشی کرو ے جس بیٹے کے لیئے وہ یہ سب کچھ کر رہے تھے وہ غائب ہو چکا تھا۔

☆☆

کسی کا سر ڈھانپنے کو صحرا میں
اک ردائے غبار تنتی ہے
ہم انہی موسموں میں رہتے ہیں
روٹھتی ہے کبھی وہ منتی ہے

سبکتگین چپ چاپ ہاسپٹل سے نظریں بچا کر نکل آیا تھا اب سوال یہ تھا کہ کہاں جایا جائے اس کے پاس تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں تھی گھر کے دروازے اس پر بند ہو چکے تھے وہ کہاں جاتا؟ اس سوال کا جواب تلاش کرتے کرتے وہ اس کچی آبادی میں نکل آیا تھا پاس ہی شاید کوئی عمارت تعمیر ہو رہی تھی وہ قریب آ کر یونہی دیکھنے لگا تو وہ ٹھیکیدار اس کے پاس آ گیا۔

"مزدوری کرو گے۔" اس نے بے سوچے سمجھے سر ہلا دیا تو ٹھیکیدار نے اسے کام پر لگا دیا اینٹیں اٹھا کر تیسری منزل پر پہنچانی تھیں شام ڈھلے جب سب مزدور فارغ ہو گئے تو ٹھیکیدار نے اس کے ہاتھ پر ستر روپے رکھے اور کل بھی آنے کو کہا۔ سبکتگین خوشی و حیرت کے ملے جلے جذبات سے ان ستر روپوں کو دیکھ رہا تھا جو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے کمائے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ ان پیسوں کو دیکھ کر یہ صدمہ بھی جاتا رہا' وہیں ایک چھپر ہوٹل سے اس نے کھانا کھایا اور اسی عمارت میں آ گیا۔ ایک جگہ صاف کر کے بازو کا تکیہ بنا کر وہ لیٹ گیا سارے دن کی محنت و مشقت کے بعد تھکا ہارا جسم جلد ہی نیند کی آغوش میں ڈوب گیا۔

اسے ایک ماہ ہو گیا تھا یہاں کام کرتے ہوئے۔ اب یہ عمارت مکمل ہونے کے قریب

...دوروں کا کام ختم ہو چکا تھا وہ پریشان بیٹھا تھا کہ اب کیا کرے گا ایک مزدور نے ایک نئی راہ دکھائی۔

"بھائی کراچی چلے جاؤ وہاں بہت کام ہیں میرے چاچے کا ہوٹل ہے وہاں بڑی آمدنی ہوتی ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کا پتہ لکھ دیتا ہوں وہاں جا کر بس کہہ دینا کہ مجھے امام نے بھیجا ہے تیرا کام ہو جائے گا چاچا تیرے لئے کوئی نہ کوئی جگہ ضرور بنا دے گا۔" وہ یوں بولا جیسے اس کا چاچا کوئی الہ دین ہے جس کے پاس ہر مسئلے کا حل ہے بہرحال اس نے امام سے چاچے کا ایڈریس لے لیا اور کراچی آ گیا۔ بڑی مشکل سے وہ ہوٹل ملا۔ یہ دوسرے درجے کا درمیانہ سا ہوٹل تھا اس نے امام کے ہاتھوں کا لکھا ہوا خط اس کے آگے رکھ دیا۔ شکر تھا کہ چاچا نے اس پر اعتبار کر لیا تھا ابتدائی دنوں میں اس کے ذمے برتن دھونے کی ڈیوٹی تھی رات کو وہ ہوٹل میں ہی سوتا تھا۔

ایک ماہ ہو گیا تھا اسے یہاں کام کرتے ہوئے اب وہ گاہکوں سے پیسے بھی وصول کر لیتا تھا بہت جلد ملازموں کی نظروں نے بھانپ لیا کہ یہ لڑکا کسی اچھے گھر کا ہے انہوں نے کرید کرید کر پوچھا پر اس نے ایک لفظ بتا کر نہیں دیا۔

ہوٹل میں انگریزی اخبار اور رسالے بھی آتے تھے جنہیں کام ختم کرنے کے بعد وہ بڑی دلچسپی سے پڑھتا تھا وہاں کے لوگ اس سے بہت زیادہ مرعوب ہو گئے تھے اب اس کی ڈیوٹی یہ تھی کہ وہ گاہکوں سے پیسے لے کر ان کا حساب کتاب کرے اس نے کبھی ایک پیسے کی بھی بے ایمانی نہیں کی۔ ...ماہ گزر چکے تھے ایک دن یونہی اس کے دل میں آیا کہ کیوں نہ وہ پرائیویٹ امتحان دے لیکن اس کے تمام تعلیمی ڈاکومنٹس تو لاہور میں تھے جو اس نے داخلہ فارم کے ساتھ کالج میں جمع کروائے ہوئے تھے۔ یہاں پہلی بار اس نے چاچا غفور سے اپنے بارے میں کوئی بات کی انہوں نے لاہور جانے کی اجازت دے دی وہ ایچی سن کالج میں آیا ہوا تھا۔ ادھر ادھر دیکھے بغیر وہ سیدھا کلرک کے کمرے میں آ گیا تھا اس کا اور عامر کا ارادہ تھا وہ اسی کالج میں ایڈمیشن لیں گے وہ کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے کلرک کی مٹھی گرم کی تو اس نے لفافہ اس کے ڈاکومنٹس اور ایڈمیشن فارم نکال دیئے اپنے ڈاکومنٹس سے اس نے ایڈمیشن فارم الگ کر کے پھاڑ دیا وہ جیسے گیا تھا ویسے ہی واپس آ گیا۔

صرف ایک دو سال کے قلیل عرصے میں اس نے ایف ایس سی کا امتحان دے دیا۔ چاچا غفور پوری طرح اس کی شرافت اور کردار کے قائل ہو چکے تھے اسے زبردستی گھر لے آئے جہاں ان کی بیوی ایک بیٹی، ایک بہو اور دو بیٹے رہتے تھے۔ چھوٹا بیٹا ذیشان نویں جماعت میں پڑھتا تھا جب کہ بیٹی

رابعہ فرسٹ ایئر میں تھی ان کا یہی کل کنبہ تھا مکان اپنا تھا ایک کمرا انہوں نے سبکتگین کے لئے خالی کرا لیا وہ ان کے احسانات کے آگے شرمندہ ہوا جا رہا تھا انہوں نے اس کی ایک نہ چلنے دی تھی وہ ہوٹل سے بھی اس کی جلدی چھٹی کر دیتے تھے تا کہ وہ یکسوئی سے پڑھ سکے اسے ایک چھت میسر آ گئی تھی اب وہ گھر کے اندر بھی بلا روک ٹوک چلا جاتا تھا ذیشان بھی کبھی کبھی اس کے پاس آ کر پڑھنے بیٹھ جاتا رابعہ پر بھی آتے جاتے نظر پڑ جاتی تھی وہ بڑی پیاری اور باحیا لڑکی تھی۔

بی ایس سی کے ایگزامز کے بعد وہ سی ایس ایس کی تیاری کر رہا تھا رابعہ بھی بی اے کر چکی تھی اب وہ آپس میں بات چیت بھی کر لیتے تھے سبکتگین کو اندازہ ہوا کہ وہ بڑی ہمدرد اور پر خلوص لڑکی ہے مگر وہ ڈرتا تھا اس کی آڑ میں کچھ اور نہ ہو کیوں کہ رابعہ کی نگاہوں میں کوئی نرم نرم سا جذبہ لو دیتا تھا وہ قصداً نظر انداز کر جاتا تھا۔ سی ایس ایس کے ایگزامز میں کامیاب ہونے کے بعد وہ ٹریننگ کے لئے سہالہ جا رہا تھا صبح اسے جانا تھا رات گھر میں اس کی بڑی پر تکلف دعوت کی گئی وہ سب کافی دیر تک جاگتے رہے۔

"بیٹا اب کب آؤ گے۔" چاچا غفور نے پوچھا۔

"پتہ نہیں چاچا ٹریننگ کے بعد کہاں جاتا ہوں۔" اس نے انہیں امید دلانا مناسب نہیں سمجھا ان کا چہرا ابجھ سا گیا تھا پھر وہ سب اٹھ کر چلے گئے وہ کچھ دیر صحن میں بیٹھا رہا اور پانی پینے کے ارادے سے کچن میں آیا تو دھیمی دھیمی سسکیوں کی آواز پر چونک پڑا وہ رابعہ تھی جو فرش پر بیٹھی رو رہی تھی۔

"رابعہ کیوں رو رہی ہو میرے لئے مت روؤ کیوں اپنے آنسو ضائع کر رہی ہو" وہ سنگدلی سے بولا تو رابعہ تڑپ گئی۔

"کوئی آس کا دیا کوئی روشنی کی کرن میری مٹھی میں نہیں تھما ئیں گے۔" وہ بڑی امید لئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مہرباں ہیں تیری آنکھیں مگر اے مونس جاں
ان سے ہر زخم تمنا تو نہیں بھر سکتا
ایسی بے نام مسافت ہو تو منزل کیسی
کوئی بستی ہو بسیرا ہی نہیں کر سکتا

"رابعہ میں گم کردہ راہوں کا راہی ہوں تم جو محبت اور چاہت مجھ سے چاہو گی میں تمہیں نہیں دے سکوں گا۔"

urdunovels.net

وہ ایک دم اپنی بات مکمل کرکے اس کی سنے بغیر نکل گیا تھا۔

"کتنے سنگدل ہو تم، کون سا میں تم سے چاہتوں کے خزانے مانگتی جو تم مجھے نہیں دے سکتے تھے۔" وہ پھر رو رہی تھی۔

☆☆

آٹھ برس گزر چکے تھے وہ کامیاب پولیس افسر تھا۔ مجرموں کے ساتھ انتہائی بے رحم بڑے بڑے قاتل اس کی سنگدلی سے پناہ مانگتے تھے اس نے تشدد کے نئے نئے طریقے ایجاد کر رکھے تھے وہ جسمانی اذیت کے بجائے ذہنی اذیت پہنچا کر اپنے مطلب کی باتیں معلوم کر لیتا تھا اسے ایک کام کی وجہ سے لاہور آنا پڑا تو اس کے قدم خود بخود انصر منزل کی طرف اٹھ گئے۔ پپا انتہائی بوڑھے ہو گئے تھے اسے بمشکل پہچان پائے۔ اب وہ تیس سال کا خوبرو اور بھرپور لڑکا تھا وہ کتنی دیر اسے اپنی محبتوں کی بارش سے اسے بھگوتے رہے۔ اسے دیکھ کر حسن کا منہ بن گیا تھا مگر اب وہ اس کا بھائی نہیں انکار نہ سکتا تھا اس کا آہنی اور کسرتی جسم دور سے ہی مرعوب کر گیا تھا فرزا نے بھی اس کی آمد کو پسند نہیں کیا تھا سلوط اور نگی کے ذہن میں بھی زہر بھرا ہوا تھا انصر نے اسی رات فون کر کے اپنے وکیل کو بلوا کر ساری جائیداد بینک بیلنس اس کے نام کروا دیا تھا اکثر جائیداد فرزا اور حسن ہڑپ کر گئے تھے نازاں کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی، سبکتگین کی زیادتی والا قصہ انہوں نے اور وہاں جوڑنے کے لئے سنایا تھا جو نازاں کے حق میں زہر قاتل ثابت ہوا تھا وہ اپنے ہی دام میں پھنس گئی تھی سبکتگین کے یہاں قیام کے دوران وہ اس سے بڑی محبت سے پیش آئی اس کی واپسی روانگی کے دوران ہی پپا پر دل کا آخری اٹیک ہوا اور وہ خالق حقیقی سے جا ملے مرنے سے پہلے وہ جان گئے تھے کہ ان کا بیٹا بے قصور ہے۔

سبکتگین دوبارہ دو ماہ کے بعد آیا اس نے ہوٹل سے نازاں کو فون کیا وہ دوڑی چلی آئی۔ "نازاں میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے دھماکا کیا۔

"ہمم..... مگر..... "نازاں کے ہونٹ کپکپا گئے۔ "تم پہلے ممی سے بات کرو۔"

"مجھے علم ہے تمہارا بھائی اور ممی تمہاری شادی نہیں ہونے دیں گے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم کورٹ میرج کریں گی پھر انہیں بتائیں گے تم کل آ جانا ہم مانسہرہ جا کر شادی کریں گے اگر تمہیں اعتراض ہے تو مت آنا۔" اس نے نازاں کی جان گویا سولی پر لٹکا دی۔ وہ دوسرے روز ہوٹل وہ سبکتگین والے کاغذات بھی لے آئی تھی جو اس نے الزام لگا کر حاصل کیے تھے۔ ہوٹل سے چیک آؤٹ کر کے وہ مانسہرہ روانہ ہو گئے۔

سبکتگین بستر پر اس کے کپڑے ڈال گیا تھا جو اس نے نہا کر بدل لئے اور ہلکا ہلکا میک اپ بھی کر لیا اس نے آئینے میں خود کو دیکھا تو شرما گئی۔

"سبکتگین میں آج تمہیں جیت لوں گی۔" وہ پر غرور انداز میں اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"مولوی صاحب آ گئیں یہ ہے دولہن۔" سبکتگین خود مولوی کے ساتھ اندر آ گیا اسے دولہن کے لفظ پر گدگدی سی ہوئی وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔

☆☆

"رباب ادھر آؤ" آفس سے واپسی پر وہ اسے پکار رہا تھا رباب ہانی کو کندھے سے لگائے تھپک رہی تھی آج ہانی نے پہلا قدم اٹھایا تھا اسے بہت خوشی ہوئی تھی وہ دانت بھی نکال رہا تھا سلجوق اور وہ سارا دن بار بار اپنی انگلی اس کے منہ میں ڈال کر ہانی سے کٹواتے رہتے وہ بھی قلقاریاں مار کر خوش ہوتا جیسے کوئی معرکہ سر کر لیا ہو اس نے ہانی کو دیوار کے پاس کھڑا کیا اور خود قدرے دور جا کھڑی ہوئی۔

"مجھے پکڑو۔" اس نے تالی بجائی ہانی ننھے منے قدم اٹھاتا گرتا پڑتا اس تک پہنچ گیا رباب نے اسے چوم چوم کر سرخ کر ڈالا تھوڑی دیر پہلے ہی وہ اس کے کندھے سے لگے لگے سویا تھا۔ سبکتگین کے بلاوے پر وہ اسے یونہی اٹھائے آ گئی۔

"جی۔" وہ دروازے میں کھڑی تھی۔ سبکتگین جوتے اتار رہا تھا۔

"اسے تو جا کر لٹا آؤ۔" رباب کو یوں لگا جیسے وہ ہانی کو اس کے ساتھ دیکھ کر خوش نہیں ہوا ہے۔

"توبہ کیسا باپ ہے۔" اسے دل میں دکھ سا محسوس ہوا۔

"جو کہنا ہے کہہ لیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں" اس نے ہانی کو دوسرے کندھے پر منتقل کیا وہ جھنجھلا کر رہ گیا۔

"یہ پیکٹ اٹھا لو۔" اس نے سرمئی شاپر کی طرف اشارہ کیا۔ رباب نے اٹھا لیا وہ کافی بھاری تھا اس نے کمرے میں آ کر دیکھا تو خوشی سے اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا وہ بی اے کی کتابوں کا تھا اس نے بے اختیار کتابوں کو سینے سے لگا لیا۔ وہ سبکتگین کو کھانا دینے آئی تو اس نے ہانی اور سلجوق دونوں سو چکے تھے وہ شدت سے منتظر تھی کہ وہ کیا کہتا ہے کھانا کھا کر وہ ہاتھ دھونے چلا گیا وہ برتن رکھ آئی۔

"جاؤ اپنی کتابیں لے آؤ۔" حکم ہوا وہ لے آئی۔

"چیک کر لی ہیں ناں تمہاری مطلوبہ کتابیں یہی ہیں۔" اس کا لہجہ استفہامیہ تھا۔

"جی ہاں یہی ہیں۔"

"میں تمہاری کتابیں لے آیا ہوں حالات بہتر ہوتے تو میں تمہارا ایڈمیشن بھی کروا دیتا۔ ابھی تھوڑی سی پرابلم ہے انشاء اللہ بہت جلدی تمہاری اسٹڈیز ریگولر ہو جائے گی تب تک تم جو چیپٹرمس ہوئے ہیں مجھ سے پڑھ لو" اس پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری تھی اس کا ذہن اسی جملے پر اٹکا ہوا تھا۔

"انشاء اللہ تمہاری اسٹڈی بہت جلد ریگولر ہو جائے گی۔" یعنی وہ دوبارہ سے پڑھ سکے گی اپنے خوابوں کی تکمیل کر سکے گی سامنے بیٹھے اس شخص نے ابھی جو کہا تھا کیا وہ اس کی سماعتوں کا فریب تھا یا سچ تھا۔

"کیا واقعی میں دوبارہ پڑھ سکوں گی۔" وہ یوں پوچھ رہی تھی جیسے اسے یقین نہ آیا ہو۔

"ہاں اس لئے تو تمہاری کتابیں لایا ہوں اب تو یقین کر لو۔" وہ ہلکے سے جان لیوا انداز میں مسکرایا۔

"تھینک یو میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھلا سکوں گی۔" مارے ممنونیت کے اس کی آواز بھرا گئی۔

"میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا ہے بلکہ ایک احسان اتارا ہے جو برسوں پہلے میرے اوپر کسی مہربان نے لاد دیا تھا۔" اس کی نگاہوں میں وہ منظر لہرا گیا جب برسوں پہلے وہ لاہور ایچی سن کالج میں اپنے ڈاکومنٹس غفور چاچا کے کہنے پر لینے آیا تھا۔ یہ دیا جلتے رہنا چاہئے تھا اس احسان کے سلسلے کو جاری رہنا چاہئے تھا اس نے کسی سفرنامے میں ایک سیاح کے واقعات پڑھے تھے جس کی انڈیا میں قیام کے دوران جیب کٹ گئی تھی اس پہ ہوٹل کا بل واجب الادا تھا سفر کے لئے پھوٹی کوڑی نہ تھی اسی پریشانی کے عالم میں اسے ایک سکھ ملا اس آدمی نے اپنی پریشانی اسے بیان کی تو اس نے مطلوبہ رقم اسے ادھار دی سیاح نے وعدہ کیا کہ میں اپنے ملک جاتے ہی آپ کی رقم بھیج دوں گا پھر وہ سیاح واپس گیا تو وعدے کے مطابق اس سکھ کو رقم منی آرڈر کر دی۔ مگر رقم جوں کی توں واپس آ گئی سکھ نے خط لکھا تھا کہ جب تم کسی اپنے جیسے پریشان حال پردیسی کو دیکھو تو یہ رقم اسے دے دینا برسوں پہلے میں بھی تمہاری طرح کی صورت حال میں گرفتار ہو گیا تھا تو ایک شخص نے مجھے رقم دی تھی میں نے جب اسے پیسے واپس کئے تو اس نے دوبارہ مجھے دے دیئے اور جو میں نے کہا اسی نے مجھے کہا تھا کہ لہٰذا جب تم مجھ سے ٹکرائے تو اس رقم کے اصل مستحق مجھے تم ہی لگے ہو اپنے جیسے کسی مستحق کو دے دینا۔"

سبکتگین پر اس قصے نے خاصا اثر ڈالا تھا سو اس احسان کا مستحق رباب کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو تتلیاں پکڑتے پکڑتے گھر سے دور نکل آئی تھی اور اسے واپسی کا راستہ ہی یاد نہیں تھا ضروری تھا کہ اس کی درست رہنمائی کی جائے۔

"کیا بنو گی۔" اس نے رباب کا دھیان بٹانے کی خاطر پوچھا۔

"وکیل یا جرنلسٹ" اس نے جواب دیا۔

"تم میڈیکل یا ٹیچنگ کے شعبے کو بھی منتخب کر سکتی تھیں لا یا جرنلزم پڑھنے کی کوئی خاص وجہ کیوں کہ یہ دونوں شعبے لڑکیوں کے لئے خاصے ہارڈ اور ٹف ہوتے ہیں۔"

"ہاں ایک وجہ ہے جب میں چھوٹی تھی تو مارشل آرٹ سیکھنا چاہتی تھی تا کہ جو میرے اوپر زیادتی کرے میں اس کے ہاتھ توڑ سکوں رفتہ رفتہ مجھ پر کھلا کہ میں خیالی دنیا میں رہتی ہوں جیسے فلموں کی ہیروئن ہوتی ہیں جو دشمنوں کو مار مار کر بھرکس نکال دیتی ہیں میں نے بچپن میں جب پپا زندہ تھے ایک فلم دیکھی تھی پپا کے مرنے کے بعد ایکشن اور مارشل آرٹ کے جوہر میرے ذہن پر چھا گئے تھے اس لئے میں مارشل آرٹ سیکھنا چاہتی تھی جوں جوں بڑی ہوتی گئی تلخ حقیقت منکشف ہوتی گئی کیوں نہ میں اپنی ذہانت سے سب کو شکست دوں کہ جو کام میرے ہاتھ نہیں کر سکتے وہ دماغ تو کر سکتا ہے میں کمزور ہوں ارادے تو کمزور نہیں ہیں۔" وہ جذب سے بولتی گئی۔

"بہت خوب مان گیا۔" سبکتگین نے تالی بجائی تو وہ جھینپ گئی۔

"پھر کب سے پڑھائی شروع کرنے کا ارادہ ہے۔"

"بس کل سے ہی شروع کر لیتی ہوں۔"

"گڈ رات دس سے لے کر بارہ بجے تک کا وقت مناسب رہے گا تب تک ہانی اور سلجوق سو جاتے ہیں تم آرام سے پڑھنا جو ابواب رہ گئے ہیں انہیں جلد کور کرنے کی کوشش کرنا۔" رباب نے سر ہلا دیا۔

"اب میں جاؤں۔" وہ اجازت طلب نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون سا میرے کہنے سے رکو گی۔" وہ ذو معنی انداز میں بولا تھا۔

رات وہ ہانی اور سلجوق کو سلا کر کتابیں لے کر اس کے پاس آ گئی اس کے پڑھانے کا انداز عام فہم اور بھرپور تھا اسے کہیں بھی مشکل نہیں ہوئی پہلے دن اس نے اسے ڈیڑھ گھنٹہ پڑھایا۔

"اچھی لڑکی اب سو جاؤ دن بھر کام کرتی رہتی ہو تھک گئی ہو گی۔" وہ نرمی سے بولا تو رباب کو بہت اچھا لگا کہ اتنے دن بعد ہی سہی اسے اس کا خیال تو آیا ہے پھر اس نے اسے اچھی لڑکی کہا تھا یہ پہلا

شخص تھا جس نے اس واقعے کے بعد اس کی اچھائی کا اعتراف کیا تھا۔ یوں لگ رہا تھا رباب کے بارے میں اس کے خیالات بدل رہے ہیں یہ ایک خوش آئند بات تھی۔

☆☆

سبکتگین کا دوست آیا ہوا تھا اس نے اسے چائے لے کر ڈرائنگ روم میں آنے کو کہا تھا وہ ٹرالی کو دھکیلتی اندر چلی آئی سبکتگین کا دوست اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا رباب نے اسے سلام کرنا چاہا تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"احتشام بھائی آپ۔"

"رباب آپ۔" دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا سبکتگین دونوں کی حیرانی کو انجوائے کر رہا تھا۔

"تم مجھے شادی پر بلا نہیں سکتے تھے۔" وہ ناراضگی سے بولا۔

"تم تو ہمیشہ ہی سفر میں رہتے ہو کیسے بلاتا۔"

"آئی ایم سوری رباب میں اور احتشام دوست ہیں یہ میرا بڑا پکا دوست ہے اگرچہ ہم دونوں کی دوستی زیادہ پرانی نہیں ہے۔" سبکتگین نے تعارف کرایا تو رباب نے اسے بتایا کہ مسز جواد کے حوالے سے ان سے جان پہچان ہے۔

"سبکتگین تم بہت لکی ہو رباب بہت عمدہ لڑکی ہے مضبوط کردار کی، سچ پوچھو تو مجھے ان بہنوں کی بلند کرداری نے ہی متاثر کیا تھا رباب کے خیالات بڑے اعلیٰ اور سلجھے ہوئے ہیں آپی نے مجھے بتایا تھا کالج میں پڑھائی کے بعد یہ لڑکی ٹیوشن دے کر گھر آتی تھی راتوں کو جاگ جاگ کر اخبار کے لیے آرٹیکلز لکھتی تھی میں ان بہنوں کی مضبوطی پر بہت حیران ہوتا ہوں باپ ان کا نہیں ہے بھائی بھی نہیں ہے اس کے باوجود بھی یہ اتنی فرمانبردار اور نیک ہیں۔" احتشام نے کہا تو وہ چونک پڑا۔

"اچھا نجل اسی کی بہن ہے وہی لڑکی جسے تم پسند کرتے ہو مجھے یاد آ گیا ہے تم دو بہنوں کا بہت ذکر کرتے تھے واہ کتنا حسین اتفاق ہے ان میں سے ایک میری بن چکی ہے۔"

"ہاں تم تو منزل پا چکے ہو میں بھٹک رہا ہوں اور جانے کب تک بھٹکتا رہوں گا رباب اور نجل جیسی لڑکیاں تو قسمت والوں کو ملتی ہیں۔" احتشام کے لہجے میں حسرت سی تھی۔

"مایوس کیوں ہوتے ہو میں ہوں ناں تمہارے ساتھ، میں تمہارا مقدمہ لڑوں گا۔"

"ہاں تیسری بار مقدمہ لڑا جائے گا اور تیسری بار میں پھر ہار جاؤں گا۔"

"ایسے تو مت کہو انشاء اللہ بہتر کرے گا میں بھی کچھ کرتا ہوں فی الحال یہ چائے لو۔" سبکتگین نے چائے کی پیالی اسے تھمائی۔

urdunovels.net

"سنو کل ٹھیک آٹھ بجے تم اور رباب پی سی پہنچ جانا تمہاری دعوت ڈیو ہے مجھ پر اگلے روز تم مجھے پی سی میں ڈنر دے کر حساب برابر کر دینا۔" چلتے چلتے احتشام نے اسے پھر یاد دہانی کرائی تو وہ اس کی چالاکی پر مسکرا دیا۔

ہانی اور سلجوق کو اس نے شام میں سلوط کی طرف چھوڑ دیا تھا رباب وارڈروب میں سے کپڑے نکال کر پھیلائے بیٹھی تھی سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا پہنے اس کی بری اور جہیز کے اکثر سوٹ ابھی سوٹ کیس میں بند تھے کامدار ریشمی کپڑے اسے خاص پسند نہیں تھے اس لئے وہ سادہ کپڑے ڈھونڈ رہی تھی۔ ریڈ اور ییلو کلر کا سوٹ اس نے اٹھا لیا ییلو کلر کا چوڑی دار پاجامہ تھا ییلو کلر کی اپر شرٹ تھی جس کی آستینوں پر ریڈ بارڈر بنا ہوا تھا اسی ڈیزائن کا دوپٹہ تھا۔ اس نے پہن کر دیکھا تو اپنا سراپا اچھا لگا بال پر برش کر کے اس نے کھلے چھوڑ دیے۔ وہ تیار ہو کر باہر نکلی تو سبکتگین کار نکال رہا تھا رباب کا خیال تھا کہ وہ کوئی ستائشی جملہ کہے گا مگر اس نے تو ایک نظر تک نہیں ڈالی اسے افسوس سا ہوا۔ واپس آ کر بھی وہ یونہی رہا جانے ایک دم وہ سخت سا کیوں ہو گیا تھا اس نے سلوط کے گھر فون کر کے کہا کہ ہم واپس آ چکے ہیں رحیم کے ساتھ سلجوق اور ہانی کو بھجوا دیں۔

اس وقت رات کے دس بج چکے تھے سردیوں کی طویل رات تھی تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کی نرم و گرم پناہوں میں محو خواب تھے اس وقت رباب کا فون کرنا سلوط کو حیران کر گیا اور قدرے اسے بھی اس غیر لڑکی کو جوان کے خیال میں چھوٹی اور نا تجربہ کار تھی ہانی اور سلجوق کا کتنا خیال تھا اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتا۔ وہ فون کر کے ریسیور رکھ کر مڑی تو سبکتگین کو دروازے پر کھڑا پایا جو اسے کافی غضب ناک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ اس وقت فون کر کے ہانی کو سلجوق کو بلانا ضروری تھا وہ کہیں بھاگے تو نہیں جا رہے تھے اپنوں کے پاس تھے۔" اسے سبکتگین کا غصہ کرنا بھایا نہیں۔

"مجھے اکیلے سونے کی عادت نہیں ہے ناں اس لئے۔" اس نے لولی لنگڑی سی دلیل دی۔

"دوسروں کو اکیلا کر دینے کی عادت ہے۔" وہ تلخی سے بولا اور پلٹ گیا۔ یہ ہانی اور سلجوق تو اس کے رقیب بنتے جا رہے تھے جب بھی دیکھو اس کے پاس گھسے رہتے ہانی تو اس کی جان چھوڑتا تھا سلجوق سارا دن اس کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا اور اس بے خبر کو بھی تو ان دونوں کے سوا کسی کی گویا خبر ہی نہیں تھی لگتا تھا اس کی جان ان دونوں میں ہے وہ ذرا بھی اوجھل ہوتے وہ بے چین ہو جاتی گزشتہ کچھ روز سے اسے یہ محبت و لگاوٹ ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی نہ جانے کیوں کہ وہ ان سے لاپروا ہو جائے۔

☆☆

اسے مراد کے ساتھ سول کپڑوں میں کہیں جانا تھا اس نے مراد سے کہا تھا تم تیار رہنا میں تمہیں گاڑی میں پک کرلوں گا۔ سبکتگین شرٹ پہننے لگا تو دیکھا اس کا اوپر والا بٹن ڈھیلا ہے یوں لگ رہا تھا کسی بھی لمحے ٹوٹ کر گر جائے گا اس نے رباب کو آواز دی وہ ہانی کو اٹھائے چلی آئی۔

"یہ بٹن تو ذرا ٹھیک کردو۔" اس نے شرٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"ابھی نہیں ہانی اتنی مشکل سے چپ ہوا ہے اگر میں نے اسے نیچے اتارا تو یہ پھر رونا شروع کر دے گا آپ خود بٹن لگا لیں ناں۔" اس نے ہانی کو چمکارتے ہوئے اسے مشورہ دیا تو سبکتگین کی بھنویں تن گئیں۔

"محترمہ سی ایس ایس کے بعد میں نے پولیس کی ٹریننگ لی تھی بٹن لگانے کی نہیں۔" اس کا دلی غصہ چہرے پر بھی جھلک آیا تھا رباب گھبرا گئی۔

"اچھا میں لگا دیتی ہوں۔" اسے غصیلے لوگوں سے ڈر لگتا تھا اس لئے ہانی کو ٹیبل کے ساتھ کھڑا کر کے فوراً اس کے پاس آئی سبکتگین خاصا لمبا تھا رباب کو پنجوں کے بل کھڑے ہو کر بٹن لگانے کا عمل کرنا پڑ رہا تھا ہانی چلتے چلتے اس کے پاس آ گیا تھا وہ بٹن کے سوراخ میں سوئی ڈالتے ہوئے ہانی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہانی جانو بس ایک منٹ" ہاتھ شرٹ پر مصروف عمل تھے اور نظر ہانی پر، سوئی بڑے زور سے سبکتگین کے سینے میں گھسی تھی۔

"ہائیں یہ سوئی کہاں گئی۔" وہ ذرا اونچی ہوئی۔

"یہ سوئی۔" اس نے زور سے سوئی کھینچ کر نکالی تو وہاں خون کا ایک ننھا سا قطرہ ابھر آیا۔ یہ معمولی تکلیف اس کے لئے خاص اہمیت نہیں رکھتی تھی اہمیت تھی تو رباب کی بے نیازی کی جو اس کے اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی ہانی ہی میں اٹکی ہوئی تھی۔

"اوہ آئم سوری میں نے دیکھا ہی نہیں۔"

"ہاں ہمیں بھلا آپ کو کہاں نظر آ سکتا ہوں جائیں ہانی کو اٹھائیں وہ آپ کے لئے بے قرار ہو رہا ہے۔" وہ سخت رکھائی سے بولتا وارڈروب سے دوسرا سوٹ نکالنے لگا رباب کو آپ سے مخاطب کرنا اس کی ناراضگی کی نشاندہی کر رہا تھا مگر رباب کو کہاں پروا تھی وہ تو جان چھوٹنے پر شکر ادا کرتی ہانی کو لے کر چلی گئی تھی۔

☆☆

آج سلجوق اس کے بیڈروم میں گھس گیا تھا اور خاصی دیر اس کی اہم چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا نہ جانے کس طرح اس نے سیاہی کی بوتل کھولی تھی کھلی بوتل چھوٹ کر فائل پر گر گئی تھی سبکتگین نے دیکھا تو زوردار تھپڑ دے مارا وہ زور سے رونے لگا رباب بھاگتی ہوئی آئی۔

"پاپا انکل نے مارا ہے' پپا انکل گندے۔" اس نے گال پر دونوں ہاتھ رکھے ہوئے تھے اس بری طرح سے وہ سسک کر رو رہا تھا رباب نے جھٹ اسے اٹھا لیا تھا۔

"کتنے سنگدل باپ ہیں آپ' آپ جیسا شقی القلب شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا آپ نے اس معصوم کو کتنی زور سے تھپڑ مارا کیا اسے لگا نہیں ہوگا' نفرت ہے مجھے آپ سے۔" وہ سلجوق کے ساتھ خود بھی رو رہی تھی روتے روتے وہ اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔

سلجوق کسی طرح بھی چپ ہونے میں نہیں آ رہا تھا اسے دیکھ دیکھ کر ہانی بھی روئے جا رہا تھا وہ ان دونوں کو لپٹائے رو رہی تھی جیسے آج ہی یتیم ہوئی ہو۔ سلجوق اور رباب نے رات کو کھانا کھایا اور یونہی سو گئے۔

سبکتگین کے دل میں تاسف کی لہریں اٹھی اسے خود پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا بھلا رباب کا بدلہ سے لینے کی کیا تک تھی اس نے تو کبھی اسے ڈانٹا تک نہیں تھا اور آج اس پر ہاتھ اٹھا بیٹھا تھا بھی چین نہیں آ رہا تھا بستر پر جیسے کانٹے اگ آئے تھے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ہانی اور سلجوق کے بیڈروم کی طرف بڑھا۔ ہانی آج بے بی کاٹ میں سو رہا تھا رباب اور سلجوق ساتھ سوئے ہوئے تھے۔ رباب کا ایک بازو اس کے سر کے نیچے تھا اور دوسرا اس کے گرد مضبوطی سے لپٹا ہوا تھا سلجوق نے بھی اسے آخری سہارے کی طرح تھاما ہوا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیڈ کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا اور سلجوق کو اس کے گھیرے سے نکالنے کے لئے جھکا رباب کی آنکھ کھل گئی سلجوق بھی جاگ گیا ساتھ ہی اور بھی مضبوطی کے ساتھ رباب سے لپٹ گیا تھا۔

"یار معاف کر دو ناں مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔" اس نے اسے رباب سے الگ کر ہی لیا۔

"نہیں ہیں آپ ہمارے پاپا انکل پپا تو بہت اچھے ہیں جب وہ آئیں گے تو میں انہیں بتاؤں گا کہ پپا انکل بہت گندے ہیں۔" توبہ کتنا سنگدل بچہ ہے اسے باپ سمجھنے سے انکاری ہو گیا۔

"ہاں ہاں بیٹا بتانا۔" اس نے اپنے لب سلجوق کے گال پر رکھ دیئے اور اسے سینے سے لپٹا کر کھڑا ہو گیا۔

"آج ہم دونوں سوئیں گے صبح میں تمہیں ڈھیر ساری چاکلیٹس دلاؤں گا۔" وہ اسے اٹھا

اپنی طرف مائل کر رہا تھا۔ رباب کو دل میں بہت غصہ آیا وہ اسے اٹھا کر چلتا بنا تھا۔
دوسرے روز ڈیوٹی سے واپس آ کر تمام وقت ہانی اور سلجوق کے ساتھ کھیلتا رہا اب ان دونوں کا واضح طور پر جھکاؤ اس کی طرف تھا رات وہ کھیلتے کھیلتے اس کے پاس ہی سو گئے تھے رباب کو بری طرح رونا آیا وہ ظالم دیو بچوں پر قبضہ جما کر بیٹھ گیا تھا وہ ہانی کو لینے اس کے پاس آئی دونوں بھائی سو رہے تھے اور وہ بیٹھا موٹی سی کتاب میں غرق تھا اس نے ہانی کو اٹھانا چاہا تو اس نے روک دیا۔
"اں ہاں نہیں یہ میرے بچے ہیں میرے پاس سوئیں گے۔"
تو کیا وہ ان کی کچھ نہیں لگتی جو ان سے اتنی محبت کرنے لگی ہے پہلے اسے اپنے بچے یاد نہیں آئے اب ان پر حق جتا رہا تھا اس کے گلے میں پھندا سا لگنے لگا گویا اس کی ساری ریاضتیں بیکار رہی تھیں وہ چپ چاپ واپس آ گئی رات ہانی جب گلا پھاڑ پھاڑ کر رویا تو والد محترم خود اسے رباب کے پاس چھوڑ گئے۔

☆☆

وہ اب دوپہر کو سو کر اٹھی تو ڈرائنگ روم سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں اس نے جھانکا تو تجل آپی تھیں ساتھ میں سبکتگین بھی تھا۔
"ہائیں یہ کب آئے اور تجل آپی...." وہ سوچ رہی تھی۔
"سبکتگین بھائی اگر ایسا ہو جائے تو اچھا ہے ارے رباب آؤ ناں رک کیوں گئیں میں آئی تو تم وہاں نہیں انہوں نے روک دیا کہ مت اٹھانا" تجل کی نظر بولتے بولتے اس پر پڑی تو اسے پکار لیا وہ اس کی گود میں سر رکھ کر کارپٹ پر بیٹھ گئی۔
"آپی میں آپ کے پاس آ کر رہنا چاہتی ہوں میں بہت خوفزدہ ہوں۔" اتنے دنوں بعد آپی کو دیکھ کر دل ضدی بچہ بن گیا تھا وہ دھیرے دھیرے اس کے بالوں پر انگلیاں پھیرنے لگی جیسے امی کرتی تھیں وہ بھی تو رات کو ان کے پاس سوتی تھی تجل کو اکثر اوقات ہنسی آ جاتی تھی۔
"اتنی بہادر بنتی ہو چڑیا سا دل ہے۔" وہ اسے چھیڑتی تھی۔
"رباب اب تمہارے لئے وہاں کچھ نہیں بچا ہے مت آنا کوئی تمہارا منتظر نہیں ہے۔ یہی تمہارا گھر ہے ناں سبکتگین بھائی۔" اس نے تائید چاہی۔
"نہیں آپی میں جاؤں گی میری امی کی نشانیاں ہیں پپا اور بڑے ابو کی خوشبو ہے وہاں، میں وہاں اپنے کمرے میں، آپ کے پاس سوؤں گی" وہ مان ہی نہیں رہی تھی تجل زچ ہو گئی وہ اس پاگل لڑکی کو کیسے سمجھائے کہ اس گھر میں اس کے لئے جگہ نہیں ہے تو رباب کے لئے کہاں

گنجائش ہو گی شاہ میر کے پرپوزل کے بعد فضا میں تناؤ سا آ گیا تھا کیوں کہ افشاں، خمار اور ا...
کے لئے مطلوبہ رشتہ مل ہی نہیں رہا تھا اس عالم میں کوئی پرپوزل تجل کے لئے آئے کسی کو کہاں گوارا
تھا۔ لہٰذا الگ غصے میں تھا جیسے سارا قصور ہی اس کا ہو۔

ڈور بیل بجی سبکتگین اٹھ کر چلا گیا واپسی پر اس کے ساتھ احتشام تھا تجل اسے دیکھ کر چونک گئی۔

"رباب آؤ مہمان کی خاطر مدارات کرتے ہیں۔" سبکتگین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور ...
لے گیا۔ کمرے میں خاصی دیر خاموشی طاری رہی احتشام کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔

"تجل کیسی ہیں۔"

"ٹھیک ہوں۔"

"تجل میں آپا کو ایک بار آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔"

"نہیں احتشام خدارا ایسا مت کریں مجھ میں اور تیر کھانے کی ہمت نہیں ہے میرے ساتھ ...
تیروں کی لپیٹ میں میری معصوم بہن رباب بھی آ جاتی ہے میں خواب نہیں دیکھنا چاہتی۔

میں خزاں کی دھوپ کا ہوں آئینہ میں الگ ہوں کہ ہزار ہوں
کہیں آنسوؤں کا قافلہ کہیں جگنوؤں کی قطار ہوں
کوئی تارا ٹوٹ کے گر گیا کوئی چاند چھت سے اتر گیا
کسی آسماں کی چال ہوں جو بکھر گیا وہی ہار ہوں

"نہیں تجل خدارا ایسے مت کہو میں تمہیں ٹوٹا تارا نہیں بننے دوں گا بس تم ایک بار ہاں کر ... ال
تمام کام سبکتگین کرے گا۔" وہ منت سے بولا اب احتشام کی یہاں موجودگی کی وجہ اسے سمجھ میں ...
تھی اس خیال سے وہ جھینپ گئی کہ سبکتگین کو سب کچھ پتہ ہے۔

"مگر رباب کو کوئی ٹھیس نہیں لگنی چاہئے۔" وہ نیم رضامندی سے بولی۔

"بابا نہیں لگے گی رباب کو ٹھیس اس کے لئے سبکتگین کافی ہے یہ اب اسی کا کام ہے تمہیں ...
اس کے لئے اتنا اداس دیکھ کر جیلس ہی ہو جائے۔" وہ مزے سے بولا۔

"کیوں۔"

"تمہارے لئے کوئی اتنا زیادہ فکرمند ہو تو میں اس سے ڈوئل لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤں گا ...
پھر پولیس آفیسر ہے آیا سمجھ شریف مین کہ نہیں۔" وہ شوخ لہجے میں بولا تو تجل کے چہرے پر لالی
چھا گئی۔

رباب آدھے گھنٹے سے ٹرے سجائے اندر جانے کے لئے بے تاب کھڑی تھی مگر

دروازے کے آگے جما کھڑا تھا دوبارا سے ڈانٹ بھی چکا تھا۔

"آپ مجھے اندر کیوں نہیں جانے دے رہے سب کچھ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" وہ روہانسی ہوگئی۔

"تم کیوں عین وقت پر ولن کی طرح انٹری دینا چاہتی ہو خواہ مخواہ ظالم سماج بننے کا شوق ہے نہیں۔" پھر اس نے ڈانٹ دیا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں ہے ظالم سماج بننے کا۔" وہ اس الزام پر تلملا گئی۔

"ہے ناں جبھی تو کہہ رہا ہوں اور میرے معاملے میں تم ہی ظالم سماج ہو۔" وہ مزے سے بولا۔

"اچھا مجھے جانے دیں کافی دیر ہوگئی ہے انہوں نے بات کر لی ہوگی۔" سبکتگین نے اس کو احتشام کی وجہ آمد سے آگاہ کر دیا تھا اس کے لئے یہ خوشی کی بات تھی کہ بجل آپی کی ان سے شادی ہو جائے۔

"مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو تم ہو۔" رباب ٹرے لے کر نکلی تو پیچھے سے وہ گنگنایا اس نے سنی ان سنی کر دی۔ کمرے کا ماحول بدلا بدلا لگ رہا تھا احتشام بھائی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی اور بجل آپی جھینپی لگ رہی تھیں سبکتگین کے روکنے کی وجہ اسے سمجھ میں آ گئی تھی۔

☆☆

اس صدی کی سب سے حیرت انگیز بات یہ ہوئی بجل کے لئے کہ سب گھر والوں نے احتشام کا سوال اوکے کر دیا خوشی سے رباب کی حالت غیر ہوگئی تھی امی کے مرنے کے بعد یہ سب سے بڑی خوشی اسے ملی تھی ورنہ اپنی شادی تو اسے جرم ہی لگتی تھی جب لوگ کہتے کہ بڑی کے پہلے چھوٹی کی کیوں ہوئی ہے تو اسے بہت دکھ ہوتا اس نے اپنی خواہش اور خوشی سے تو اپنی شادی نہیں کی تھی۔

اس دیر سے گھر آنے لگا تھا وہ اور احتشام دونوں ساتھ نکلتے تھے پھر سبکتگین نے بجل کی شادی کے لئے ڈھیروں شاپنگ کی اس کے لئے گفٹس خریدے رباب کو بجل کے لئے اس کی یہ توجہ یہ محبت اپنائیت بہت اچھی لگی تھی۔ بجل کی مایوں کی رات جب سب چلے گئے تو وہ رو پڑی تھی سبکتگین اس کے پاس تھے۔

"اب کیوں رو رہی ہو۔" وہ اس کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

"آپ نے میرے لئے بھائیوں سے بڑھ کر کیا ہے۔ اگر میرا سگا بھائی ہوتا تو وہ بھی نہ کرتا آپ واقعی فرشتہ ہیں۔" وہ بھیگے بھیگے لہجے میں بول رہی تھی۔

"میں انسان ہوں فرشتہ نہ بناؤ کیونکہ فرشتے میری طرح نہیں ہوتے اور میں تمہارا بھائی ہی تو

ہوں تمہاری مشکلات کے دن گنے جا چکے ہیں تم کوئی لاوارث اور بے سہارا نہیں ہو میں ہوں تمہارا محافظ تمہارا بھائی۔“ اس نے تجل کے سر پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا تو وہ اس کے کندھے سے سر ٹکا کر خوب روئی وہ دھیرے دھیرے اس کا سر تھپکتا رہا تجل کے رونے میں کمی آ گئی۔

تجل اور احتشام کی شادی پورے دھوم دھڑکے کے ساتھ ہوئی۔ عاقب بھی آیا ہوا تھا۔ رباب نے دیکھا اس کا چہرا بجھا بجھا سا ہے یہی حال فہد کا تھا اس کے چہرے پر سب کچھ کھو دینے کا غم نمایاں تھا آنکھیں دھواں دھواں تھیں۔ رباب نے ایک بات نوٹ کی کہ جیسے شادی کی یہ رسمیں مجبوری کی حالت میں سر انجام دی جا رہی ہوں آمنہ اور رفعت چچی کے ہونٹوں پر مجروح سی مسکراہٹ تھی افشاں اور خمارا سے پوری شادی میں نظر نہیں آئیں۔ اسے عریشہ اور موسیٰ کی باتیں یاد آ رہی تھیں وہ کہتی تھیں دیکھیں گے جب تمہاری تجل آپی کے لئے کوئی شہزادہ آئے گا اور سچ مچ شہزادہ آ گیا تھا۔ قیدی شہزادی کو رہا کروا کر وہ آسودہ فضاؤں میں لے گیا تھا جہاں گھٹن اور حبس نہیں تھا۔ اللہ نے صابروں کے لئے بشارت دی ہے تجل کو صبر کے انعام میں احتشام جیسی خوش خبری ملی تھی شادی کے تیسرے دن وہ احتشام کے ساتھ ورلڈ ٹور پر نکل گئی۔ رباب کو یہ سب خواب لگ رہا تھا جیسے آنکھ کھلے گی تو وہی منظر ہو گا مگر تائی آمنہ رفعت چچی کے اترے ہوئے چہرے اسے باور کرا رہے تھے کہ یہ خواب نہیں حقیقت ہے۔

☆☆

سلوط اور نگی دونوں آئی ہوئی تھیں۔ رباب کھانے کے بعد انہیں کمرے میں لے آئی۔

”ویسے رباب حیرت کی بات ہے تم نے آج تک سبکتگین کی پہلی بیوی کے بارے میں نہیں پوچھا۔“ نگی بولی۔

”کبھی خیال ہی نہیں آیا۔“ وہ مروت سے مسکرائی حالانکہ یہ جھوٹ تھا وہ اس کی پہلی بیوی کے بارے میں سوچتی تھی کہ وہ کیسی تھی اسے کہاں ملی تھی اور کیا بات ہوئی تھی کہ اس نے اپنی بیوی کو قتل کیا تھا اس قتل والی بات کو سوچ کر وہ اکثر خوفزدہ ہو جاتی تھی اس کی ہمت ہی نہیں پڑتی تھی کہ وہ اس سے پوچھے۔

”میری ممی کی پھپھو کی بیٹی تھی نازاں اس کے ساتھ بھائی جان کی شادی ہوئی تھی۔“ سلوط نے دھماکا کیا۔

”اور پتا ہے سبکتگین نے اسے بہکایا تھا وہ اس کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی۔ مانسہرہ میں دونوں کی شادی ہوئی تھی پھر اس سنگدل نے نازاں باجی کو قتل کر دیا اور بچوں کو لے کر یہاں

ہوا۔'' سلوط کی آنکھوں میں آنسو تھے رباب کے دل میں زلزلہ برپا ہوگیا کیا واقعی یہ شخص اتنا سنگدل ہے اگر ایسی ہی بات ہے تو یہ کتنا بڑا اداکار ہے کتنے روپ ہیں اس کے' سلوط نے نازاں کے رنگ و روپ کا نقشہ کھینچا تھا اس کی بتائی گئی تفصیل کے مطابق وہ بہت خوب صورت تھی پھر اس نے اس..... معصوم سی لڑکی کو کیوں قتل کردیا جس سے اس نے خود لو میرج کی تھی۔

''رباب یہ تمہاری ہمت ہے کہ تم اس کی بیوی بننے پر تیار ہوگئیں ہم نے شادی سے پہلے تمہاری والدہ کو سبکتگین بھائی کی زندگی کے ایک ایک گوشے کے بارے میں بتادیا تھا اس کے باوجود وہ تمہارے ساتھ ان کی جھٹ پٹ شادی کرنے کے لئے تیار تھیں ان کا کہنا تھا کہ تم عیب دار ہو۔''

گل نے ایک تیر جیسے اس کے پہلو میں اتار دیا اسے شادی سے پہلے یہ سوچنے کی مہلت ہی نہیں ملی کہ وہ کون سا عیب دار ہے جس کے ساتھ اس کی شادی ہو رہی ہے وہ تو سمجھ رہی تھی کہ گل اور سلوط بے خبر ہیں مگر یہاں تو سارے جہان کو اس کے ناکردہ گناہ کی خبر تھی اپنی دانست میں تائی نے اس پر احسانوں کا بوجھ لاد دیا تھا۔ احتشام اور شاہ میر کے رشتے جب نجل کے لئے گئے تو فوراً انکار کیا اور سبکتگین کا رشتہ فوراً ہی قبول کرلیا گیا تھا اس لئے کہ وہ قاتل تھا شقی القلب تھا سنگدل تھا دو بچوں کا باپ تھا اس کی ان ہی ''خوبیوں'' کی وجہ سے اس کی شاندار پرسنالٹی سے قطع نظر ہاں کردی گئی تھی اگر عریشہ' عطیہ' افشاں یا موسو کے لئے ایسا پرپوزل آتا تو کیا اس پر کوئی سوچنے کی زحمت بھی گوارا کرتا کھٹ سے انکار کردیا جاتا۔

اسے تایا ابا پر بھی حیرت ہو رہی تھی وہ بیویوں کے بہکاوے میں آ گئے تھے ایک قاتل کے ساتھ کس آسانی سے اسے نتھی کردیا تھا کیا خبر وہ اسے بھی مار کر تیسری شادی کرلیتا۔

''سبکتگین بھائی کو علم ہے۔'' سلوط معنی خیز انداز میں بولی تو رباب نے موضوع بدل دیا۔

''آپ کی ممی کہاں ہوتی ہیں۔'' اس نے پوچھا۔

''وہاں ہوتی ہیں اپنے پرانے گھر میں۔''

''انہوں نے بیٹے کی شادی میں شرکت کیوں نہیں کی۔'' رباب نے پوچھا تو گل نے کھٹ سے جواب دیا۔

''بیٹے کے کرتوتوں کی وجہ سے' انہوں نے ان کی کزن کو مار دیا وہ کیسے شادی میں آتیں۔''

اسے دل چاہا پوچھے کہ پھر آپ نے یہ شادی کیوں کروائی تھی۔

وہ بچوں کے حوالے کرکے وہ چلی گئیں رباب کو سبکتگین سے بے حد خوف محسوس ہو رہا تھا وہ کمرے سے ہی نکلی رات اس نے زبردستی اسے پڑھانے کے لئے اٹھایا اس کا ذہن کتابوں

کے بجائے نازاں اور سبکتگین میں پھنسا ہوا تھا وہ بلیو پینٹ اور بلیو لائنوں والی شرٹ پہنے کسی گہری
گرم کپڑے سے بے نیاز اسے پڑھا رہا تھا وہ اسے دیکھ رہی تھی مضبوط قد وقامت کسرتی اور
مقناطیسی نگاہیں عمدہ ڈریسنگ مضبوط عہدہ کیا یہ شخص قاتل ہو سکتا ہے؟ اس نے اسے غور سے دیکھتے
ہوئے سوچا پھر وہ نازاں کے خیالوں میں مگن ہوگئی نازاں جیسی حسین و نازک لڑکی یہ شخص اس پہ کمل
اختیار و دسترس رکھتا ہوگا ان کی محبتوں کی گواہی ہانی اور سلجوق کی صورت میں تھی نازاں ان مضبوط
بازوؤں میں موم بن کر سمٹ آتی ہوگی پھر پھر اس نے کیوں قتل کیا؟

وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھی سبکتگین کافی دیر سے اس کی یہ کیفیت نوٹ کر رہا تھا رباب کی نظریں
ستائشی انداز میں تکی ہوئی نہیں تھیں بلکہ ان میں ایک الجھن اور گہرائی تھی۔

''آج یقین آ گیا کہ واقعی میں بہت ڈیشنگ اور ہینڈسم ہوں۔'' سبکتگین نے اس کی آنکھوں
کے آگے ہاتھ لہرایا تو وہ حواسوں میں آ گئی۔

''بس میں اب اور نہیں پڑھوں گی نیند آ رہی ہے۔''

وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا رباب کے ذہن میں شور سا مچ گیا ''قاتل قاتل''

''میں سونے جا رہی ہوں۔'' اس کی حیران نظروں کے سامنے سے وہ اٹھ آئی دوسرے روز سلمیٰ
اور نگی اسے ممی سے ملوانے لے گئیں وہیں اس پہ پہلی بار یہ عقدہ کھلا کہ یہ سبکتگین کی دوسری ممی ہیں

''خوب' تو تم ہو وہ لڑکی جو نازاں کی جگہ لینے آئی ہے۔'' انہوں نے سر سے لے کر پاؤں تک
اسے گھورا۔ ''مت اس خوش فہمی میں رہنا کہ اسے جیت لوگی۔ ''سبکتگین ولا'' میں قدم رکھنے
خواب دیکھنا چھوڑ دو جیسے نازاں چلی گئی ہے ویسے ویسے تم بھی چلی جاؤ گی۔ یوں اوپر۔'' وہ سرگوشی
میں بول رہی تھیں۔

''آؤ میں تمہیں اس درندے کا کمرا دکھاؤں جہاں وہ زبردستی اپنے سفلی جذبات کی تسکین کی
خاطر اسے لے گیا تھا۔'' وہ زبردستی اسے کھینچتی ہوئی ایک کمرے میں لے گئیں۔

''یہاں.... یہاں نازاں تھی اور وہاں وہ تھا۔'' وہ عجیب بہکے بہکے انداز میں بول رہی تھیں۔

''پھوپھو اور حسن میرا سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں مگر دیکھنا میں ایک ایک پیسہ لوں گی' الطاف کے
مرنے کے بعد انہوں نے میرے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ دیکھو حسن مجھے روز انجکشن لگاتا تھا
کہ میں پاگل ہوں تم بتاؤ میں کوئی پاگل ہوں۔'' وہ اسے جھنجھوڑنے لگیں رباب مارے خوف کے
تھرا گئی سلوط نے اسے چھڑایا وہ پھر اس کے قریب آ گئیں۔

''تم بہت پیاری ہو بہت نازک ہو وہ تمہیں گلا گھونٹ کے مارے گا۔'' انہوں نے اشارے

اسے تایا رباب کا جی چاہا یہاں سے بھاگ نکلے عجیب وحشت ناک سناٹا تھا اس گھر میں رباب نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ گھر تو بہت شاندار ہے مگر فرنیچر برائے نام ہے اور جو ہے وہ بھی سیکنڈ ہینڈ ہے۔

"دیکھا سبکتگین کی اس حرکت نے ان کا کیا حال کر دیا ہے ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ یہ نفسیاتی مریضہ ہیں۔" سلوط نفرت سے بول رہی تھی۔

جب رباب واپس آئی تو دیکھا کہ سبکتگین کی گاڑی پورچ میں کھڑی ہے اسے بہت خوف محسوس ہوا حالانکہ اسے تو اسے کوئی خطرہ نہیں تھا مگر سلجوق بھانڈا پھوڑ سکتا تھا وہ ابھی سوچ رہی تھی کہ اگر اس نے پوچھا کہاں گئی تھیں تو کیا جواب دینا ہے وہ اوپر سے اترتا نظر آیا۔

"سلوط اور نگی کی طرف گئی تھیں۔" اس نے پوچھا تو رباب نے اثبات میں سر ہلایا منوں بوجھ اس کے سر سے اتر گیا تھا۔

☆☆

وہ صبح سے ہانی اور سلجوق کو لے کر کہیں گیا ہوا تھا جب وہ رات آٹھ بجے کے قریب گھر میں داخل ہوا تو اکیلا تھا رباب کا خیال تھا کہ وہ نگی یا سلوط کی طرف ہوں گے اس نے فون کر کے پوچھا تو انہوں نے کہا یہاں تو وہ صبح سے نہیں آئے ہیں۔ وہ واش روم میں تھا رباب بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

"ہانی اور سلجوق کہاں ہیں؟" بے قراری اس کے لہجے سے عیاں تھی۔

"جہاں انہیں ہونا چاہئے تھا وہیں ہیں۔" وہ اطمینان سے بالوں میں برش کر رہا تھا۔

"کہاں آپ انہیں کہاں چھوڑ آئے ہیں۔" اسے گڑبڑ کا احساس ہوا۔

"وہ تو ہے وہ محفوظ جگہ پر ہیں۔" اس کے اطمینان میں فرق نہیں آیا تھا۔ "کہیں.... کہیں آپ نے انہیں مار تو نہیں دیا ہے۔" اس کی آواز ڈوب رہی تھی۔

"ہاں۔" اس ہاں نے رباب کے اندر سوئی ضدی خودسر اور بہادری رباب کو بیدار کر دیا جو نتائج کی پروا کئے بغیر مخالف سے لڑ جاتی تھی اسے یہ بھی بھول گیا کہ اس کے سامنے قاتل کھڑا ہے اس نے اسی سبکتگین کا گریبان تھام لیا تھا۔

"ظالم انسان اپنے نام کا ہی بھرم رکھ لیا ہوتا" وہ تو ہرنی کی آنکھ میں آنسو برداشت نہیں کر سکتا تھا تم کیسے باپ ہو اپنے بچوں کو ہی مار دیا' پہلے بیوی کو مارا اب بچوں کو مار دیا' میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" وہ یکدم بپھری ہوئی شیرنی بن گئی تھی سبکتگین کو اس نے نوچ ڈالا شرٹ پھاڑ دی

نازک ہاتھوں سے پوری قوت سے کام لیتے ہوئے اسے مکے مارے سبکتگین نے اس کا ہاتھ اچانک روک لیا۔

"بس حساب پورا ہو گیا ہے' چاہے تم اس طرح مجھ پر گھنٹوں قوت صرف کرتی رہو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گی مت سمجھنا کہ بہت طاقتور ہو اگر میں خاموش رہا ہوں تو اس لئے کہ میں کسی پر ناحق ظلم روا رکھنے کا قائل نہیں ہوں' تھانے میں میں نے تمہیں بید مارے تھے وہ حساب اب تم نے پورا کر لیا ہے اس کے بعد اگر تمہارے حواس ٹھکانے نہیں آئے تو مجھے دماغ درست کرنا اچھی طرح آتا ہے میری نرمی کا اس طرح فائدہ مت اٹھاؤ۔" وہ دھاڑا تو رباب کا دل جیسے رک سا گیا اسے اپنی موت بہت قریب نظر آنے لگی تھی نازاں کی طرح وہ بھی ابھی بے جان ہو جائے گی۔شاید یہ جیک دی ریپر کی طرح کرائم ہسٹری میں نام پیدا کرنا چاہتا ہے تین قتل کر چکا ہے چوتھا میرا ہو گا ہائے میری آپی اب مجھے کبھی بھی نہیں دیکھ سکیں گی۔ احتشام بھائی میری صورت کو ترس جائیں گے تائی امی چچی آمنہ اور رفعت چچی کتنی خوش ہوں گی سلوط اور تنگی کو علم ہی نہیں ہو گا کہ میں مرنے والی ہوں اور سلجوق تو مجھ سے مل کر بھی نہیں گئے کاش آخری بار انہیں سینے سے لگا کر ڈھیر سارا پیار کر لیتی دکھ تو نہ ہوتا کون روئے گا میرے لئے صرف تجل اور احتشام بھائی۔

یہ شخص مجھے یقیناً اذیت دے کر مارے گا وہ لیڈی پولیس بھی تو کہہ رہی تھی کہ ڈی ایس پی کو خوبصورت لڑکیوں پر رحم نہیں آتا۔"

وہ دراز کھول رہا تھا رباب کے دل نے ایک اور بیٹ مس کر دی۔

"ابھی اس میں سے کوئی ریوالور یا شاید کوئی چھرا نکالے گا زہر بھی تو ہو سکتا ہے سنا ہے "سینائیڈ" بہت سریع الاثر زہر ہوتا ہے اگر انسان ننگے ہاتھ پکڑے تو ناخنوں کے اندر گھس کر انسان کو مار دیتا ہے۔ میرے لئے تو ایک قطرہ ہی کافی ہو گا۔ کتنی تھوڑی عمر تھی میری وہ بھی غموں بھری۔"

وہ اس کی طرف پلٹا رباب ہوش و خرد سے بیگانی ہوتی نیچے گری تھی۔

☆☆

"مسماۃ نازاں بانو آپ کو سبکتگین اظفر سے نکاح قبول ہے۔" مولوی صاحب اس سے پوچھ رہے تھے۔ اس نے پہلی بار ہی اثبات میں سر ہلا دیا اس کے لئے سبکتگین کا نام ہی کافی تھا نازاں وکا مرانی کے نشے میں اس قدر چور تھی کہ اظفر کو انصر سمجھی۔

"تھینک یو نازاں بانو تم نے میری بہت بڑی مشکل آسان کر دی ہے۔" مولوی صاحب

لگے تو سبکتگین اس کے بستر کے پاس آ کر بولا وہ کچھ نہیں سمجھی سبکتگین نے دروازے کی طرف رخ کر کے کسی کو آواز دی۔

"آ جاؤ دلہن صاحبہ انتظار کر رہی ہیں۔" نازاں سمجھی اس کے دوست کی بیگم ہو گی وہ سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

"یہ لو اپنی دولہن، سبکتگین بس خیال رکھنا بیچاری تھوڑی پاگل ہے۔" نازاں نے ساری مصنوعی شرم و حیا بالائے طاق رکھتے ہوئے سر اٹھایا سبکتگین کمرے سے جا رہا تھا اس کی جگہ سرخ سرخ آنکھوں والا ایک شخص کھڑا تھا۔

"کون ہو تم، کیوں آئے ہو میرے کمرے میں، سبکتگین کہاں ہے" وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"میں ہی سبکتگین ہوں میرے ساتھ تمہاری شادی ہوئی ہے۔" اس کی سرخ سرخ وحشت ناک آنکھوں کے برعکس لہجہ خاصا ملائم تھا۔

"تم جھوٹ ہو فراڈ ہو۔ میری شادی سبکتگین کے ساتھ ہوئی تھی" وہ بے قابو ہو رہی تھی۔

"بے چاری لڑکی سبکتگین بتا رہا تھا کہ اس کا دماغ یونہی الٹ جاتا ہے خیر۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا نازاں اسے آگے بڑھتے دیکھ کر شکست خوردہ انداز میں ڈھے گئی تھی اسے یہ حقیقت سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ سبکتگین نے اس سے اس کی مکاری اور جھوٹ کا بدلہ لے لیا ہے۔

دوسرے دن سبکتگین انفر چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اسے مبارکباد دینے آیا تنہائی پاتے ہی وہ آہستگی سے بولا۔

"سبکتگین سے اس سارے قصے کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس شادی کو نبھاؤ کسی طرح بھی اگر چاہو تو ممی کو اطلاع دے سکتی ہو ہاں یہ مت سمجھنا کہ اس بار میں حسن سے مار کھاؤں تمہاری مکاری کا اس سے بہتر جواب میرے پاس نہیں تھا۔" پھر اس کے آنے پر وہ خاموش ہو گیا۔

سبکتگین انظفر چوری کے جھوٹے الزام میں اس کے پاس لایا گیا تھا اس کے والدین حیات نہیں تھے وہ بے چارہ اپنا دفاع بھی کرنے کے قابل نہیں تھا سبکتگین جان گیا کہ یہ بے قصور ہے اس کی کوششوں کے باعث سبکتگین اظفر کی جان بخشی ہو گئی بعد میں اسی نے سبکتگین کو نوکری دلائی وہ اس کے مکان میں رہ رہا تھا سبکتگین نے مخلصانہ مشورہ دیا کہ شادی کر لو وہ جب خود پیا کے گھر پر گیا تو نازاں کو دیکھ کر ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح ذہن میں لپکا اس نے تمام تیار کر لیا اپنی توہین کے احساس سے اب بھی اس کا رواں رواں بھڑک اٹھتا تھا نازاں کو

سزا ملنی چاہیے تھی۔ سبکتگین نے سبکتگین اظفر کو بتایا کہ لاہور میں میری ممی کی کزن ہے دماغی طور پر کمزور ہے اسی وجہ سے کہیں اس کا رشتہ بھی نہیں ہو رہا ہے گھر والے الگ اس سے بیزار ہیں سبکتگین اس کی باقی بات سمجھ گیا اس کا احسان اتارنے کی خاطر وہ نازاں سے شادی کے لیے تیار ہو گیا۔

نازاں نے دل سے اس بندھن کو قبول نہیں کیا تھا ہر وقت اس سے لڑتی جھگڑتی رہتی ایسے میں سبکتگین اس کے پاس مشورے کے لیے چلا جاتا۔ نازاں اور سبکتگین کی شادی کے ڈھائی سال بعد سلجوق پیدا ہوا دو سال بعد ہانی آ گیا سلجوق اس سے مانوس تھا انکل کہتے کہتے اس کی زبان نہیں تھکتی تھی کبھی کبھی بے دھیانی میں اس کے منہ سے پپا انکل نکل جاتا آہستہ آہستہ اس کا یہ نام ہو گیا سبکتگین خوب ہنستا پھر اس روز وہ تلخ واقعہ پیش آیا۔

سبکتگین ان کے گھر آیا ہوا تھا نازاں اور سبکتگین اظفر کی چھت پر سے زور زور سے بولنے اور جھگڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں نازاں بھاگتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

”نازاں تمہیں میری بات سننی ہو گی۔“ سبکتگین نے اترتی نازاں کا بازو تھامنا چاہا تو اس نے جھٹکے سے چھڑایا اور لڑکھڑاتی قلابازیاں کھاتی وہ سیڑھیوں سے لڑھکنے لگی آخری سیڑھی پر آ کر وہ ساکت ہو گئی سبکتگین اظفر چیخنے لگا محلے والے جمع ہو گئے سبکتگین ابھی تک اس صورت حال پہ حیران تھا کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی نازاں کو ہاسپٹل لے جایا گیا اور اسے پولیس پکڑ کر لے گئی مسلسل سات روز ہو گئے تھے نازاں کو ہوش نہیں آیا تھا وہ کومے میں تھی ادھر پولیس نے سبکتگین کا چار روزہ ریمانڈ لے لیا نازاں کے ہوش میں آنے تک سبکتگین کو جیل میں ہی رہنا تھا پیچھے اس کے دو بچے تھے سلجوق اور ہانی تو ابھی صرف چار ماہ کا تھا سبکتگین انصر سے سبکتگین اظفر نے اپنے بچوں کا خیال رکھنے کی تاکید کی۔ چند روز بعد اس کا تبادلہ ہونے والا تھا اس نے کہہ سن کر لاہور ٹرانسفر کرا لیا اور سب سے پہلے ہانی اور سلجوق کو لے کر اس کی نانی کے پاس گیا اس نے تمام حالات بتاتے ہوئے معافی مانگی انہوں نے اس کی کسی بات کا بھی یقین نہیں کیا اور کہا کہ وہ تمہارے ساتھ گھر سے بھاگی تھی تم نے دل بھر جانے کے بعد اسے قتل کر دیا ہے اور اب اس کی بے ہوشی کا ڈھونگ رچا رہے ہو وہ حسن کے پاس بیرون ملک چلی گئیں فرزا کی حالت بہت خراب تھی پھپھو اور حسن نے انصر کی موت کے بعد اسے خوب ستایا تھا حق مہر میں اس کے نام لکھی گئی کوٹھی ہتھیا لی بینک بیلنس ہڑپ کر دیا اور جس گھر میں رہائش پذیر تھے اس کا تمام قیمتی فرنیچر اور چیزیں تک نہیں دیں شکر تھا فرزانگی اور سلوط کی شادیاں کر چکی تھیں۔ اپنی پھپھو اور حسن کے اس فراڈ نے ان کا دماغ ہی ہلا دیا اور وہ ایب نارمل سی ہو گئی تھیں۔

سبکتگین نے سلوط اور نگی کی طرف رجوع کیا وہ اس تمام حالات کا ذمہ دار بھائی کو سمجھ رہی تھیں پھر بھی وہ اس کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئیں اس لیے بھی کہ اس نے ممی کو گھر سے نہیں نکالا تھا جو اس کے نام تھا پھر بھی دل میں گرہ سی تھی برسوں کا زہر تھا اتنی جلدی کیسے ختم ہوتا ہانی اور سلجوق سے وہ ایک ماہ میں ہی بیزار ہو گئیں بھائی کو مشورہ دیا کہ شادی کر لو۔ سبکتگین اظفر نے اس سے التجا کی تھی کہ بچوں کی حقیقت سے لاعلم رکھا جائے وہ مشکل میں پھنس گیا تھا خاندان میں اس کی شہرت قاتل کے نام سے خوب ہو رہی تھی دو دن اسے جب ہانی اور سلجوق کو سنبھالنا پڑ گیا تو وہ بوکھلا گیا سلوط اور نگی کی بات ہی نظر آنے لگی کہ شادی ہر مسئلے کا حل ہے اس نے سر جھکا دیا کم از کم وہ رات کو آرام سے سو تو سکے گا۔ ادھر سلوط اور نگی بھی ذمہ داری سے جان چھوٹنے پر خوش تھیں۔
سبکتگین کو بارہا معصوم اور باحیا سی رابعہ کا خیال آیا جو بڑی مہربان اور پرخلوص سی تھی ڈھائی سال پہلے اس کی بھی شادی ہو گئی تھی وہ اپنے سارے کام چھوڑ کر سب گھر والوں کے لیے تحائف لے کر اس کی شادی میں گیا تھا ذیشان اور رابعہ دونوں کی شادی ساتھ ہو رہی تھی سبکتگین کو رابعہ کا ہونے والا شوہر ندیم پسند آیا تھا اس کی آمد پہ سب گھر والے بہت خوش تھے یار یار اس سے ایک ہی سوال کر رہے تھے اس نے اب تک شادی کیوں نہیں کی ہے وہ مسکرا کر سب کو ٹالتا رہا جب سلوط اور نگی اس کے لیے لڑکی پسند کر آئیں تو اسے رابعہ یاد آئی اگر اس کی شادی نہ ہو چکی ہوتی تو وہ اسے اپنا لیتا۔ اس دوران وہ ایک بار سبکتگین سے بھی جا کر ملا تھا وہ بے پناہ شرمندہ تھا اس نے کہا تھا جیسے ہی ناز اں ہوش میں آ کر بیان دے گی میں رہا ہو جاؤں گا کیوں کہ وہ ایک معمولی سی بات پر خود بھڑک اٹھی تھی وہ ہانی اور سلجوق کے لیے بہت بے قرار تھا سبکتگین نے سلجوق کو یہ کہہ کر بہلایا ہوا تھا کہ تمہارے ممی پپا تمہارے لیے بہت ساری چیزیں لینے گئے ہوئے ہیں وہ بہل گیا تھا اس کا اسے پپا انکل کہنا سلوط اور نگی کو یقین دلا گیا تھا کہ وہی ان کا باپ ہے۔
وہ پہلا اس تھانے میں آیا تھا جب رباب اس تینوں لڑکیوں سمیت اس کے پاس لائی گئی تھی وہ سب اسے ہی قصوروار ٹھہرا رہے تھے سبکتگین کے اندر ایک اذیت پسند آفیسر چھپا بیٹھا تھا جو بے اختیار اسے مار بیٹھا تھا لیکن گھر آ کر وہ پشیمان ہوا تھا لڑکی معصوم لگ رہی تھی پھر دوسرے روز لال کے کوریڈور میں اسے لہولہان دیکھ کر سبکتگین کو غصہ آیا تھا اور حیرانی ہوئی تھی۔
سلوط اور نگی نے بتایا کہ اس کی ہونے والی دولہن بہت معصوم اور خوب صورت ہے وہ سب کچھ بھلا کر آنے والے خوب صورت دنوں میں کھو گیا دل میں ننھے ننھے پھول کھلنے لگے تھے ایک زندہ جاگتے وجود پر ملکیت کا احساس نشہ بن کر رگ رگ میں دوڑنے لگتا وہ بھی اکیلے چلتے چلتے

تھک گیا تھا مہربان زلفوں کا سایہ چاہتا تھا وہ آنے والی اس کے سارے کانٹے اپنے مہربان ہاتھوں سے نکالتی اور وہ اپنی وفائیں اپنے وجود کی تمام تر محبتیں اس کے نام لکھ دیتا سلوط اور نگی نے اس ان دیکھی لڑکی کی تعریف کر کر کے اسے سراپا انتظار بنا دیا تھا۔

اور پھر شب زفاف رباب کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اسے جھٹکا لگا تھا وہ توقع ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ اس کی دولہن ہو سکتی ہے اس نے کتنے شوق سے گھر سجایا تھا پھول اس کی راہوں میں بچھائے تھے نرم نرم کومل سے جذبوں پر اوس آ گری تھی پھر دوسرے روز اس کی بہن نے اس کی عادات کے بارے میں اور اپنے حالات کے بارے میں بتایا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ رباب اسے دلہناپے کی پروا کیے بغیر کس طرح بھاگ کر کچن میں گئی تھی اس کا قیمتی سوٹ سیریلک گرنے سے داغدار ہو گیا تھا مگر اسے پروا نہیں تھی پھر اس نے کتنی جلدی ہانی اور سلجوق سمیت اس کے پورے گھر کو سنبھال لیا تھا۔

پھر ایک روز ایک فائل ڈھونڈتے ہوئے وہ میڈیکل رپورٹس اس کے ہاتھ لگیں جو تھانے سے گھر لے آیا تھا یہ افشاں خمار...... اور رباب کی میڈیکل رپورٹس تھیں جو جیل کے ہاسپٹل میں لیڈی ڈاکٹر نے ان کے جسمانی معائنے کے بعد مرتب کی تھیں ان تمام رپورٹس میں رباب اسد کمال کی رپورٹ کلیئر تھی یہ میڈیکل رپورٹ اس کی بے گناہی ثابت کر رہی تھی۔

سبکتگین اس روز ہلکا پھلکا ہو گیا ب فلموں والی بات کلیئر کرنی تھی وہ بہت ذہین پولیس آفیسر تھا جاننے کے لیے اس نے رات کی تنہائی کا انتخاب کیا تھا اسے اپنی مردانہ وجاہت و کشش کا اندازہ تھا رباب اس کی قربت سے جس طرح بوکھلائی اور چھوئی موئی بنی تھی میڈیکل رپورٹ اس سے اور بھی سچی ہو گئی تھی اگر وہ گوہر آبدار سے محروم ہوتی تو اس کی قربت سے یوں ہرگز خوف کھاتی جن لڑکیوں کا ڈر ایک مرتبہ دور ہو چکا ہوتا کم از کم وہ رباب کی طرح بی ہیو نہیں کر رہی ہوں گی۔

وہ زمانہ شناس پولیس آفیسر تھا جان گیا کہ رباب ابھی تک کلی ہے پھر جس طرح وی سی آر آن ہونے پہ وہ کمرے سے بھاگی تھی اس کی بلند کرداری و پختگی کے لیے یہی بات کافی تھی یقیناً وہ باحیا اور عفت ماب لڑکی تھی پہلے سے بھی اس دوران اس کی ایک دو ملاقاتیں ہوئیں اس کے حالات جان کر اس کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔ سبکتگین نے چپ چاپ وہ رپورٹس لے جا کر آمنہ اور زاہد کے آگے رکھ دی تھیں جن میں ان کی لاڈلیوں کے کارنامے درج تھے ان کی ساری اکڑ اور غرور ہو گیا تھا۔

اں اہلوم دھام سے رخصت ہوئی ۔سبکتگین کے دل میں رباب کے حوالے سے خوب صورت
ہے بھانپ رہے تھے جو ہانی اور سلجوق جیسے ننھے رقیبوں کی نذر ہو رہے تھے اسے رباب کی یہ توجہ
ذہن بھارہی تھی وہ جب بھی حال دل ظاہر کرنے کا ارادہ کرتا وہ اپنے راج دلارے ہانی کو
لے کر مصروف ہی ہو جاتی سبکتگین نے بجل کو ہانی اور سلجوق کے والدین کی حقیقت بتادی تھی جسے اپنی
شادی کی تیاریوں میں کھو کر رباب کو بتانی یاد ہی نہیں رہی۔

خدا خدا کر کے نازاں کو ہوش آ گیا اور سبکتگین اس کے بیان کے بعد رہا ہو گیا ہوش میں آنے کے
بعد وہ بالکل بدل گئی تھی ہانی اور سلجوق کے لیے وہ بہت بے قرار تھی جب اسے بتایا کہ صرف ہانی اور
سلجوق کے لیے سبکتگین نے شادی کی ہے تو پہلی بار وہ اس کی ممنون ہوئی ۔سبکتگین خود انہیں چھوڑ کر
آیا دونوں بہت اداس تھے ہانی تو ماں کے پاس جا ہی نہیں رہا تھا سلجوق اس سے ناراض تھا کہ اس
نے دلہن آپی کو خدا حافظ بھی نہیں کہنے دیا تھا نازاں نے اسے کہا تھا کہ ہم بہت جلد تمہاری دولہن
آپی کا شکریہ ادا کرنے جائیں گے ۔اور جب وہ لوٹا تھا تو رباب نے ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا وہ اسے
قاتل کہہ رہی تھی پہلے اسے ہنسی اور پھر غصہ آیا وہ کیسے سب کچھ بھلائے اس سے الجھ پڑی تھی۔

☆☆

"او مائی گاڈ اسے کیا ہو گیا ہے۔" وہ نیچے پڑی رباب کی طرف لپکا وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔
"اے رباب۔" سبکتگین نے اس کے رخسار تھپتھپائے آوازیں دیں وہ ہنوز اسی طرح پڑی
رہی وہ پریشان اس کے پاس بیٹھا رہا شاید اس کے سخت لہجے نے اسے ہرٹ کیا تھا اس
کے دل کی دھڑکن تقریباً نارمل تھی۔

رباب کی آنکھ وقت پر کھلی تھی یہ ہی وہ وقت ہوتا تھا جب وہ اٹھ کر ہانی کے لیے فیڈر تیار کرتی تھی
اس کے لاشعور کے اندر شاید یہ احساس جاگزیں تھا تبھی اس کا ذہن بیدار ہوا تھا سب سے پہلا جو
خیال اس کے ذہن میں آیا وہ یہی تھا کہ مرنے کے بعد وہ جنت میں ہے گنگناہٹ کی آواز واضح
تھی مدھم سی آوازیں بھی آ رہی تھیں شاید جنت میں کوئی گا رہا ہے مگر جنت میں تو خوش الحان
پرندوں کے چہچہانے کا ذکر ہے یہ کوئی انسانی آواز تھی اس نے حواسوں کو حاضر کیا۔

سہمی سہمی ہوئی نگاہوں میں نئی امیدیں میں جگا دوں گا
سونی سونی سی ان راہوں میں پھول ہی پھول میں کھلا دوں گا
ان مہکتی ہوئی بہاروں میں تم میرے ساتھ مسکراؤ گی!
اس قدر پیار میں کروں گا تمہیں تم ہر اک بات بھول جاؤ گی

یہ تو اس کے قاتل کی آواز تھی اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اف وہ ابھی اسی دنیا میں تھی
دروازہ کھول کر وہ اندر آ رہا تھا اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

اٹھو میری زندگی صبح ہو گئی ہے
جلدی سے آنکھیں کھولو جا کے منہ دھولو

سبکتگین نے چمچہ اس کے سر پر بجایا وہ ہانی اور سلجوق کو اسی طرح گنگناتے ہوئے جگایا کرتی تھی اور گود میں لے جا کر چیئر پر بٹھاتی تھی اس کا یہ سادہ دلکش انداز سبکتگین کو بے اختیار ہی سلجوق والی کی یاد دلا گیا تھا اس نے لاشعوری طور پر اسے اس کے ہی اسٹائل میں جگایا تھا اب سوتے کی اداکاری کرنا فضول تھی وہ اٹھ بیٹھی سینٹر ٹیبل پہ ناشتے کی ٹرے دھری ہوئی تھی اور وہ خود اس کے بیڈ پر تھی وہ تیر کی طرح نیچے آئی تھی۔
ہائیں وہ رات بھر اس کے کمرے میں سوتی رہی تھی ایک قاتل کے کمرے میں۔اب اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گری تھی۔
"رباب اسد کمال انہیں خادم ناشتا تیار کر کے لایا ہے ذرا کھا کر بتائیں کیسا ہے" وہ کہیں سے تھانے والا سنجیدہ و بارعب ڈی ایس پی نہیں لگ رہا تھا وہ نہا کر رات والے کپڑوں میں ہی ملبوس تھا بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے تولیہ ہنوز گلے میں موجود تھا وہ لاابالی سا اسٹوڈنٹ لگ رہا تھا جو ماں بہنوں کی غیر موجودگی میں خود ہی ناشتا بنانے کی کوششوں میں لگا ہو ساتھ اسے اور کام سرانجام دینے ہوں شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں اوپری گلے کے بٹن بھی کھلے ہوئے تھے بے چارے کو بٹن بند کرنے کی بھی فرصت نہیں تھی اس لاپرواحلیے میں بھی وہ بڑا اچھا لگ رہا تھا۔وہ اٹھ کر باہر چلی گئی جب وہ کافی دیر تک نہیں آئی تو سبکتگین نے آواز لگائی وہ اٹھ کر لاؤنج میں آ گیا رباب سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔
"شیرنی صاحبہ آیئے ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے الٹا آپ سے ڈرنا چاہیے نہ جانے کب آپ بہادری کے مظاہرے پر اتر آئیں۔" وہ ہلکے پھلکے لہجے میں بولا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا رباب نے صرف چائے لی اور ہلکے ہلکے سپ لینے لگی مکھن لگے توس کو اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا اسے بار بار ہانی اور سلجوق یاد آ رہے تھے آنکھوں میں ان کی صورتیں گھوم رہی تھیں اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا یہاں تک کہ سامنے بیٹھا یہ شخص بھی۔
"یار ابھی تک تمہارا غصہ نہیں اترا لو اور طاقت آزمائی کر لو قسم لے لو مجھ سے بولوں تو رو دکا ہو" سبکتگین نے ٹرے پرے سرکا دی۔

"...یاں خوامخواہ اپنی مظلومیت اور کمزوری کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں کہ جی ہم کمزور ہیں مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں حالانکہ قدرت نے ان میں مقابلہ کرنے کے لیے مفت کے ہتھیار ناخنوں کی صورت ...ونپے ہیں جو تیر و تلوار سے زیادہ موثر ہیں تم بھی ان سے کل کی طرح کام لے سکتی ہو۔" وہ ...ال بہت سنجیدہ لگ رہا تھا رباب کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

"ہانی اور سلجوق کہاں ہیں۔" وہ درد بھرے لہجے میں بولی۔

"ہانی اور سلجوق کے علاوہ ہم کسی اور ایشو پہ بات نہیں کر سکتے بتایا تو ہے وہ اپنوں میں ہیں۔" وہ ...ہستگی سے بولا۔

"آپ سے بڑھ کر ان کے لیے کون اپنا ہوگا۔" رباب کو اس کی بات کا یقین نہیں آیا تھا۔

"مجھے بس ایک بار ان سے ملوا دیں۔" وہ بے اختیار ملتجی لہجے میں کہتے ہوئے اس کے ہاتھ تھام گئی تھی۔

"ٹھیک ہے ملوا دوں گا۔" وہ بدمزا ہو گیا۔ یہ ہانی اور سلجوق اوجھل ہونے کے بعد بھی چھپا نہیں ...ہے تھے۔

"نازاں اور سبکتگین جلدی آؤ مجھے اس بحران سے نکالو۔" اس نے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے ...کچھ نہیں کہی۔

نازاں اور سبکتگین آ گئے بمعہ ہانی و سلجوق کے رباب تو جہاں تھی وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔

"ممی یہ ہی دولہن آپی ہیں میں اور ہانی رات ان کے پاس سوتے تھے یہ ہانی کا فیڈر بھی بناتی تھیں۔" سلجوق اس پیاری سی درمیانی عمر کی عورت کو لیے آگے بڑھا رباب سلجوق سے لپٹ گئی تھی نازاں اور سبکتگین اس کی حد درجہ محبت سے بہت متاثر ہوئے آج نازاں کو پہلی بار اپنی غلطیوں کا احساس ہوا تھا اس نے محبت سے رباب کو لپٹایا تھا سبکتگین اظفر بھی بڑی اپنائیت سے ملے ہانی تو ...اس کی گود میں آیا تھا جس سے وہ بے پناہ خوش ہوئی۔

"سبکتگین تم ایک مکمل مرد ہو تمہیں رباب جیسی مکمل لڑکی ہی ملنی چاہیے تھی۔" نازاں کی آنکھوں ...تاوے کا دکھ نمی بن کر جھلک آیا تھا سلوط اور تنگی بھی بھائی کے بلاوے پر آ گئی تھیں نازاں کو ...سلامت دیکھ کر وہ اپنے خیالات پر بے پناہ شرمندہ ہوئیں نازاں اپنی ممی کا پوچھ رہی تھی ان کی ...رضی اور طوطا چشمی پہ اسے دکھ ہوا تھا وہ سب کچھ سمیٹ کر حسن کے پاس ہی چلی گئی تھیں ان ...ماں بیٹے نے ایک بار بھی تو اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ شکر کیا تھا کہ اس نے

لڑکا پھانس کر انہیں جہیز دینے کی زحمت سے بچالیا تھا۔ نازاں فرزا کے پاس بھی گئی وہ اٹھا اٹھا
اس پر چیزیں پھینکنے لگیں سبکتگین اظفر کو نازاں کے ماضی کے بارے میں علم نہیں تھا اور اس کا
رہنا ہی بہتر تھا۔ نازاں کو پہلی بار شوہر کی بڑائی اور وفاؤں کا احساس ہوا وہ اسے اور بچوں کو
وسہولیات دینے کی خاطر بے پناہ محنت کرتا تھا مگر اسے احساس ہی نہیں تھا یہاں آ کر اس کی
آنکھیں کھل گئی تھیں، سبکتگین کتنا اچھا تھا اس کے گھٹیا پن کے بارے میں کسی کو بھی کچھ
بتایا تھا ہاں یہ الگ بات تھی کہ بعد میں سب اس بات سے واقف ہو گئے تھے۔

رباب نے کھانے پر اچھا خاصا اہتمام کر ڈالا تھا وہ تین روز ان کے گھر رہے جلوق نے اور
کیا تھا کہ ملنے آتا رہے گا ہانی کو چھوڑنے کا رباب کا دل ہی نہیں چاہ رہا تھا پر ایسا کرنا تو تھا ان
اس کے ماں باپ تھے ان سے الگ کہاں رہا جا سکتا تھا۔

رباب اکیلی بیٹھی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی کیسے کیسے انکشافات ہوئے تھے سبکتگین کی ذات
جو معمہ بنی ہوئی تھی آج کھل کر سامنے آئی تھی اپنی کم مائیگی کا احساس شدید تر ہو گیا تھا وہ معصوم
تھا مگر رباب کے ہاتھ ہرگز صاف نہیں تھے اس کی ذات خود اس کی اپنی نظر میں شکوک و شبہات
کا شکار ہو رہی تھی وہ بھلا کیا تھی؟ اس سے اچھی تو نگل آپی رہی تھیں جنہیں ایک چاہنے والا مل
گیا تھا۔

اسے لگتا تھا کہ سبکتگین کی نگاہیں کوئی پیغام دینا چاہتی ہیں اس نے کھل کر اظہار نہیں کیا تھا
چھپے معنی خیز انداز میں اشارہ دے دیا تھا۔

"اوہو کیا سوچا جا رہا ہے۔" سبکتگین اندر آ گیا تھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ ہاتھ کی لکیروں میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔

"یقیناً تم میری ذات کے بارے میں سوچ رہی ہو چلو آؤ تمہیں آج اپنے بارے میں
دیتے ہیں۔" وہ فلور کشن گھسیٹ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"اٹھائیس سال پہلے انفر گیلانی کے گھر میں، میں نے جنم لیا چار سال کا تھا جب مما فوت
پپا نے بہت جلد دوسری شادی کر لی نئی مما اور میں دونوں ہی ایک دوسرے کو پسند نہیں آئے ان
درمیان ہمیشہ ایک سرد سی کیفیت رہی پھر سلوط اور نگی پیدا ہوئیں میں یہ سمجھتا تھا کہ ان کی
پپا میرے اوپر توجہ نہیں دیتے اس لیے ان کی خوب پٹائی کرتا فرزا ممی منہ سے تو کچھ نہ کہتیں
میں زہر پالتی رہیں جو ڈائریکٹ سلوط اور نگی میں منتقل ہو گیا جوں جوں میں بڑا ہوتا گیا اپنی
یہ مجھے شرمندگی ہونے لگی میں سلوط اور نگی سے بولنا اور کھیلنا چاہتا تھا مگر ممی انہیں روک دیتیں

نازاں بھی ہماری گھر میں رہتی تھی مجھ سے تین برس بڑی تھی مجھے علم ہی نہیں ہوا کہ میرے
میں اس کے خیالات بدل گئے ہیں جب علم ہوا بہت دیر ہو چکی تھی وہ خود رات میرے
روم میں چلی آئی اور میرے انکار پر چیخنا شروع کر دیا اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے گھر والوں نے
قابل اعتراض حلیے میں مجھے اس کے ساتھ پکڑا پہلے نازاں کے بھائی حسن نے مجھے
پانے' یقین کرو کہ مجھے مار کا افسوس نہیں تھا ــــــ افسوس تھا ـ تو اس الزام
میرے اوپر لگایا گیا تھا میں کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا تھا حالانکہ صنف نازک نے
جلد احساس دلانا شروع کر دیا کہ میں بہت خاص ہوں' پاپا جب مارتے مارتے تھک گئے
اسے اٹھا کر کوڑے کے ڈرم میں پھینک آؤ۔''
یہاں پہنچ کر رک گیا اندرونی خلفشار سے اس کی رگیں تن گئی تھیں رباب دم بخود سن رہی
ہمارے نوکر کا بیٹا مجھے خیراتی ہاسپٹل لے گیا میں ٹھیک ہوتے ہی وہاں سے بھاگ
دوری کی اور پھر کراچی چلا آیا جہاں غفور چاچا کا ہوٹل تھا میں نے ڈش واشنگ کی' ویٹر بنا وہ
گئے کہ میں وہ نہیں ہوں جو بنا ہوا ہوں ان سے بات کرنے کے بعد میں اپنے ڈاکومنٹس لینے
وہ پھر مجھے اپنے گھر لے گئے ان کی ایک بیٹی تھی رابعہ فرسٹ ایئر میں پڑھتی تھی بہت خوب
اور خوب سیرت لڑکی تھی۔''
نے دیکھا رباب بہت غور سے سن رہی ہے۔
رابعہ سے اور وہ مجھ سے محبت کرنے لگی جب میں سی ایس ایس کرنے کے بعد ٹریننگ کے
وہاں سے چلا آیا تو ہم نے وعدہ کیا کہ ایک دوسرے کو کبھی نہیں بھولیں گے میں اس سے شادی
کر کے آیا تھا۔'' رباب کے چہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا سبکتگین نے خود کو شاباش دی
گہری لڑکی تھی اپنے بارے میں اس کے خیالات وہ جان ہی نہیں سکا تھا جان بوجھ کر
کے بارے میں جھوٹ بولا تھا تاکہ دیکھے تو سہی اس کاری ایکشن کیا ہوتا ہے اس کا یہ وار
ہاتھا پھر وہ نازاں کے بارے میں بتانے لگا۔ اس کے ساتھ اپنی شادی کے سلسلے
پسندیدگی قصداً گول کر گیا۔
کیسی تھی۔'' جب وہ خاموش ہوا تو رباب نے پوچھا۔
حسین تھی یہ گھٹنوں سے نیچے بال پتلی کمر غلافی آنکھیں میدے سی رنگت متوازن ناک وہ
چاندنی تھی خوشبو تھی بہار تھی۔'' وہ آنکھیں بند کیے جذب سے بولا رباب کے اندر کسی نے
پھر سی مچادی۔

"آپ نے اس کے ساتھ شادی کا وعدہ کیا تھا اس کا کیا ہوا۔" وہ کمال ضبط سے کام لیتے ہوئے مسکرائی۔

"ہاں شادی کا وعدہ کیا تھا اس نے میری شادی کا سن کر خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی خواب آور گولیاں کھائی تھیں بڑی مشکل سے جان بچ سکی اس کی اور میرا نہ پوچھو بہت برا حال تھا میرا اسے اسٹریچر پر پڑے دیکھ کر میرا جی چاہا کہ میں بھی اس کے ساتھ مر جاؤں اس کے بغیر میری زندگی بے معنی تھی بے رنگ تھی اس نے مجھے جینا سکھایا تھا غفور چچا کے میرے اوپر بہت احسانات تھے بلکہ ہیں میں ان کا بدلہ اتارنے کی سوچ رہا ہوں۔" اس نے کن انکھیوں سے رباب کے دھواں ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"آپ جب اسے اتنا چاہتے ہیں تو پھر اس کے ساتھ ہی شادی کر لی ہوتی۔" وہ تڑپ کر بولی

"میں مجبور ہو گیا تھا۔" وہ غضب کی اداکاری کر رہا تھا۔

"ہونہہ مجبور اور مرد...... مجبور تو عورت ہوتی ہے۔" تلخی سے بولی۔

"میں مجبور تھا یقین کرو ہانی اور سلجوق کو شاید وہ میرے اور اپنے درمیان پسند نہ کرتی ہیں اور ان دونوں کی وقتی ذمہ داری اس کے اوپر ڈالنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ بہت نازک تھی کہاں ان کو سنبھال پاتی تم تو کمال کی لڑکی ہو اسٹوڈنٹ ہوتے ہوئے بھی اتنی پھرتیلی ہو جبکہ رابعہ تو کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگاتی تھی میں نے بھی اس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں شادی کے بعد کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دوں گا اس کے ہاتھ بہت نازک اور گداز ہیں گلاب کی طرح بلکہ وہ تو خود سراپا گلاب ہے! تم نے ولیمے پر جو سوٹ پہنا تھا وہ میں نے اس کی پسند پر اس کے لیا تھا بار ہا اسے اس ڈریس میں دیکھا تھا خیر اس کے لیے اور لے لوں گا ڈونٹ وری اباؤٹ 'اس کے لیے تو میری جان بھی حاضر ہے' میں تو ہوں ہی اس کا۔"

وہ مزے سے کہہ رہا تھا رباب اندر ہی اندر جیسے گہرائیوں میں گرتی جا رہی تھی۔

"تو یہ ہے تمہارا اصل روپ ڈی ایس پی سبکتگین انصر گیلانی' رابعہ ہے وہ ہستی جس نے تمہیں پیش قدمی سے روکا ہوا ہے تم نے پیش قدمی کی بھی تو اپنے مطلب اپنی غرض کے لیے تاکہ بچ جان سکو تم مجھے ہانی اور سلجوق کی آیا بنا کر لائے تھے اسے شادی کے بعد کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دو گے میں نے کیا قصور کیا تھا کیا میں تمہیں گری پڑی لگتی ہوں جو تم نے ساری رات مجھ سے نوکرانیوں کی طرح کام لیا۔" اس کا دل اندر سے رو رہا تھا وہ سر درد کا بہانہ کر کے اٹھ گئی۔

اور کیا ظلم امتحان لے گا شیشے کا
انگلیوں پہ ہیرے کی ہے نشاں شیشے کا
بیکراں سمندر میں مختصر جزیرہ ہے
کشتیاں ہیں پتھر کی اور بادبان شیشے کا

☆☆

میں ہجر کے عذاب سے انجان بھی نہ تھی
پر کیا ہوا کہ صبح تلک جان بھی نہ تھی
آراستہ تو خیر نہ تھی زندگی کبھی
پر تجھ سے قبل اتنی پریشان بھی نہ تھی
جس جا مکین بننے کے دیکھے تھے میں نے خواب
اس گھر میں ایک شام کی مہمان بھی نہ تھی

کل اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا تمام رات جلتے سلگتے گزری تھی سبکتگین کی خود غرضی پر اسے رونا آیا تھا وہ ناشتے کے لیے بھی نہیں اٹھی وہ خود ناشتا کر کے چلا گیا تھا اسے جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا۔ بار بار اس نے خود سے سوال کیا کہ اس کے معنی خیز جملے شوخ نگاہیں اور شریر سے پیغام ... دل نے کہا کہ اپنی غرض پوری کرنے کے بہانے تھے محض نظر کا دھوکا۔ اسے صرف استعمال کیا تھا۔

... وہ اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ رفعت چچی کا فون آ گیا خلاف توقع وہ میٹھی میٹھی باتیں کر رہی تھیں اس نے بے اختیار پوچھا میں آ جاؤں انہوں نے فراخدلی سے اجازت دے دی وہ ... کاتوں چھوڑ کر چلی آئی چچی اور تائی ناراض ناراض لگ رہی تھیں لگ رہا تھا کوئی طوفان ... ہے افشاں خمار اسماء مومو کا سٹوک حیرت انگیز طور پر بدلا ہوا لگ رہا تھا وہ سب کتنے ... اور محبت کرنے والے لگ رہے تھے۔

... ساری کزنز ایک کمرے میں جمع تھیں افشاں اور خمار نے اس سے معذرت کی اور بہت ... اور رفعت چچی اسے رازدارانہ انداز میں الگ لے گئیں۔

"تمہیں کچھ بھائی صاحب تمہاری فیکٹری کا پیسہ کتنے سالوں سے اڑا رہے ہیں عطیہ کی شادی جو شہزادیوں کی طرح ہوئی ہے تمہارے پیسوں سے ہوئی ہے فہد کی منگنی پر جو ٹھاٹ ... میں آئے ہیں تمہارا حق مار کر دکھائے گئے ہیں خدا کی مار ہو یتیموں کا مال کھانے

والوں پر کروڑوں روپیہ کھا چکے ہیں میاں بیوی۔"

آمنہ نے دانت پیسے۔

"مگر چچی تایا ابو کہتے ہیں کہ فیکٹری تو خسارے میں جا رہی ہے انہوں نے اپنا پیسہ لگا کر ا سہارا دینے کی کوششیں کی ہیں جو ناکام ہوئیں تایا کے کہنے کے مطابق تو فیکٹری کئی سال سے ہے۔" وہ یقین ہی نہیں کر پا رہی تھی۔

"اے لو سنو رفعت دیکھا بچی کو کیسے بے وقوف بنایا ہے فیکٹری تو کبھی بھی بند نہیں ہوئی تھی اس بھائی جب فوت ہوئے تو فیکٹری خوب منافع دے رہی تھی بھائی صاحب نے پھوٹی کوڑی بھی خر نہیں کی ہے الٹا تمہارے پیسوں سے تجوریاں بھرتے رہے تم بھائی صاحب سے اپنا حق ما سب تمہارے ساتھ ہیں خود کو اکیلا مت سمجھنا" چچی نے اسے سینے سے لگا لیا آج اسے اطمینان محسوس ہو رہا تھا۔

"رباب تم سے ایک بات کروں برا تو نہیں مانو گی۔" آمنہ چچی نے اس کی پیشانی چو شرمندہ ہو گئی۔

"کریں ناں۔" وہ محبت سے بولی۔

"بیٹا سبکتگین کے پاس افشاں اور خمار کی میڈیکل رپورٹ ہے تم وہ ہمیں لا دو کیسے کہوں شرم آتی ہے ہم نے جہاں پہلے افشاں اور خمار کی شادی سے انکار کیا تھا ان سے پھر تعلق جوڑ تھوڑے عرصے میں شادی ہو جائے گی اللہ بھی تو دوسروں کے عیب چھپاتا ہے تم ہم پر کر دو میری بچی ہم بہت شرمندہ ہیں افشاں اور خمار کو معاف کر دو۔" وہ دونوں رو رہی تھیں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کون سی میڈیکل رپورٹ کی بات ہو رہی ہے اور وہ رو کیوں رہی ہیں اس نے گھبرا کر ہامی بھر لی۔

"دیکھنا گھر میں ہی کہیں ہو گی کسی الماری یا دراز میں۔" آمنہ لجاجت سے بولیں پھر کوسنے لگیں جس نے ناحق رباب کو مارا۔ وہ لان میں ٹہل رہی تھی کہ تائی نے اسے کا جانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا پھر بھی وہ چلی گئی۔

"کب سے انتظار کر رہی ہوں ٹیبل سجا کر آؤ کھانا کھا لو کتنے دنوں بعد تمہاری صورت ہے۔"

تائی نے کرسی گھسیٹ کر نکال دی۔ رباب کو ایک اور شاک لگا ٹیبل...... بھری ہوئی تھی

"ان چڑیلوں نے خوب تمہارے کان بھرے ہوں گے مگر یاد رکھنا انہوں نے جو کہا ہے

لونیکری کی چابیاں اور جاکر دیکھ آؤ خود اپنی آنکھوں سے اللہ ہمیں یتیموں کا مال
کھانے سے نہ کرے۔“
والی بین کرنے لگیں رباب حق دق رہ گئی چابیاں اس کے ہاتھ میں تھیں اور تائی بری طرح رو رہی
تھیں۔

”مجھے پتہ ہے تم ناراض ہو فہد کی وجہ سے پر یہ ان حرافاؤں کی وجہ سے ہوا ہے بڑی پارسا بنی پھرتی
تھیں تم بھی انشاں اور خمار کی میڈیکل رپورٹ لا دو دیکھنا پھر کیسے تمہاری بے گناہی ثابت ہوتی
ہے میری بچی تو حوروں کی طرح پاک ہے فکر نہ کرنا دیکھنا تہمت لگانے والوں کا حشر کیا ہوتا ہے تم
اس لیے مجھے میڈیکل رپورٹ لا دو۔“
یہاں بھی میڈیکل رپورٹ کا چکر تھا اس کا ذہن بالکل ماؤف ہو رہا تھا وہ کیا کرے پھر اس نے
ان کی بات ماننے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ وہ اس کی بے گناہی ثابت کرنے کی بات کر رہی
تھیں رباب دوسرے روز مغرب کے وقت لوٹ آئی گھر کا گیٹ کھلا ہوا تھا ہر چیز ویسے ہی تھی
جیسی وہ چھوڑ کر گئی تھی اسے انجان سا خدشہ ہوا اسی وقت فون کی گھنٹی بجی دوسری طرف سلوط تھی۔
”شکر ہے اللہ کا تم آ گئیں بھائی جان کی حالت کل سے خراب ہے میں رات ادھر ہی رہی تھی
ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی ہوں ڈاکٹر میرے سامنے بھائی جان کو دیکھ کر گیا ہے ان کی دوائیاں سرہانے
رکھی ہوئی ہیں ہر دو گھنٹے بعد دینا۔“ سلوط تفصیل سے بتا رہی تھی۔ رباب اندر آئی تو دیکھا کہ وہ
بے سدھ پڑا ہوا ہے چہرا بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا کمرا بکھرا ہوا تھا اس نے جلدی جلدی
کھڑکیاں بند کیں اور دوبارہ اس کے پاس آئی سبکتگین کا بخار شدت پکڑ چکا تھا رباب نے ہیٹر بند کیا پھر
اس کے اوپر سے کمبل اتارا اس کی شرٹ کے بٹن کھولے تاکہ اس کا ٹمپریچر نارمل ہو۔
ساون کا مہینہ شروع ہو چکا تھا دو تین دن ہونے والی بارشوں کی وجہ سے ٹھنڈک ہو گئی تھی شاید
اسی لاپرواہی کی وجہ سے اسے بخار ہوا تھا کیونکہ رباب نے پوری سردیوں میں اسے ایک بار بھی گرم
کپڑوں یا سوئیٹر میں نہیں دیکھا تھا مزے سے ہلکی سی شرٹ اور پینٹ میں گھومتا اور اب یوں بے
سدھ ہو کر پڑا ہوا تھا یوں لگ رہا تھا دوران ڈیوٹی ہی اس کی طبیعت بگڑی ہو گی کیونکہ یونیفارم اس
کے جسم پر موجود تھا جسے اسے بدلنے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا رباب نے اس کی دھڑکن کو محسوس
کیا جو بے حد تیز تھی۔
رات بارہ بجے رباب نے اسے بمشکل دوا کھلائی پھر رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب نیند سے
نڈھال ہوتے ہوتے وہ سو گئی تھی۔ سبکتگین کی طبیعت تقریباً چار بجے کے قریب کہیں جا کر سنبھلی

اسے اب سردی لگ رہی تھی پسینہ بھی آیا ہوا تھا اس نے دیکھا ہیٹر بند ہے کمبل اس کے اوپر
اترا ہوا ہے شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے ہیں اور وہ خود اپنے ہی بازوؤں میں سر دیئے سو رہی
سبکتگین نے اسے یونہی رہنے دیا اور کمبل اوڑھ کو سو گیا اب وہ مصنوعی بیمار بن کر اس کی تیمارداری
کے سلسلے کو جاری رکھنا چاہتا تھا۔

صبح وہ اٹھ کر فوراً ہی کام میں لگ گئی پھر دس بجے کے قریب وہ اس کے لیے سوپ بنا لائی
مزے سے آنکھیں بند کیے ست انداز میں پڑا رہا رباب نے مشکل سے بیٹے کئے سبکتگین کو
بازو کا سہارا دے کر اٹھایا اس کوشش میں اسے دانتوں پسینے آ گئے یوں لگ رہا تھا وہ کوئی آہنی
مجسمہ ہے جسے ہلانا بھی دشوار ہے وہ تھا ہی اتنے مضبوط اور کسرتی جسم کا مالک کہ رباب جیسی لڑکی
کے لیے اسے سہارا دے کر اٹھانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اس جدوجہد میں اس کی
رنگت سرخ ہو گئی تھی۔

اس نے سبکتگین کو سوپ کا باؤل پکڑانا چاہا اس نے آگے ہاتھ نہیں کیے اس کا مطلب تھا کہ
بھی اسے ہی کرنا ہے۔

رباب گھر کے کام کاج سے فارغ ہو گئی تھی اس نے سبکتگین کے لیے کالی مرچوں والی
مرغی بنائی۔ جب وہ اندر لے کر آئی تو وہ سو رہا تھا رباب نے اسے آہستگی سے بلایا وہ کمزوری
عظیم الشان ریکارڈ توڑتا اٹھ بیٹھا۔ کالی مرچوں کی پھیکی مرغی دیکھتے ہوئے اس کا پارہ
ہو گیا پھر اسے خیال آیا کہ وہ بیمار ہے "کھاؤ سبکتگین گیلانی یہ بیماروں والے کھانے۔"

"میرا سر دباؤ درد ہو رہا ہے۔" اس نے فرمائش کی وہ کتنی دیر اس کا سر دباتی رہی پھر ہر پانچ منٹ
بعد پوچھتی اب آرام ہے وہ ہر بار نفی میں جواب دیتا آخر میں وہ جل گئی۔

"اپنی رابعہ سے کہیں وہی دبائے آ کر۔" وہ جل کر بولی تھی سبکتگین ہنستا چلا گیا۔

رات وہ اپنے بیڈروم میں ٹی وی دیکھ رہا تھا رباب کتابیں لے کر پڑھنے بیٹھ گئی چند منٹ بعد
وی بند کر کے وہ اس کے پاس چلا آیا۔

"شاباش میرے کمرے میں آ کر پڑھو۔" وہ رعب سے حکم دے کر چلا گیا۔ رباب کچھ سوچ
چلی آئی وہ کمرے میں نہیں تھا بیرونی دروازے لاک کر رہا تھا رباب نے جلدی جلدی اس کی
دراز کھولی۔ ادھر ادھر ہاتھ مارا مطلوبہ چیز سامنے تھی اس نے اشتیاق سے پہلا صفحہ کھولا سب
اوپر اسی کی رپورٹ تھی اس نے سب کچھ پلٹ ڈالا اور وہ بلیو فائل جس میں یہ رپورٹس لگی ہوئی
اس نے نکال کر بیڈ کے گدے کے نیچے رکھ دی۔ وہ واپس آ رہا تھا رباب بیٹھ گئی اندر

اعصاب اٹھک کیے جا رہا تھا۔
"آپ کی تائی چچی اور کزنز تو ٹھیک ہیں۔" وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے عام سے لہجے میں بولا۔
"جی۔" اس نے جی کہنے پر اکتفا کیا۔
"اگلے ہفتے آپ کا ایڈمیشن ہو جائے گا۔ سبکتگین نے اسے خوشخبری سنائی مگر رباب کو خوشی نہیں ہوئی۔
"آپ خوامخواہ اتنا تردد کر رہے ہیں جب ہمیں الگ ہونا ہے تو یہ احسان کرنے کا فائدہ۔" اس نے بڑی مشکل سے یہ جملہ ادا کیا تھا "رباب اسد کمال تم نے میری بہت مدد کی ہانی اور سلجوق کی دیکھ بھال کی میرے گھر کا خیال رکھا گیا اس کے بدلے میں تمہارے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتا۔" گویا احسانوں کا بدلہ تھا خدمات کا صلہ تھا رباب کی آنکھ سے دو آنسو ٹپکے اور زمین میں جذب ہو گئے سبکتگین نے دیکھ لیا تھا بکھری لٹوں کے ساتھ آنسو ضبط کرتی وہ بہت اچھی لگ رہی تھی اس کے بالوں کی گھنی چٹیا ڈھلک کر آگے آ گئی تھی دوپٹہ سرک گیا تھا۔
"رباب تمہارے بال بہت لمبے ہیں۔" وہ غور سے دیکھ رہا تھا بے اختیار اس کا جی چاہا رباب کی چٹیا کھول کر اس کے بال بکھیر ڈالے اور دیکھے وہ کیسی لگتی ہے۔
"رابعہ سے زیادہ لمبے ہیں۔" اس نے لہجہ بے تاثر ہی رکھا تھا۔
"معلوم نہیں، میں نے تو کبھی انہیں ہاتھوں سے چھو کر بھی نہیں دیکھا۔" اف اس کا دل دھڑک اٹھا۔
"تو نہیں منع کس نے کیا ہے، تم حق رکھتے ہو آہ مگر تم نے سارے حق رابعہ کے لیے سنبھال کر رکھے ہیں۔" وہ صرف سوچ ہی سکی زبان سے کہہ نہیں سکی۔
"رباب تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے۔" اس سوال پر اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔
"نہیں۔" وہ ہونٹوں کو بے رحمی سے کچل رہی تھی سبکتگین کا جی چاہا اسے ایسا کرنے سے روک دے۔
"کسی نے تم سے محبت کی۔" ایک نیا حملہ۔
"معلوم نہیں۔"
"کمال ہے تم اتنی زبردست سی لڑکی ہو کسی نے تو تم سے اظہار محبت کیا ہوگا۔" وہ جرح کر رہا تھا۔

"میں اتنے ماہ سے آپ کے ساتھ ہوں آپ نے کبھی مجھ سے اظہار محبت کیا ہے نہیں ناں اس لیے کہ میں شاید ترس اور رحم کے قابل ہوں۔" وہ خود اذیتی سے بولی۔

"کیا تو تھا ایک بار اگر یاد ہو تو۔" وہ شریر لہجے میں بولا۔

"اظہار محبت یا تفتیش۔" اس نے تڑخ کر پوچھا۔

☆☆

دن بہت تیزی سے گزر رہے تھے تائی کے ہاں سے میلاد کا بلاوا آیا تو اسے وہ میڈیکل رپورٹس بھی یاد آ گئیں جو ڈھائی ماہ سے وہیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے اٹھ کر انہیں شولڈر بیگ میں ٹھونسا جب وہ وہاں پہنچی تو بے اختیار ماضی اس کے ذہن میں لہرانے لگا جب وہ چھوٹی تھی تو اسی میلاد کے روز اسے ساٹن کا چوڑی دار پاجامہ اور سفید لٹھے کا کرتا پہنا تیں ہاتھوں میں موتیے سفید گجرے ہوتے وہ بجل آپی کے ساتھ مل کر خوش الحانی سے پڑھتی۔

ڈالو ڈالو نی جی کو درودوں کے ہار

پہنو پہنو نی جی درودوں کے ہار

پھر جب وہ ہائی اسکول میں آئی تو قصیدہ بردہ شریف اسے پورا زبانی یاد ہو چکا تھا اس کی آواز میں اتنا سوز و گداز ہوتا کہ سننے والوں کے آنکھیں بھیگ جاتیں آج بھی مائیک سب سے پہلے اس کے حوالے کیا گیا۔

ہر طرف ایک مقدس سی خاموشی طاری تھی نعت پڑھتے ہوئے وہ پوری طرح اس ماحول میں ڈوبی تھی آخر میں تائی اماں نے ہمیشہ کی طرح دعا کی اور کہا کہ ہمیں یتیموں کے حقوق کی نگہداشت کرنی چاہیے ان کا مال ظلم و زبردستی سے نہیں کھانا چاہیے کیونکہ یتیموں کا مال کھانا جہنم کی آگ پیٹ میں بھرنے کے مترادف ہے وہ قرآن و حدیث کے حوالے دے رہی تھیں۔

رباب شان کے ساتھ واپس آ گئی۔

آج وہ کتنے مہینے بعد جائے نماز پر کھڑی ہوئی تھی جب وہ اللہ سے ناراض ہوتی یا کسی سے جھوٹ بول لیتی تو نماز پڑھنا چھوڑ دیتی تھی آج وہ بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوتے ہوئے بہت شرمندہ تھی کیوں اس سے آزمائش کے موقعے پر ناراض ہو گئی تھی جھوٹ نہ بولنے کے باوجود کیوں اتنا عرصہ اس کی قربت سے خود کو محروم رکھا کتنی بڑی سزا تھی یہ وہ تو الحمد سے والناس تک پیار ہی پیار تھا محبت ہی محبت تھا دعا مانگنے سے اس کے اور بندے کے درمیان رابطہ رہتا ہے دعا مانگنے جھولی پھیلانے کے بعد اپنے آنسو اس کی رحمت کے حوالے کرنے کے بعد انسان سمجھتا ہے کہ پہلے وہ اکیلا تھا

ندی تھا جو اب ایک بحر بیکراں میں شامل ہو گئی ہے وہ ندی ہی ندی تھی۔ بحر بیکراں میں شامل ہونے سے محروم تھی کتنی کنجوس تھی وہ کتنی گھٹیا تھی وہ اس نے ذرا سا آزما کیا لیا اس نے پیٹھ ہی موڑ لی۔

"اپنے رب کو منا لے" کسی نے دل کے اندر سے سرگوشی کی۔

"اللہ میرے پیارے اللہ میری طرف دیکھ ناں میں خالی جھولی لیے بیٹھی ہوں مجھے سب نے راندہ درگاہ قرار دے دیا ہے کیا تو بھی میرے ساتھ ایسا کرے گا پھر میں کس در پہ جاؤں گی۔"

وہ جائے نماز پہ سر پٹخ رہی تھی۔

ہجوم غم سے جس دم آدمی گھبرا سا جاتا ہے۔

تو ایسے میں اسے آواز پر قابو نہیں رہتا۔

وہ اتنے زور سے فریاد کرتا چیختا اور بلبلاتا ہے کہ جیسے وہ زمیں پر اور خدا ہو آسمانوں پر

مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی چیخ رکنے سے پہلے ہی خدا کچھ اس قدر نزدیک سے اور اس قدر رافت بھری مسکان سے اس کو تھپکتا اور اس کی بات سنتا ہے کہ فریادی کو اپنی چیخ کی شدت صدا کی اونچائی پر ندامت سی ہونے لگتی ہے۔

اسے سجدے میں پڑے پڑے محسوس ہوا جیسے وہ نیند میں چلی گئی ہے اور خواب دیکھ رہی ہے تائی، تایا، چچا، چچی آمنہ چچی رفعت افشاں خمار لکی شانی جنید فہد سب زنجیروں میں بندھے اس کے سامنے کھڑے ہیں پس منظر میں آگ جل رہی ہے۔ وہ ہڑبڑا کر خود بخود جاگ گئی تھی تمام جسم پسینے کی حدیں توڑنے کو بے قرار تھا ایک زوردار سسکی اس کے لبوں سے خارج ہوئی پھر تو دریا جاری ہو گیا دل موم ہو گیا۔

"اللہ اچھے اللہ بس اور کچھ نہیں چاہیے اپنی شفقت بھری آغوش میں چھپا لو میری جلتی تڑپتی روح کو سکون بخش دو" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی پھر اسے اپنی آواز پر کوئی قابو نہ رہا لگ رہا تھا ساری کائنات اس کے ساتھ رو رہی ہے تڑپ تڑپ کر سسک سسک کر ایک نظر کرم کی بھیک مانگ رہی ہے۔

"اللہ میرے اچھے اللہ میرے پیارے اللہ۔" ہچکیوں سسکیوں آہوں کے درمیان روتے ہوئے وہ بلک بلک کر تکرار کر رہی تھی جائے نماز پہ وہ بری طرح سر پٹخ رہی تھی سبکتگین کو اندیشہ ہوا کہیں وہ خود کو زخمی نہ کر لے اس نے آہستگی سے اسے چھوا اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی سبکتگین اسے زبردستی کھڑا کیا۔

"رباب اللہ نے سن لی ہے۔" وہ بولا رعب الٰہی سے لرزیدہ رباب کو اس نے بمشکل تمام قابو کیا اور اندر لایا اس نے کئی بار اسے آواز دی پر وہ ہوش میں ہوتی تو سنتی تمام رات وہ اس کے سینے سے لگی سسکتی رہی۔

"اچھے اللہ پیارے اللہ۔" سبکتگین کو کسی بھی گستاخی کی جرأت نہیں ہوئی۔

☆☆

فہد افشاں اور خمار تینوں کی شادیاں ساتھ ہو رہی تھیں سجل واپس آ چکی تھی اب تو اسے دی آئی پی ٹریٹ منٹ مل رہا تھا رباب ایک ہفتہ پہلے ہی رہنے کے لیے آ چکی تھی سجل بھی تلخ یادیں بھلائے ہر کام میں پیش پیش تھی احتشام نے اسے اتنی محبتیں دی تھیں کہ وہ تمام کڑواہٹ کو پی گئی تھی افشاں اور خمار کی رخصتی کے روز فہد کی بارات تھی۔ پورا گھر جگمگ کر رہا تھا سجل رسٹ اور براؤن کنٹراس کے لہنگے چولی میں ہمیشہ کی طرح خوب صورت لگ رہی تھی ہاں رباب بہت اداس اداس تھی اس نے پوچھا تو وہ ٹال گئی آج افشاں اور خمار کی سسرال سے مہندی آئی تھی گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا بیرون ملک سے آئے رشتہ داروں کو گیسٹ رومز میں ٹھہرایا گیا تھا رباب نے دیکھا لی بھی شادی میں آئی ہوئی ہے اس کے دل میں ایک منظر کانٹے کی طرح چبھا ہوا تھا جب اس نے لی کو اس کے بھائی کے ساتھ دیکھا تھا وہ اس کے پاس پہنچ گئی اور سوال پوچھا۔

"کیا جنید خاور اور شانی آپ کے بھائی ہیں۔"

"سوئٹی تم بہت بے وقوف ہو مطلب کے وقت گدھے کو بھی باپ بنایا جا سکتا ہے ویسے میرا ان تینوں کے ساتھ خون کا کوئی رشتہ بھی نہیں ہے۔" وہ مسکرائی رباب کی تسلی ہوئی وہ پلٹی تو اس نے دیکھا سبکتگین گہری نگاہوں سے لی کو دیکھ رہا تھا وہ بھی والہانہ انداز سے اس کی طرف بڑھی۔

"ہائے آفیسر آپ نے تو ہمیں خدمت کا موقع ہی نہیں دیا۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکرائی رباب ستون کی اوٹ میں ہو گئی پتا نہیں اس نے کیا جواب دیا۔

"آپ جیسے ہینڈسم ڈیشنگ آفیسر کے لیے تو جان بھی قربان ہے۔" وہ اک ادا سے جھکی تو اس کی ساری کا سارا پلوز میں پر آ گیا۔

"ویسے حیرت ہے آپ نے رباب جیسی بے وقوف لڑکی سے شادی کر لی کیا ہم تھانے میں آپ کو نظر نہیں آئے تھے۔" وہ ہنسی سبکتگین آگے بڑھ گیا تھا رباب نے دیکھا چچی رفعت اور چچی آمنہ سبکتگین کی راہوں میں بچھی بچھی جا رہی ہیں تائی رقیہ بھی پیچھے نہیں رہی تھیں اسے یہ سب مصنوعی سا لگ رہا تھا جیسے در پردہ بات کوئی اور ہو منظر کوئی اور ہو عدنان بھی آیا ہوا تھا رباب نے اسے نظر انداز

کر دیا تھا وہ خود ہی اس کے پاس آ گیا تھا۔

"بہت خوشی ہوئی سبتگین بھائی کی حقیقت جان کر اب ہم کو کوئی افسوس نہیں ہے سب غلط فہمیوں کا نتیجہ تھا۔"

اس نے پہلی بات ہی یہ کی رباب انگوٹھے سے زمین کھرچنے کی ناکام کوشش کرتی رہی ہر کوئی سبتگین کی تعریف کر رہا تھا اس کی حقیقت جان کر خوش ہو رہا تھا مگر رباب خوش نہیں تھی رنگ و بو کی یہ تقریب بھی اس کے بجھے بجھے دل کو زندہ نہیں کر سکی تھی دیواروں میں نصب ایمپلی فائرز سے بلند آواز میں گانے بج رہے تھے اس نے دیکھا تجل آپی سب لڑکیوں کے درمیان بیٹھی تالیاں بجا کر گا رہی ہیں ان کا چہرہ کتنا بے فکر اور پررونق تھا ثمین ایمجز کی طرح فہد ریحان احتشام سبتگین اور دوسرے لڑکے اپنی ٹولیاں بنائے خوش و خرم سے مگن بیٹھے ہوئے تھے کسی نے کیسٹ بدل دی تھی بار بار ایک ہی گانا نشر ہو رہا تھا عریشہ کسی سے کہہ رہی تھی کہ کیسٹ بدل کر لگاؤ۔

افشاں اور خمار بھی روایتی شرم و حیا بھلائے سب لڑکیوں کا ساتھ دے رہی تھیں ایک وہی بے چین تھی جیسے کچھ ہونے والا ہو۔ کافی دیر ہو گئی تھی ابھی تک افشاں خمار کے سسرال والے نہیں آئے تھے لڑکیوں میں بے چینی پھیل رہی تھی وہ گلاب کی پتیوں کی طشتریاں اٹھائے استقبال کے لیے تیار کھڑی تھیں تایا نے فون کروایا جب وہ فون کر کے باہر آئے تو ان کے چہرے پر اندرونی خلفشار کی لکیریں سی پڑی ہوئی تھیں وہ آمنہ رفعت اسرار اور واحد کو اندر لے گئے اتنے میں کسی نے بتایا کہ گیٹ پر ایک گاڑی آ کر رکی ہے جس میں افشاں اور خمار کے دولہا اور ان کے والدین ہیں سب ان دونوں کے سر ہو گئیں کہ تمہاری سسرال تو بڑی ایڈوانس ہے۔ شان اندر سے سب کو بلا لایا تائی چچی چچا کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں تب وہ دونوں لڑکے آگے بڑھے۔

"ہمیں اس شادی سے انکار ہے" پوری محفل میں سناٹا چھا گیا سب ہمہ تن گوش ہو گئے۔ بشیر اور ابرار تلخی سے بول رہے تھے۔

"دیکھیں اپنی بیٹیوں کے کارنامے۔" ابرار کے والد نے دو کاغذ کے صفحے اسرار کی طرف بڑھائے تب رباب نے دیکھا وہی میڈیکل رپورٹس ہیں جو اس نے تائی کو دی تھیں اس نے تو انہیں پڑھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی ہر کوئی دلچسپی سے ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"اپنی بیٹیوں پر نگاہ رکھا کریں یہ لکی عرف بہار کے بسائے گئے عشرت کدے میں ہفتے میں تین بار جاتی ہیں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دیں کہ لکی اور اس کے تمام ساتھی سی آئی اے کی نظروں میں آ گئے ہیں کیونکہ وہ ملک دشمن جاسوس ہیں۔" بشیر کے والد بولے پھر وہ تمام رشتے توڑ نے

کا اعلان کر کے چلے گئے تمسخرانہ طنزیہ نگاہیں افشان اور خمار پر جمی ہوئی تھیں سرگوشیوں کا سیلاب امنڈ پڑا تھا۔

"توبہ توبہ کتنی شریف بنتی تھیں اپنی بچا زاد پر الزام لگاتی تھیں دیکھا کسی پہ جھوٹی تہمت لگانے کا انجام! بھری محفل میں بے عزت ہوگئی ہیں اور ماں باپ کو تو دیکھو پیسہ بنانے میں مگن ہیں معلوم ہی نہیں اپنی لاڈلیوں کی سرگرمیاں! ایسی رسوائے زمانہ لڑکیوں کو تو بیچ چوراہے پہ لٹکانا چاہیے۔" اسرار احمد آمنہ اور رفعت تو صدمے اور تاسف سے بت بنے ہوئے تھے اتنے میں ایرج اور اس کے گھر والے آ گئے ایرج نے انگوٹھی اتار کر فہد کے منہ پر دے ماری۔

"معلوم ہی نہیں تھا کہ تم ایسی مشہور بہنوں کے بھائی ہو ان سے اچھی تمہاری کزن رہی جو صبر سے سب کچھ سہہ گئی اس کے باوجود بھی تمہاری ماں اور آنٹیوں سے اسے چین نہیں لینے دیا ہر آئے گئے سے جھوٹے قصے نمک مرچ لگا کر بیان کرتی رہیں کسی کا صبر اتنا مت آزماؤ کہ آسمان قہر ٹوٹ پڑے۔

آپ نے تو ان یتیموں کو بھی نہیں بخشا مزے سے شوگرمل فہد کے حوالے کر دی کہ یہ تمہاری ہے خدا کے لیے ڈریں اس سے جو سب کچھ دیکھ رہا ہے آپ نے اتنی رسوائیاں سمیٹ لی ہیں کہ سات پشتوں تک کسی کو منہ نہ دکھا سکیں گے۔" ایرج نفرت سے بول رہی تھی۔

پھر وہ بھی چلی گئی یوں لگ رہا تھا جیسے روز محشر ہے اور عدالت لگی ہوئی ہے سب احتساب کی زد میں تھے اسرار نے افشاں کو بالوں سے پکڑا اور واحد نے خمار کو قابو کیا۔

"اور جس نے جو کچھ کیا ہوگا وہ خوب جان لے گا۔"

رباب جیسے کسی خواب سے جاگی تھی وہ ان کے پیچھے بھاگی تو فہد نے اسے پکڑ لیا۔

"رباب انہیں اپنی سزا بھگتنے دو تم کتنی معصوم اور شفاف تھیں میں جان ہی نہیں سکا جو اپنی بہن کے سائے پر نظر رکھتی ہو خود اس کی نظر کیسے بھٹک سکتی ہے دیکھیں یہ سب رباب شفاف ہے آئینہ جس پر گرد نہیں ہے۔" وہ جیسے پاگل ہوگیا تھا ایک ایک کے پاس اسے لے کر جا رہا تھا۔

"فہد بھائی بس کریں بس کریں۔" وہ اس سے اپنا بازو چھڑانا چاہتی تھی۔

"رباب تم مجھے ایسے ہی لہولہان کر دو جیسے میں نے تمہیں کیا تھا میں گناہگار ہوں ہوں۔" رباب یکدم بے جان ہوگئی تھی اسے وہ خواب یاد آ گیا وہ گھاس پہ بیٹھتی چلی گئی تھی۔

"اللہ اچھے اللہ بس کرو میرے اچھے اللہ مجھے اب کچھ نہیں چاہیے۔" وہ چہرا چھپائے ہچکیاں لے رہی تھی۔

دوسری صبح قیامت اپنے جلو میں سمیٹ کر لائی جس اخبار سے اشتہارات کے معاملے میں کمال
اور دی کی کھٹ پٹ چل رہی تھی انہوں نے بمعہ تصویر افشاں اور خمار کا اسکینڈل چھاپا تھا لکی جیسی
ادنیٰ زمانہ لڑکی سے ان کی دوستی کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا تھا لکی عرف بہار کے بارے میں بڑی
لی تیز خبریں تھیں مقامی رپورٹر کے مطابق لکی عرف بہار فلموں میں کام کرنے کے چکر میں لاہور
آئی تھی فلموں میں تو اسے چھوٹے موٹے رول ملے ایک فلمساز نے اسے خاور اور جنید سے
زیادہ مستقل ان کے پاس رہنے لگی خاور اور جنید اعلیٰ درجہ کے بلیک میلر تھے ان کے پاس فلموں
کا ذخیرہ تھا جو بیرون ملک سے اسمگل ہو کر آتا تھا لکی کالج اسٹوڈنٹس کو پھانس کر اپنے بنگلے پر لاتی
تھی جہاں بھولے بھالے معصوم ذہنوں میں زہر بھرا جاتا تھا یہ زہر یہ نشہ نشیات سے زیادہ خطرناک
تھا یہ زہر نسلوں کو بھی تباہ کر رہا تھا۔

رباب خوش قسمت تھی جو بچ گئی تھی حالانکہ وہ گروہ کے نئے رکن شانی کو بری طرح بھائی تھی۔ لکی
کی کارروائیاں دن بدن بڑھتی جارہی تھیں وہ پولیس کی نگاہوں میں آ گئی تھی جنید اور خاور شانی کے
ساتھ پہلے ہی گرفتار ہو چکے تھے بہت سارے شرفاء کا پول کھل گیا تھا اسرار اور واحد نے افشاں خمار
کو گرفتاری سے بچانے کے لیے گولی ماردی تھی اور خود جیل میں تھے دونوں کی زندگی باقی تھی بچ گئی
تھیں اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھیں لکی کے ساتھ' موعو عریشہ اور عطیہ کے شوہر اپنی اپنی بیویوں کو
چھوڑ گئے تھے انہیں بھی بیویوں کے ماضی پر اعتبار نہیں رہا تھا رقیہ رفعت اور آمنہ خوب لڑ رہی
تھیں ایک دوسرے پر الزام لگا رہی تھیں تایا ابا چپ سے ہو گئے تھے فہد نے فیکٹری نجل اور
فہد کے حوالے کر دی تھی اور خود غائب ہو گیا تھا تائی رقیہ نیم پاگل ہو گئی تھیں۔

کہتے ہیں جو پیسہ ناجائز ذرائع سے کسی کا حق مار کر یا دھوکا دہی کے ذریعے حاصل کیا جائے وہ
برباد ہو جاتا ہے اور یہ حرام پیسہ جب غذا بن کر معدے میں اترتا ہے تو رنگ دکھا کر رہتا ہے جس اولاد
کے لیے تایا چچا نے یتیم و بیسر بھتیجوں کا حق مارا تھا وہی اولاد بے راہ رو نکلی تھی یعنی حرام پیسہ رنگ لا کر
رہا تھا دس سال پہلے جس فیکٹری سے انہوں نے اولاد کے لیے رزق کا ذریعہ پیدا کیا تھا دس سال
بعد اس رزق کا حساب بدترین طریقے سے پورا ہوا تھا اسلام نے ایسے ہی تو حلال رزق تلاش
کرنے کی تلقین نہیں فرمائی ہے۔

دو تین سال سے زاہد کمال اسرار اور واحد کو فیکٹری سے حاصل ہونے والے منافع میں چھوٹ
ملی سلوک ختم ہو گیا تھا آمنہ اور رفعت کے دل بھی بڑے ہو گئے تھے کہ بھائی اور بھابی اکیلے
رہ گئے ہیں آمنہ اور رفعت نے رقیہ کو دھمکی دی کہ وہ رباب کے شوہر کو بتا دیں گی کہ تم لوگ

اس کی فیکٹری دبائے بیٹھے ہو رقیہ کو آگ لگ گئی تھی جل کی شادی سے پہلے سبکتگین نے انہیں اس
اور خمار کے کرتوتوں کا ثبوت پیش کیا جس کی وجہ سے انہوں نے احتشام کے رشتے کی حما
کی تائی وہی ثبوت رباب کے ذریعے قبضے میں لینا چاہتی تھیں۔ رباب کو علم ہی نہیں تھا
کیا کہانی ہے اس نے تائی کو میڈیکل رپورٹس لا دیں جو انہوں نے افشاں خمار کی سسرال بھجوا
جو آگ انہوں نے لگائی خود بھی اس میں بھسم ہو گئیں رباب کی بے گناہی کا ثبوت یوں بھ
میں ثابت ہوا تھا۔

☆☆

"رباب جان ان سب واقعات کو خوفناک خواب سمجھ کر بھلا دو یہ اسی طرح ہونا تھا تمہارا اس میں
کوئی قصور نہیں ہے اللہ نے ان سے اسی قدر بدلہ لیا ہے جتنی انہوں نے ہمارے ساتھ برائیاں کی
تھیں یہ ہمارے صبر کا انعام ہے کاش امی آج زندہ ہوتیں تو ہم دونوں کو ہنستے بستے دیکھ کر کتنا خوش
ہوتیں رباب میں تو اپنے تمام زخم بھلا کر سب کو معاف کر چکی تھی میں نے تو انہیں کبھی بددعا
نہیں دی تھی اللہ بڑا منصف ہے جو اس نے چاہا وہی ہوا اب تم خود کو سنبھالو اچھا ایسا کرو میرے
چلو امی جی بہت خوش ہوں گی۔" اس نے اپنی ساس کا نام لیا احتشام نے بھی پرزور تائید کی۔
"جاؤ چندا بیگ میں کپڑے ڈالو کیوں سبکتگین اجازت ہے۔" وہ پھر اس کی طرف شرارت
گھوما تو وہ اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورنے لگا۔
"بھول گئے ہو میرے احسانات کو۔" اس نے احتشام کو یاد دلایا تو وہ ماتھے پر ہاتھ رکھ کر
کرنے کی اداکاری کرنے لگا۔ اس کی نگاہوں کے سامنے وہ رباب کو لے گئے وہ بے بس
ہونٹ چبانے کے سوا کچھ بھی نہیں کر سکا۔
رباب گزشتہ تین چار روز سے اس قدر اداس و ویران تھی کہ سبکتگین نے دل میں خود کو
گالیاں دی تھیں وہ نازک سی لڑکی پہلے ہی دکھوں کے کوہ گراں تلے دبی ہوئی تھی اس سے
کا شوشا چھوڑ کر اسے گہری کھائی میں پھینک دیا تھا جیسے۔ آج اس کا ارادہ تھا رباب کو اس
کی حقیقت بتا کر معافی مانگ لے گا مگر وہ تو اب چلی گئی تھی۔ امی جی واقعی رباب سے مل کر
خوش ہوئیں مسز جواد بھی آ گئیں اس کی آمد کی خبر سن کر۔
وہ سب اسے گھیرے بیٹھے تھے احتشام اسے اپنی دلچسپ باتوں سے ہنسا رہا تھا ماحول بہت
اور کھلا کھلا لگ رہا تھا دوسرے روز وہ اسے فیکٹری لے گیا جل بھی اس کے ساتھ تھی قانونی کار
کے بعد دونوں بہنیں اس کی مالک تھیں رباب نے پوری فیکٹری گھوم کر دیکھی احتشام نے اس

لازموں سے تعارف کرایا اور آخر میں اسے آفس میں لے آیا۔
"رباب اسد سبکتگین یہ ہے آپ کی شاہی کرسی" وہ اشارہ کرتے ہوئے بولا۔
"احتشام بھائی مجھے اس کی چاہ نہیں ہے بلکہ مجھے کبھی بھی دولت کی چاہ نہیں رہی امی نے ہماری پرورش ان زریں اصولوں پر کی کہ ہمیں قناعت وسادگی ہی پسند ہے کیوں تجل آپی۔" وہ بہن کی طرف دیکھ رہی تھی۔
"ہاں احتشام یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔"
"رباب تم مانو یا نہ مانو یہ فیکٹری تم دونوں کی ہے۔" وہ ایک لخت سنجیدہ ہوگیا۔
"آپ کیوں نہ فیکٹری سے حاصل ہونے والی آمدنی سے ہم یتیم اور بے سہارا بچوں کے لیے ایک گھر بنائیں فیکٹری بھی چلتی رہے گی اور بچوں کو ایک گوشہ عافیت بھی میسر آجائے گا" رباب کی تجویز پیش کی تجل نے اتفاق کیا اس کی بات سے کیونکہ وہ جان گئی تھی یہ سب رباب کے لاشعور کی دبی خواہشوں کا نتیجہ ہے وہ گھر لوٹے تو سبکتگین ان کا منتظر تھا تجل اور احتشام شوخی سے ہنسے رباب نے کوئی نوٹس نہیں لیا وہ اسے لینے آیا تھا اور اسے آنا ہی پڑا۔
آج وہ رابعہ کے مسئلے پر کھل کر بات کرنا چاہتی تھی واپسی پہ گھر جانے کے بجائے وہ گاڑی ادھر ادھر گھماتا رہا اور پھر اسے ایک نئی اور انجان جگہ لے آیا گیٹ کے باہر دیوار کے ساتھ لگی تختی پر بڑے بڑے سنہرے حروف میں "سبکتگین ولا" لکھا ہوا تھا وہ الجھ گئی اگر یہ گھر اس کا تھا تو اسے یہاں رابعہ کو لانا چاہیے تھا وہ گاڑی پورچ میں لے گیا۔
"یہ ہے میرا غریب خانہ جو چچا نے میرے، میرے بچوں اور میری ہونے والی بیوی کے لیے بنایا تھا۔" وہ اسے گھر دکھاتے ہوئے بتا رہا تھا رباب نے اتنے شاندار اور ویل ڈیکوریٹڈ گھر کا خواب میں بھی تصور نہیں کیا ہوگا اتنا خوب صورت اور وسیع لان تھا مصنوعی فوارے لگے ہوئے مختلف پھولوں کے مہنگے پودے باہر سے منگوا کر لگائے گئے تھے سبز گھاس کا فرش بچھا ہوا تھا یہ تکلفات سے ذرا ہٹ کر تھی اس لیے ایک سکون کا سا احساس ہو رہا تھا وہ اسے بیڈروم دکھانے لے گیا بالکل خوابوں جیسا کمرا تھا قیمتی پینٹنگز سرسراتے پردے نفیس ڈیکوریشن دبیز قالین امارت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔
"اچھا کس کا کمرا۔" اس نے پوچھا۔
"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہیں جس نے رہنا ہے اس سے پوچھیں۔" وہ سرد لہجے میں بولی۔
"اور کس نے رہنا ہے؟" وہ غالباً رابعہ کو بھول رہا تھا رباب کو رونا آ رہا تھا یہ شخص اس کے ساتھ

کھیل رہا تھا اور اب شاید یہ کھیل منطقی انجام کے قریب تھا۔
"واپس چلیں کافی دیر ہو گئی ہے۔" رباب نے رسٹ واچ پر نگاہ دوڑائی۔
"ہم اس گھر میں ہمیشہ کے لیے شفٹ ہو گئے ہیں۔" وہ مزے سے بولا جب کہ وہ لفظ "ہم" پر نئے سرے سے تڑپی۔
"سبکتگین گیلانی اب فیصلہ کر ہی دیں آپ رابعہ سے کب شادی کر رہے ہیں مجھے بتادیں تاکہ میں اپنی رہائش کا بندوبست کر سکوں۔" اس نے دل کو سنبھالتے ہوئے بڑی بہادری سے پوچھا۔
"میرا فیصلہ یہ ہے کہ تمہیں دل میں ہمیشہ کے لیے رہائش عطا کر دی جائے۔" وہ سچ مچ دل پر ہاتھ رکھ کر جھکا۔
"میں سیریس ہوں۔" اس کی آواز بھرا آئی۔
"تو مذاق کون کافر کر رہا ہے۔" وہ اس کے قریب چلا آیا۔
"دیکھیں سبکتگین یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے میں بہادری سے فیصلے کی منتظر ہوں۔"
"ہوں مجھے بھی پتا ہے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے بلکہ..." وہ خوب صورتی سے ہنسا۔
"رباب رابعہ کو میں نے کبھی بھی نہیں چاہا اس کی تو کب کی شادی ہو چکی ہے وہ اب دو بچوں کی ماں ہے میں نے صرف تمہارے دل کا حال جاننے کے لیے رابعہ کا نام لیا تھا جو خاصا کارگر ہوا میں نے تو اول و آخر ایک لڑکی کو چاہا ہے جس کا نام رباب ہے اور جو اس گھر میں قدم رکھتے ہی مجھے شکار کر گئی تھی۔" وہ اس کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولا "پلیز سبکتگین لیوی الون" اس انکشاف نے کہ اس نے مذاق کیا تھا اسے حیرت و خوشی سے دو چار کیا تھا اور اسے سنبھلنے کے لیے وقت چاہیے تھا تاکہ وہ بھی اس کے اس جان لیوا مذاق کا بھرپور جواب دے سکے۔
"قلب و نظر شکار کر ہوش و خرد شکار کر۔" وہ اس کے سارے بال بکھرا گیا۔
"اب بالکل بھی نہیں...... تم نے بہت امتحان لے لیا میرا۔" اس نے احتجاج کرتی روٹھی روٹھی رباب کو اپنے کمرے میں لا کر ہی دم لیا جو اس کی جراتوں پر لال بھبھوکا ہو رہی تھی۔
"پلیز سبکتگین۔" وہ رو پڑی۔
"ہاں کہہ دو کہ میں بے رحم ہوں مطلبی ہوں جھوٹا ہوں اور یہ جو میں نے ابھی تم سے کہا ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔" وہ غصے سے سرخ ہو گیا۔
"میں یہ کب کہہ رہی ہوں دراصل بات یہ ہے کہ میں توقع نہیں کر پا رہی تھی کہ رابعہ کا وجود نہیں ہے۔" اس نے وضاحت کی۔

"تو پھر جو مس انڈراسٹینڈنگ ہے اسے ختم کر دو کیونکہ میری طاقت رخصت ہوتی جارہی ہے۔" وہ شوخ ہوا۔

"تمہیں پتا ہے بہت عرصہ پہلے میں نے تم سے اظہار محبت کیا تھا اور وہ سچ تھا' رباب تمہارا سہارا روپ مجھے شرمندہ کرتا رہا ہے مجھے اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا مگر یقین کرو وہ ڈی ایس پی سبکتگین گیلانی نہیں صرف سبکتگین تھا تمہاری شرم تمہارے گریز نے تمہاری کشش کو اور بھی بڑھا دیا تھا اور مجھے احساس ہوا تھا کہ مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

رباب کے دل سے بھاری بوجھ اترا۔ اس نے آسودہ سانس لی سبکتگین نے پھر گہری گہری راز بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ابھی نہیں۔" اس نے اس کے آگے ہاتھ جوڑے وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

اگلی صبح وہ جاگا تو اس کے سرہانے پھول اور تہہ کیا ہوا کاغذ پڑا تھا۔ سبکتگین نے ایک نظر دیکھ کر کاغذ کھول لیا۔

ابھی ٹھہرو
ابھی کچھ دن لگیں گے
وصل کو خواہش بنانے میں
تمہیں اپنا سمجھنے کے لیے دل کو منانے میں
ابھی کچھ دن لگیں گے
ابھی ہم اپنی اپنی خوشبوؤں کو دل سے ملنے دیں
انہیں محسوس کرنے دیں
ابھی کچھ دن لگیں گے
رشتہ بے نام کو ہم نام کرنے میں
کہانی کو کسی آغاز سے انجام کرنے میں
کہیں اظہار کرنے میں
ہمیں اقرار کرنے میں
ابھی ٹھہرو
ابھی کچھ دن لگیں گے

"کتنے دن لگیں گے یہ بھی بتا دیتیں۔" اس نے گلاب اٹھا کر سونگھا۔

سبکتگین آفس میں تھا ساون کے مہینے کا آغاز ہو چکا تھا محکمہ موسمیات نے پیش گوئی کی تھی کہ آ
بہت گرج چمک کے ساتھ طوفانی بارش ہونے کی توقع ہے آسمان کالے سرمئی بادلوں
ڈھکا ہوا تھا موسم بڑا خوشگوار ہو رہا تھا سخت گرمی کا زور آج ٹوٹ گیا تھا سبکتگین کے تمام ما
موسم کی خوب صورتیوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے وہ اے ون جیولرز کی طرف چلا گیا جہاں
ڈکیتی ہوئی تھی ڈھائی تین گھنٹے ابتدائی کارروائی اور پوچھ گچھ میں لگ گئے جب وہ وہاں
رات کے اندھیرے میں چھما چھم بارش برس رہی تھی بے اختیار اس کا جی چاہا اڑ کر رباب کے
پہنچ جائے اور آج فاصلوں کی تمام دیواریں اس کی ناراضگی کے باوجود بھی گرا دے" مگر
خود سے بولا اس کا نظم کی صورت میں درخواست نامہ یاد آ گیا تھا کتنا بے بس تھا وہ ہاتھ
ہوئے تھے۔

سبکتگین نے گاڑی تھانے کی طرف موڑ لی۔تمام کارروائی تفصیلات اس نے فائل میں
کیں اور مکمل کرنے کے بعد کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی ابھی صرف دس بجے تھے
رہا تھا ادھر ہی رک جائے وقت گزاری کے لیے اس نے اخبار اٹھا لیا۔صبح کا اخبار جو چا
دھبوں سے کہیں کہیں مٹا ہوا لگ رہا تھا ایک آرٹیکل کے اختتامی نوٹ اور فیض احمد فیض کی
اس کی توجہ کھینچ لی۔لکھا تھا کہ۔

"ماں باپ کی موجودگی میں بچے ہیروں سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں کیونکہ ان کے سر
ممتا کا سایہ ہوتا ہے والدین میں سے کسی ایک کی بھی موت کے بعد یہ لعل و گوہر ہیرے
گئے گزرے ہو جاتے ہیں ان ٹوٹے شیشوں کا کوئی مسیحا نہیں ہوتا کیونکہ کرچیاں چننے
ہاتھ زخم زخم ہو جاتے ہیں اور کون ہے جو اپنے ہاتھ زخمی کرے کون ہے جو ان کے زخموں کو

شیشوں کا مسیحا کوئی نہیں
موتی ہو کہ شیشہ جام ہو کہ در
جو ٹوٹ گیا سو ٹوٹ گیا
کب اشکوں سے جڑ سکتا ہے
تم ناحق ٹکڑے چن چن کر
دامن میں چھپائے بیٹھے ہو
کیوں آس لگائے بیٹھے ہو
یہ ساغر شیشے لعل و گوہر

...الم ہوں تو قیمت پاتے ہیں
...ان ٹکڑے ٹکڑے ہوں تو فقط
...بکتے ہیں لہو رلواتے ہیں

"بہت خوب" اس نے داد دی کس خوب صورتی سے یتیم بچوں کو ٹوٹے شیشوں سے تشبیہ دی گئی ... اس نے لکھنے والے کا نام تلاش کرنے کی کوشش کی۔

رباب اسد کمال۔" اف اس کا دل ہی جیسے دھڑکنا بھول گیا بجلی کڑکی تو ذہن کے بند دریچے ... کھلے وہ فوراً بھاگتا ہوا اپنی گاڑی کے پاس پہنچا۔

"رباب میں تمہیں ٹوٹنے نہیں دوں گا۔" وہ بہت فاسٹ ڈرائیونگ کر رہا تھا اسے خود پہ بہت ... آ رہا تھا کہ اسے یہ اہم بات یاد کیوں نہیں رہی تھی حالانکہ جل نے اسے بہت تفصیل سے بتائی ... اس نے رباب کے بارش کے خوف کے بارے میں کھل کر اسے بتایا تھا سائیکاٹسٹ کی رائے ... بھی اور یہ بھی کہا تھا کہ بارش میں آپ جہاں کہیں بھی ہوں رباب کے پاس پہنچ جائیں اسے ... مت چھوڑیں۔

... کی وجہ سے ماحول دھندلا دھندلا لگ رہا تھا بادل پوری قوت سے گرج رہے تھے۔ سبکتگین ... کوئی ردعمل نہیں ہوا ناچار وہ دیوار پھلانگ گیا وہ بے تابی سے اسے آوازیں دے ... رہا تھا پھر اس نے دیکھا وہ زمین پر ہوش وخرد سے بیگانی پڑی ہوئی ہے مت اب بھی ... انداز میں کھلا ہوا تھا۔

"رباب" اس نے زور زور سے اسے ہلایا اس میں سر مو حرکت نہیں ہوئی وہ اسے دیوانوں کی ... جھنجھوڑنے لگا اب وہ ادھر ادھر سر پٹخ رہی تھی پھر اس نے آنکھیں کھول دیں سامنے سبکتگین ... سہارا تھا وہ بے تاب بچے کی مانند اس سے لپٹ گئی سبکتگین کے اندر بگولے سے اٹھتے ... کی طرح کانپ رہی تھی ہونٹ بار بار کچھ کہنے کی کوشش میں ساکت ہو رہے تھے ابھی کچھ ... وہ بھی تو یہی چاہ رہا تھا کہ سب فاصلے مٹ جائیں مگر نہیں وہ اٹھ کھڑا ہوا رباب بھی اس ... کھڑی ہوئی وہ دھڑکن بنی اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی سبکتگین نے اسے بے دردی سے علیحدہ کیا۔

"... میرے ساتھ آؤ۔" اس کا لہجہ بہت سنجیدہ تھا وہ اس کے ساتھ گھسیٹتی باہر آ گئی تھی پھر سبکتگین نے اسے باہر دھکا دے کر دروازہ لاک کر لیا۔

"دروازہ کھولیں فار گاڈ سیک دروازہ کھولیں میں مر جاؤں گی۔" وہ زور زور سے دروازے کو

urdunovels.net

ہلا رہی تھی چیخ رہی تھی رو رہی تھی باہر پہلے سے بھی شدت کے ساتھ بادل گرج رہے تھے
چمک رہی تھی اس کی کڑک اعصابوں پہ کوڑے برساتی محسوس ہو رہی تھی سبکتگین کا دل
باہر نکال کر خون ہو رہا تھا پر یہ ضروری تھا ایک بار پہلے بھی اس نے رباب کو بادلوں
آگے بے حال ہوتے دیکھا تھا اور اس دل چاہا تھا اس کا یہ خوف ختم ہو جائے تقریباً آدھے
دروازہ کھولیں کی فریاد کرتی رہی پر وہ بے حس بن گیا تھا ساعتیں پتھر کی کرلی تھیں رباب
کے ساتھ چمٹی بیٹھی تھی اور پوری کی پوری بھیگ چکی تھی وہ رو رہی تھی بارش اور اس کے آنسو
فرق نہیں رہا تھا اور سبکتگین کتنا سنگدل بنا ہوا تھا اسے باہر نکال کر بھول گیا تھا نہ جانے وہ اس
کس بات کا بدلہ لے رہا تھا پر وہ اسے بتا دے گی کہ وہ عام سے لڑکی نہیں ہے وہ رباب
اپنے بہادر پپا کی بہادر بیٹی ہے اس احساس نے اسے دروازے کی چوکھٹ چھوڑ کر
مجبور کر دیا وہ صحن میں پہنچی بادل گرجے اس نے اپنے ہی بازوؤں میں سر چھپالیا
کانپا نازک جسم لرزا کوئی اندر سے مسلسل صدائیں دے رہا تھا۔
''ہمت کرو بہادر بنو سب لوگ بارش کو انجوائے کرتے ہیں بھیگتے ہیں بادلوں کا
کا کڑکنا انہیں تھرلنگ لگتا ہے۔ بوندوں کی چھم چھم محبوب کی پائل کی آواز لگتی ہے شاباش
ہمت کرو دیکھو تو سامنے کتنا خوب صورت نظارا ہے آسمان کتنا اسرار بھرا لگ رہا ہے
بکھرے ہوئے ہیں رباب شاباش آنکھیں کھولو بوندوں کی موسیقی سننا چاہتی ہو تو
کھول۔'' اس کے اندر کی آوازیں ناقابل برداشت ہو گئی تھیں۔
''یہ بادل یہ بجلی یہ بارش کسی کو ساتھ لے کر نہیں جائے گی یہ تو قدرت کی خوب
کا چھوٹا سا اظہار ہے۔'' رباب نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں سر اٹھایا اسے
نظارا بالکل نیا ہے واقعی اس کے لیے تو نیا ہی تھا جیسے اس نے آج ہی جنم لیا ہو۔ ہوش
بعد وہ پہلی بار آج بارش میں کھلے آسمان تلے آئی تھی بارش نے دلکش سی دھند پھیلائی
کڑکی سارا ماحول منور ہو گیا پر اب اسے ڈر نہیں لگا اس نے ہاتھ کھول کر پھیلا دیے بوندیں
اس کی ہتھیلی پر بج رہی تھی نہیں بلکہ وہ تو پورے لان میں بج رہی تھی یہاں وہاں ہر
کا شور تھا درخت جھوم رہے تھے پتے تالیاں بجا رہے تھے وہ پہلی بار یہ دنیا دیکھ رہی تھی
لان کے چکر دیوانہ وار کاٹ رہی تھی ہنس رہی تھی کھل کھلا رہی تھی سات سالہ رباب
سالوں بعد بادلوں اور ہوا کے سنگ بھاگ گیا تھا ادھر اندر سبکتگین آنکھیں بند کیے
شدت سے اس کے چہرے سے خون چھلکا پڑ رہا تھا جیسے اس نے رباب کو

وہ ایسا تھا جس میں ناکامی اور کامیابی کے برابر چانس تھے اگر وہ ناکام ہو گیا تو......

"نہیں نہیں۔" اس نے بال مٹھیوں میں جکڑ لیے "اسے کچھ نہیں ہوگا آج اس کا ڈر ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔"

"کیا تھا اگر تم بھی خود اس کے ساتھ جاتے؟" کوئی اندر سے بولا۔

"نہیں یہ مناسب نہ ہوتا۔" وہ اس کا سہارا پا کر سات سالہ رباب ہی رہتی اور وہ اس سات سالہ رباب کو برسوں پرانے خوف کے حصار سے نکالنا چاہتا تھا وہ کس بے تابی وخوف سے اس کے پاس پناہ کی تلاش میں آئی تھی اس کے نرم وگداز لمس سے سبکتگین کے اندر بھانبڑ جل اٹھے تھے تشنگی سی لگی تھی اگر وہ عام سے مرد کی طرح جذبات کی رو میں بہہ جاتا تو اس کی رباب پر ہمیشہ کے لیے نفسیاتی مریضہ کا ٹیگ لگ جاتا اس نے حوصلے وضبط سے شوریدہ سر بپھرے ہوئے جذبوں پر بند باندھا تھا کتنی بے دردی سے اس پھول ایسے وجود کو الگ کر کے باہر کی ظالم فضا میں چھوڑ دیا تھا وہ کیسی دیوانوں کی طرح چلا رہی تھی۔

اب تو کافی دیر ہو گئی تھی کوئی آواز نہیں آئی تھی انجان خدشات کو رفع کرتے اس نے دروازہ کھولا اٹھا سامنے حیرتوں کا جہان آباد تھا شہزادی کے جسم کی آخری سوئی بھی نکل چکی تھی اس کا دل چاہا وہ بھی ہنسے مسکرائے بالآخر ادھوری رباب مکمل ہو گئی تھی اسے دیکھنے کے لیے سبکتگین نے اپنے دل اور ارمانوں کا خون کیا تھا وہ ہر ایک چیز اور ہر شخص سے اسے عزیز تر جو تھی وہ دوڑتا ہوا صحن کراس کر کے اس کے پاس پہنچا۔

"دیکھیں کتنی زبردست بارش ہو رہی ہے۔" رباب نے سرخوشی کے عالم میں بتایا پھر جیسے اسے یاد آیا کہ وہ تو اس سے ناراض ہے۔

"میرے ساتھ بات مت کریں۔" وہ آگے ہو گئی۔

"آئی ایم ساری طوطے بلکہ مینا کیونکہ آج سے تم مینا ہو یہ سب کچھ تمہارا خوف دور کرنے کے لیے ضروری تھا۔" وہ مطمئن انداز میں مسکرایا اچانک زور سے بادل گرجے اور بجلی کڑکی تو سارا ماحول سفید چمکدار روشنی میں نہا گیا وہ بالکل نہیں ڈری۔

"میرا ڈر دل سرے سے ختم ہو گیا ہے میں نے تمہیں باہر نکال کر بڑی غلطی کی۔" وہ تاسف سے اس کو دیکھ رہا تھا پھر وہ اندر چلا آیا بھیگے کپڑے بدلنے لگا وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ رباب اس کے کمرے میں موجود ہے کاسنی بھیگے کپڑوں میں ملبوس بالوں سے موتی گراتی اگرچہ وہ باہر کپڑے اس طرح جھٹک کر نچوڑ کر اندر داخل ہوئی تھی اس کے باوجود بھی پانی کے قطرے اس کے کپڑوں

اور بالوں سے گر رہے تھے بھیگا لباس اس کی رعنائیوں کو چھپانے میں ناکام ہو رہا تھا۔ اس
دوپٹہ نچوڑ کر سلیقے سے شانوں پر پھیلایا ہوا تھا اس نے نگاہیں چرالیں اس کا بھیگا بھیگا حسن
رہا تھا شعلوں کو ہوا دے رہا تھا وہ بالوں میں مڑ کر برش کرنے لگا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے تھا
عین اس کے آگے۔

"کیا میری شکل بہت بری ہے۔" اس نے معصومیت سے پوچھا وہ جواب دیے بغیر
ونڈو کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"سبکتگین۔" رباب نے اسے شرمیلے نرم لہجے میں پکارا اسے اپنی سماعتوں پر شبہ ہوا
گھوما اس نے نگاہوں سے سوال کیا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ ابھی مجھے کچھ دن لگیں گے تو وہ کچھ دن مکمل
ہیں۔" الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر رباب کے منہ سے نکلے وہ یہی تو چاہتا تھا کہ وہ خود اقرار کرے
آپ کو کمتر سمجھنا چھوڑ دے اور ایسا ہی ہوا تھا۔

"کون سے دن مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔" وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے بولا۔

"آپ سمجھ جائیں ناں۔" ہونٹ کاٹتی انگلیاں مروڑتی وہ سیدھی دل میں اتر گئی اب
کیسے کہتی فرط حیا نے زبان پر تالے ڈال رکھے تھے۔

"مثلاً کیا میں یہ سمجھ لوں کہ
بارش وصل میں وہ بھی نکھر نکھر گیا ہم بھی نکھر نکھر گئے۔ اس سوال پہ اس کی پیشانی بوندوں
لگی۔

"رباب تم بہادر ہو۔" اس نے انداز بدلا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تو پھر مجھے
دیکھو مجھے سنو۔" فرمائش ہوئی وہ چلتا اس کے قریب سامنے ٹھہر گیا۔

"رباب فہد نے جب تمہیں مارا تھا اور سجل کی زبانی مجھے علم ہوا تھا تو میرا دل چاہا تھا فہد
کا ریشہ ریشہ الگ کر دوں اس کی صورت کو ناقابل شناخت بنا دوں میں نے اسی روز وعدہ کیا تھا
تمہیں اتنا پیار کروں گا کہ تم اپنا ہر زخم بھول جاؤ گی میں تمہارا چارہ گر بنوں گا تمہارے سارے
گرد دراو بنا دوں گا۔" وہ جذب و سچائی سے کہہ رہا تھا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ فقط یہی کہہ سکی۔

"اگر آپ احساسات کی زبان سمجھتے ہیں تو میرا رواں رواں آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہے
کی نگاہوں سے واضح جذبہ تشکر چھلک رہا تھا۔

''یا ...ں میں اچھا ہوں یا نہیں' کیونکہ کچھ دیر اور تم ہی مجھے کہو گی سبکتگین آپ بہت برے
ہیں۔'' وہ شرارت سے ہنسا رباب کی نگاہ جھک گئی ان شوخ و گستاخ نگاہوں کا سامنا آسان نہ تھا جو
...دل کی دھمکیاں دے رہی تھیں۔

''تمہاری اس ''ابھی نہیں'' کے بعد میں نے خود پر کیسے کیسے نہیں جبر کیا تھا' تم میری دسترس میں
... اختیار میں تھیں تمہارا یہ سہانا روپ کیسے کیسے میرے ایمان کو ڈگمگا تا تھا اور تم کتنی ظالم بنی
...آج تم سے تمہاری جفاؤں کا حساب لیا جائے گا' کتنے مہینے ہو گئے ہیں تمہیں اس گھر میں
آئے ہوئے۔'' سبکتگین اس کے قریب ہوا اور دونوں کلائیاں تھام کر اسے بے بس کر دیا۔

''ایک سال سے کم۔'' سبکتگین کے ارادے اسے خوفزدہ کر گئے۔

''واہ یادداشت اچھی ہے تمہاری تو' ایک سال کا حساب کچھ کم نہیں ہوتا' بڑی شیر بنی تھیں
...اب ... تمہاری بہادری۔''

''اس...'' رباب نے اسے دیکھا۔

''اب ایک سیکنڈ بھی نہیں۔'' سبکتگین کے بازوؤں کا حصار سخت ہوتا گیا......اس کی آہنی گرفت
... ممکن ہی نہیں تھی اور وہ اس کی اس خوب صورت قید سے رہائی چاہتی بھی نہیں تھی۔

☆☆